یاد کرو اللہ کو جیسے تم اپنے باپ دادوں کا ذکر کرتے رہے ہو بلکہ اس سے بھی زیادہ بڑھ کر ذکر کرو۔ (القرآن)

ذکرِ اجتماعی و جہری

شریعت کے آئینہ میں

غرس الاشجار لاثمار الجہر بالأذکار

افادات

حضرت مولانا مفتی رضاء الحق صاحب دامت برکاتہم
أستاذ الحدیث و مفتی دار العلوم زکریا، جنوبی افریقا

تشریح و تعلیق

مولانا مفتی محمد الیاس صاحب

زمزم پبلشرز

فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا

یاد کرو اللہ کو جیسے تم اپنے باپ دادوں کا ذکر کرتے رہے ہو بلکہ اس سے بھی زیادہ بڑھ کر ذکر کرو۔ (القرآن)

ذکرِ اجتماعی وجہری

شریعت کے آئینہ میں

غرسُ الاشجارِ لاثمارِ الجھرِ بالأذکار

افادات

حضرت مولانا مفتی رضاء الحق صاحب دامت برکاتہم

اُستاذ الحدیث ومُفتی دارُ العلوم زکریّا، جنوبی افریقا

تشریح وتعلیق

مولانا مفتی محمد الیاس صاحب

ناشر

زمزم پبلشرز

نزد مقدس مسجد اُردو بازار کراچی

کتاب کا نام ـــــ ذکر اجتماعی وجہری شریعت کے آئینہ میں

تاریخ اشاعت ـــــ اپریل ۲۰۰۷ء

باہتمام ـــــ احباب زمزم پبلشرز

کمپوزنگ ـــــ

سرورق ـــــ احباب زمزم پبلشرز

مطبع ـــــ

ناشر ـــــ زمزم پبلشرز کراچی

شاہ زیب سینٹر نزد مقدس مسجد، اردو بازار کراچی

فون : 021-2760374 - 021-2725673

فیکس : 021-2725673

ای میل : zamzam01@cyber.net.pk

ویب سائٹ : http://www.zamzampub.com

ضروری گزارش

ایک مسلمان، مسلمان ہونے کی حیثیت سے قرآن مجید، احادیث اور دیگر دینی کتب میں عمداً غلطی کا تصور نہیں کرسکتا۔ سہواً جو اغلاط ہوگئی ہوں اس کی تصحیح واصلاح کا بھی انتہائی اہتمام کیا ہے۔ اسی وجہ سے ہر کتاب کی تصحیح پر ہم زر کثیر صرف کرتے ہیں۔

تاہم انسان، انسان ہے۔ اگر اس اہتمام کے باوجود بھی کسی غلطی پر آپ مطلع ہوں تو اسی گزارش کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمیں مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی اصلاح ہوسکے۔ اور آپ "تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى" کے مصداق بن جائیں۔

جزاکُمُ اللّٰهُ تعالٰی جزاءً جمیلاً جزیلاً

ـــــ منجانب ـــــ

احباب زمزم پبلشرز

ملنے کے دیگر پتے

- دارالاشاعت، اردو بازار کراچی
- قدیمی کتب خانہ بالمقابل آرام باغ کراچی
- صدیقی ٹرسٹ لسبیلہ چوک کراچی۔
- مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور

بیرون ملک ملنے کے پتے

Al-Farooq International

Azhar Academy

Darul Uloom Zakaria
P.O Box # 10786 Lenasia
1820 Johannesburg
South Africa

Jamia Zambia
P.O Box # 33319 Lusaka ZA
10101 Zambia

فہرست مضامین

تقریظ

از حضرۃ الاستاذ مولانا شبیر احمد سالوجی حفظہ اللہ
مہتمم دارالعلوم زکریا، جنوبی افریقہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمده ونصلي على رسوله الكريم

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی اصلاح وتربیت اور ہدایت و رہنمائی کے لیے حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا جن میں سب سے آخری اور عظیم ومحبوب پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی گرامی شخصیت ہے اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی آخری اور کامل ومکمل کتاب "قرآن کریم" نازل فرمائی جس کو قیامت تک کی تمام نسل انسانی کی ہدایت کا بنیادی ماخذ اور اساسی سرچشمہ قرار دیا، مذکورہ دونوں باتوں سے یہ نتیجہ نکالنا مشکل نہیں کہ بندوں کی اصلاح وہدایت کے لیے دینی علمی رہنمائی کے ساتھ عملی وتربیتی رہبری بھی ناگزیر ہے، دوسرے لفظوں میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ جس طرح امت کو دینی رہنمائی کے لیے "کتاب اللہ" کی ضرورت ہے اسی طرح "رجال اللہ" کا وجود بھی ضروری اور مسلم ہے۔

چنانچہ قرآن کریم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعثت کے مقاصد پر روشنی ڈالتے ہوئے ارشاد باری تعالیٰ ہے: كَمَا أَرْسَلْنَا فِيكُمْ رَسُولاً مِّنكُمْ يَتْلُو عَلَيْكُمْ آيَاتِنَا وَيُزَكِّيكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُم مَّا لَمْ تَكُونُوا

تَعْلَمُوْنَ . (البقرہ:۱۵۱)

جس طرح (منجملہ اور نعمتوں کے) ہم نے تمھیں میں سے ایک رسول بھیجا ہے جو تم کو ہماری آیتیں پڑھ کر سناتا ہے تمھیں پاک کرتا ہے اور کتاب (قرآن) اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے اور ایسی باتیں سکھاتا ہے جس کو تم پہلے نہیں جانتے تھے۔

دوسری جگہ ارشاد ربانی ہے:

وَلَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلاً مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْ عَلَيْهِمْ آيَاتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلَالٍ مُّبِيْنٍ . (آل عمران:۱۶۴)

''بالیقین اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر بڑا احسان کیا ہے کہ ان میں انھی میں سے ایک پیغمبر مبعوث فرمایا جو ان کو خدا کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتا ہے اور ان کو پاک کرتا ہے اور خدا کی کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے اور پہلے تو یہ لوگ صریح گمراہی میں تھے۔''

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّيْنَ رَسُوْلاً مِّنْهُمْ يَتْلُوْ عَلَيْهِمْ آيَاتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلَالٍ مُّبِيْنٍ . (الجمعۃ:۲)

'' وہی تو ہے جس نے ان پڑھوں میں انھی میں سے ایک پیغمبر مبعوث فرمایا جو ان کے سامنے آیات الٰہی کی تلاوت کرتا ہے اور ان کو پاک کرتا ہے اور کتاب الٰہی اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے اور اس سے پہلے تو یہ لوگ صریح گمراہی میں تھی۔''

آیات بالا کی روشنی میں یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ نبوت و رسالت کے چار فرائض اور شعبے ہیں جن کی تکمیل کے لیے آنحضرت ﷺ کی بعثت عمل میں آئی:

(۱) خلق خدا کے سامنے آیات الٰہی کی تلاوت یعنی اس کے مخارج اور تجوید کی تصحیح کے ساتھ پڑھنا پڑھانا اس کے لطف و کیف اور پیرایۂ ادا کو محفوظ کرنا۔

(۲) نفوس انسانی کا تزکیہ یعنی نفسانی آلائشوں اور تمام مراتب شرک و معصیت

سے ان کو پاک صاف کر کے عمدہ اخلاق اور صفات حمیدہ سے ان کو آراستہ کرنا۔

(۳) تعلیم کتاب یعنی کتاب اللہ کی مراد بتانا۔

(۴) تعلیم حکمت قرآن کریم کے خالص اسرار و لطائف اور شریعت کی دقیق و عمیق علل پر مطلع کرنا۔

بعثت محمدی اور دعوت نبوی کے دائرۂ مقاصد میں تزکیۂ نفوس اور تہذیب اخلاق بڑا اہم مقام رکھتے ہیں کہ اس کو مقاصد بعثت کے بیان کی ترتیب میں کتاب و حکمت کی تعلیم سے مقدم ذکر کیا گیا ہے چنانچہ خود حدیث شریف میں حصر اور تاکید کے ساتھ اس مقصد کو درج ذیل الفاظ میں ذکر کیا گیا ہے:

انما بعثت لأتمم مکارم الأخلاق یعنی میری بعثت ہی اس لیے ہوئی ہے کہ مکارم اخلاق کو پایۂ تکمیل تک پہنچادوں۔

یہ بھی ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ عہد نبوت میں صحبت نبوی نے تہذیب اخلاق اور تزکیۂ نفوس کے باب میں ایک ایسا عظیم انقلاب برپا کیا ہے جس کی تاریخ انسانیت میں کوئی نظیر نہیں ہے آپ کی آغوش تربیت اور فیض صحبت نے آپ کے اصحاب کو اعلیٰ اخلاق کا حسین ترین پیکر، مجسم عمل، سراپا اخلاص اور آپ کی تعلیم کا مظہر اتم بنادیا تھا۔ جاہلیت کے برے خصائل و عادات، اطوار و اوصاف اور شیطانی اثرات کا اس طرح بالکلیہ صفایا ہوگیا تھا کہ گویا وہ پہلے سے موجود ہی نہ تھے خود قرآن کریم کی شہادت ہے:

وَاعْلَمُوْا اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ يُطِيْعُكُمْ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْأَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ اُولٰئِكَ هُمُ الرَّاشِدُوْنَ . (الحجرات:۷)

اور جان رکھو کہ تم میں خدا تعالیٰ کے پیغمبر ہیں اگر بہت سی باتوں میں وہ تمھارا کہا مان لیں تو تم مشکل میں پڑجاؤ لیکن خدا نے تمھارے لیے ایمان کو عزیز بنادیا ہے اور اسکو

تمھارے دلوں میں سجا دیا ہے اور کفر و گناہ اور نافرمانی سے تمھیں بیزار کر دیا ہے یہی لوگ راہ ہدایت پر ہیں خدا کے فضل اور احسان کے باعث اور خدا جاننے والا، حکمت والا ہے۔

جلیل القدر صحابی رسول حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے انتہائی جامع اور بلیغ کلمات مین صحابہ کرام کا اس طرح تعارف فرمایا ہے:

ابر الناس قلوبا و أعمقهم علما و أقلهم تكلفا . یعنی دل کے پاک علم کے گہرے اور تکلفات سے بری ہیں۔

لیکن مشکوٰۃ نبوت سے جیسے جیسے دوری ہوتی گئی انسانی قدروں میں انحطاط آتا گیا اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کی حضوری کیفیت اور خیر وشر کے عواقب کے کامل استحضار میں اضمحلال پیدا ہوتا گیا اور رفتہ رفتہ مختلف سیاسی، اخلاقی، معاشی اور ان کے علاوہ اور بہت سے اسباب وعوامل رونما ہوئے جن کے باعث بعثت نبوی کے ان مذکورہ چار مقاصد کو رو بعمل لانے کے حوالے سے امت میں ایک قسم کی تقسیم کا عمل شروع ہوا اس کے باوجود کہ امت میں ہر دور کے اندر ان چاروں شعبوں کی حامل و جامع شخصیات موجود رہیں تاہم وہ بھی اپنے مذاق وطبیعت اور وقت کے تقاضوں کے مطابق مذکورہ شعبوں میں کسی میں کم اور کسی میں زیادہ سرگرم عمل رہیں جن حضرات نے تلاوت قرآن کے شعبے کو سنبھالا وہ قراء وحفاظ کہلائے جنھوں نے تعلیم کتاب وحکمت کو اپنایا ان کو ائمہ دین، مجتہدین، فقہاء واصولیین اور محدثین کے لقب سے ملقب کیا گیا، جن بعض حضرات نے تزکیۂ نفوس اور تہذیب اخلاق کو اپنا شعار بنایا ان حضرات کو صوفیائے کرام کا نام دیا گیا غرض ہر میدان کے رجال کار نے اپنے اپنے میدانوں میں غیر معمولی محنتیں کیں جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہر شعبہ ایک مستقل فن بن گیا، چنانچہ تزکیۂ نفوس کے شعبہ کے ماہرین نے بھی نفوس کی اصلاح اور تربیت کے کام کو محنت کر کے ایک فن بنا دیا اور دلوں کے زنگ کی صفائی اور انسانی نفوس کو مجلی ومزکیٰ کرنے کے لئے انھوں نے مختلف حالات میں مختلف نسخے تجویز کیے جن مین سرفہرست قرآن وسنت اور سیرت کو حرز جان بنانے کی تلقین کے ساتھ ساتھ

ذکر اللہ اور اوراد ووظائف کی تعلیم تھی۔

ماضی قریب میں حضرات اکابر دیوبند بھی اسی سلسلۃ الذہب کی ایک کڑی ہیں جنھوں نے ان چاروں شعبوں کو اپنے سینے سے لگائے رکھا اور آنحضرت ﷺ کی نیابت وخلافت کے طور پر امت کے سپرد ان فرائض چہارگانہ کی ادائیگی کے لیے انھوں نے تابہ مقدور سعی جمیل فرمائی گو کہ وقت کے تقاضوں، الٰہی حکمتوں، تقسیم کار کے خدائی نظام اور توفیق ایزدی کی یاوری کی کمی بیشی کے باعث سب کے یہاں سب شعبوں میں ترکیز یکساں نہ رہی اور ایسا ہونا ناگزیر بھی تھا تاہم اس میں کوئی شک نہیں کہ دیگر شعبوں کی طرح تزکیۂ نفس کے شعبے میں بھی ان کی محنتیں اور کوششیں آفتاب نصف النہار کی طرح روشن اور براہ راست کتاب وسنت سے مستفاد اور مستنیر ہیں ان کے طریقۂ اصلاح میں کہیں بھی جادۂ مستقیم سے انحراف نہیں پایا جاتا ان کی نظر ہمیشہ اتباع رسول، پیروی سنت اور سلف صالحین کے تعامل پر رہی اسی کے جلو میں انھوں نے احسان وتزکیہ کے عمل کو جاری وساری رکھا ہے انھوں نے اللہ تعالیٰ کی رضا وقرب اور محبت ومعرفت کے حصول، اس کی عظمت وکبریائی کا نقش دلوں میں قائم کرنے اس کی اطاعت ومحبت میں لذت وحلاوت پیدا کرنے، اسی طرح دلوں کو صیقل کرنے اور ان کو سکینت ورحمت کا مورد بنانے کے لیے جو طریقہائے عمل تجویز کیے وہ سب کتاب وسنت سے مستفاد اور سلف صالحین کے تعلیم فرمودہ تھے اس سلسلہ میں انھوں نے ذکر اللہ جہری وسری اور انفرادی واجتماعی کی تلقین بھی کی سو اس کی بنیاد بھی کتاب وسنت کی پیروی اور بزرگان سلف کے اتباع پر تھی۔

خیال رہے کہ جس طرح ذکر اللہ انفرادی اور سری طور پر کرنا قرآن وحدیث سے باجماع امت ثابت ہے اسی طرح اجتماعی وجہری طور پر کرنے کا ثبوت بھی قرآن وحدیث میں واضح طور پر موجود ہے اور جہاں ذکر جہری یا ذکر اجتماعی جہری کی ممانعت وارد ہے وہ بعض موانع کے باعث ہے بنابریں ذکر جہری واجتماعی کو علی الاطلاق ممنوع

اور بدعت قرار نہیں دیا جاسکتا، بلا شبہ افضل الذکر نماز ہے لیکن بعض موانع کے باعث بعض اوقات میں نماز کی ادائیگی بھی ممنوع ہو جاتی ہے۔ شریعت میں بدعت اس فعل کو کہتے ہیں جس کا ثبوت کتاب وسنت، اجماع امت یا قیاس مجتہد سے نہ ہو اور اس کو عبادت سمجھ کر اور دین کا حصہ قرار دے کر انجام دیا جائے، حتی کہ مجتہد فیہ امور کو بھی بدعت نہیں کہا جاسکتا نہ ان پر نکیر کرنا درست ہے چہ جائے کہ کسی ایسے امر کو بدعت اور قابل نکیر قرار دیا جائے جس کے ثبوت کے لئے کتاب وسنت میں متعدد دلائل موجود ہوں اور علماء ربانیین ہر دور میں ان پر عمل کرتے رہے ہوں۔ خاص کر ایسے دور اور حالات میں جب کہ امت تشتت اور پراگندی کا شکار ہے ہر طرف کفر والحاد، ذہنی انتشار، فکری انارکی، حرص وہوس اور خدا بےزاری کی گرم بازاری ہے مادہ پرستانہ مزاج تشکیل پا رہا ہے اور انسانی اقدار روبہ زوال ہیں ایسے پرفتن دور میں ایسا طریقہ علاج جو لوگوں کی نمازوں میں خشوع وخضوع اور دعا میں تضرع وابتہال پیدا کرتا ہو ان کو محاسبہ نفوس کا عادی اور اللہ اور اس کے رسول سے محبت میں اضافے کا باعث ہو، نیز صفائی معاملات، صدق وامانت حقوق العباد کی ادائیگی کے اہتمام اور نفس پر کنٹرول رکھنے میں معاون ثابت ہو دوسری طرف لوگوں کو رذائل سے دور کرتا ہو ان کو حسد وکبر بغض وعداوت حب جاہ وحب مال اور دوسرے اخلاق ذمیمہ کے ازالہ میں مددگار ہو--کو کیسے بدعت کہا جاسکتا ہے۔

کون نہیں جانتا کہ فضائل سے آراستگی اور رذائل سے دوری عین مطلوب شریعت ہے لہٰذا ان کے ذرائع ووسائل بشرطے کہ وہ منہی عنہ نہ ہو وہ بھی عین مطلوب اور مستحسن ہوں گے۔ بلا شبہ سد ذرائع اور جلب مصالح پر دفع مفاسد کو مقدم رکھنے کے طور پر امر مباح کو قابل نکیر وملامت قرار دیا جائے گا لیکن جس چیز کا نہ صرف کتاب وسنت میں ثبوت ہو بلکہ اس کی ترغیب بھی وارد ہو تو پھر کیسے اس کو بدعت کہہ سکتے ہیں اگر کوئی شخص مجتہد ہونے کا مدعی ہے تو اس کو چاہیے کہ وہ اپنے عمل اور فتوی میں وہ راستہ اختیار کرے جو اس کی نظر میں حق ہو اور جس کا وہ فیما بینہ وبین اللہ جواب دہ ہو لیکن اس کو پوری امت تو

کیا کسی دوسرے کے اجتہادی موقف کے قائل پر ملامت کرنے سے احتیاط لازم ہے۔

اللہ تعالی جزائے خیر عطا فرمائے ہمارے حضرت، استاذ الاساتذہ علامہ رضاء الحق صاحب دامت برکاتہم شیخ الحدیث دار العلوم زکریا ومفتی اعظم جنوبی افریقہ سابق استاذ جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کو کہ جن کی فقہی بصیرت، علمی تبحر اور جملہ اسلامی عقلی ونقلی متداول علوم میں مہارت مسلم ہے۔ انھوں نے زیر نظر کتاب میں مذکورہ بالا مسئلہ کی تنقیح فرمادی ہے اور کتاب وسنت اور علمائے سلف کے تعامل کی روشنی میں ذکر سری وانفرادی کی طرح ذکر جہری واجتماعی کے جواز بلکہ استحباب کو مدلل ومبرہن فرمادیا ہے اور جو حضرات اس کے بدعت ہونے کے قائل تھے ان کے دلائل کا علمی جائزہ لے کر ایسا معقول، ٹھوس اور تسلی بخش جواب مرحمت فرمایا کہ کسی طالب صادق اور متلاشی حق کو تسلیم کیے بغیر چارۂ کار نہیں رہ گیا ہے خاص کر حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کی طرف جو قول منسوب ہے اس کا جائزہ لائق دید اور قابل داد ہے۔ فجزاہ اللہ تعالی خیراً۔

برادرم مفتی محمد الیاس شیخ سلمہ اللہ مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انھوں نے انتہائی محنت، جانفشانی اور اخلاص کے ساتھ حضرت مفتی صاحب مدظلہ العالی کے افادات وفرمودات کو مرتب کیا اور مزید تشریح وتعلیق کا کام کر کے ان کی افادیت میں اضافہ کیا، اسی طرح دارالافتاء کے طلبہ بھی قابل مبارکباد ہیں کہ انھوں نے مفتی الیاس صاحب کے سپرد کی گئی ذمے داری میں ان کا پورے طور پر ہاتھ بٹایا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالی حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم کا سایہ تادیر سلامت رکھے اور ان کے علوم وفیوض سے مستفید ہونے کے بیش از بیش مواقع عنایت فرمائے، اور جملہ معاونین کو اپنی شایان شان جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

امابعد:

ذکر جہری کے بارے میں یہ رسالہ بہت سارے احباب کی فرمائش بلکہ اصرار پر لکھا گیا، بعض حضرات اس دینی تنزل اور مادیت کے عروج کے زمانے میں بھی ذکر جہری اور حلقات ذکر کو پسندیدگی کی نگاہ سے نہیں دیکھتے دوسری طرف ہمارے اکابر ومشائخ طریقت ذکر کے حلقے اور مجالس کا اہتمام فرماتے رہے خصوصا حضرت شیخ الحدیث برکۃ العصر مولانا زکریا رحمہ اللہ تعالی اور ان کے خلفاء اس کا بہت ہی اہتمام فرماتے ہیں بلکہ سلسلہ چشتیہ کے کاروان کے مسافر ذکر کے عموما اور ذکر جہری کے خصوصاً عاشق زار ہیں۔ ظاہر ہے ہم تو اپنے اکابر کے خزانے کو اپنے سینوں سے لگانے اور ان کی میراث کو اپنے دلوں کے خزانوں میں محفوظ کرنے کے دیوانے ہیں، اس لئے احباب کی فرمائش کے علاوہ خود اپنے دل کی تمنا بھی یہ تھی کہ اس مسئلہ پر کچھ لکھا جائے ذکر کے سلسلہ میں بے شمار رسائل اردو وعربی میں ملتے ہیں لیکن پھر بھی معترضین حضرات کے اعتراضات کو سامنے رکھتے ہوئے کچھ تحریر کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔
بندہ فقیر چونکہ تدریس وافتاء اور مہمانوں کی آمد ورفت اور دوسرے مشاغل کی وجہ سے بے حد مصروف تھا اس وجہ سے اس مسئلہ کے متعلق اپنے تخصص فی الافتاء کے طلبہ کو اعتراضات کی روشنی میں ہدایات اور کچھ حوالے بتلاتا رہا اور وہ حوالے نکالتے اور مزید

حوالوں کا اضافہ کرتے تھے تا آنکہ اس سلسلہ کا مواد جمع ہوا بعد ازیں ان مواد کو مولانا مفتی محمد الیاس شیخ رفیق دار الافتاء دار العلوم زکریا جنوبی افریقہ نے مرتب فرمایا اور رسالہ کے گلے میں تعلیق وتحقیق کا ہار ڈالا۔

اس میں شک نہیں کہ ذکر بالجہر میں **ایقاظ الغافلین** غافلوں کو بیدار کرنا، **تعلیم السامعین** سننے والوں کو تعلیم دینا، **اظہار الدین** دین کا اظہار، **ایصال البرکۃ الی المستمعین** غور سے سننے والوں کو برکت پہنچانا، **طلب اقتداء الذاهلین** ذکر بھولنے والوں کو ذکر کرنے کی ترغیب دینا وغیرہ فوائد ہیں۔

اس میں بھی شک نہیں کہ ذکر جس کیفیت سے بھی ہو وہ تصوف میں ریڑھ کی ہڈی کی طرح ہے اور تصوف کے مقاصد میں سے ایک مقصد اعلی ہے۔ شریعت میں ذکر کی اتنی اہمیت ہے کہ حضرت زکریا علیہ الصلاۃ والسلام پر تین رات دن بات چیت کی پابندی لگائی گئی تھی۔ یا بات چیت نہیں کر سکتے تھے لیکن ذکر اس سے مستثنیٰ تھا۔ اللہ تعالی فرماتے ہیں: **قال رب اجعل لی آیة ، قال آیتک أن لا تکلم الناس ثلاثة أیام الا رمزا ، واذکر ربک کثیرا وسبح بالعشی والابکار** .(۱)

ترجمہ: حضرت زکریا علیہ السلام نے عرض کیا اے میرے پروردگار میرے واسطے کوئی نشانی مقرر فرما دیجئے۔ اللہ تعالی نے فرمایا تمھاری نشانی یہی ہے کہ تم لوگوں سے تین روز تک باتیں نہ کر سکو گے بجز اشارے کے اور اپنے رب کو کثرت سے یاد کیجئے اور صبح وشام تسبیح کیجئے۔ نیز ذکر کی اتنی اہمیت ہے کہ حالت جہاد میں جب آدمی پر اپنی جان بچانے اور ظالموں کو کیفر کردار تک پہنچانے کی فکر سوار ہوتی ہے اس وقت کے لئے اللہ تعالی فرماتے ہیں: **اذا لقیتم فئة فاثبتوا واذکروا اللہ کثیرا** . (۲) جب تم دشمن کا مقابلہ کرو تو ثابت قدم رہو اور اللہ تعالی کا ذکر بہت زیادہ کیا کرو۔ کثیر نصف سے

(۱) سورہ آل عمران، الآیة: ۴۱۔
(۲) سورة الأنفال، الآیة: ۵۵۔

زیادہ کو کہتے ہیں۔ نصف سے زیادہ وقت خرچ کرنے والے مکثرین ہیں۔

راہ تصوف پر چلنے اور اس شاہراہ کو اختیار کرنے کے بہت فوائد ہیں:

(۱) ذکر کی کثرت، کیونکہ جب تک کسی چیز کی پریکٹس اور عادت نہ بنالی جائے اس وقت تک اس کام کا کرنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ اور اس کو بار بار کرنے سے انسان کے لئے وہ کام عادت کی طرح ہو جاتا ہے۔ اگر کوئی دوڑنے اور تیرنے اور محنت ومزدوری کا عادی نہ ہو تو یہ کام نہایت مشکل ہیں۔ عادت بن جانے کے بعد یہ کام بہت آسان ہو جاتے ہیں۔

(۲) اللہ تعالی کی محبت، جس کا ذکر دن رات کیا جائے اس سے محبت پیدا ہو جاتی ہے۔

(۳) احسانی کیفیت، اشغال پر پابندی کی برکت سے ''ان تعبد اللہ کأنک تراہ فإن لم تکن تراہ فإنہ یراک''(۱) کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔

(۴) اتباع سنت، اشغال کا مقصد سنت نبوی کی اتباع کا شوق اور اس کو سینے سے لگانا ہے۔

(۵) آخرت کی رغبت یا فکر آخرت، اشغال واعمال کی برکت سے آخرت کا تصور ومراقبہ غالب آجاتا ہے۔

(۶) جذبہ دعوت، جب آدمی اصل مقصد کو پہچان لیتا ہے تو پھر اس امانت کو دوسروں تک پہنچانے کا جذبہ دل میں موجزن ہوتا ہے۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ صرف زبانی ذکر کافی نہیں بلکہ پوری شریعت پر عمل کرنا مطلوب ہے۔

اہل تصوف فرماتے ہیں: **ذکر اللسان بالثناء، وذکر العینین بالبکاء، وذکر الاذنین بالإصغاء، وذکر الیدین بالعطاء، وذکر الرجلین بالمشی للدعوۃ فی السراء والضراء، وذکر البدن بالوفاء، وذکر البطن**

(۱) متفق علیہ. مشکوۃ المصابیح ۱/۱۱۔

بتقلیل الغذا، وذکر القلب کونہ بین الخوف والرجاء، وذکر الروح بالتسلیم والرضا بالقضاء.

ترجمہ: زبان کا ذکر اللہ تعالی کی تعریف بیان کرنا ہے۔ اور آنکھوں کا ذکر اللہ تعالی کے خوف سے رونا ہے اور کانوں کا ذکر اطاعت کے لئے مائل ہونا ہے اور ہاتھوں کا ذکر بخشش کرنا ہے اور پیروں کا ذکر دعوت وتبلیغ کے لئے چلنا ہے آسانی اور مشقت میں اور بدن کا ذکر وفاداری کرنا ہے اور پیٹ کا ذکر کم کھانا ہے اور دل کا ذکر خوف اور امید کے درمیان رہنا ہے اور روح کا ذکر مان لینا اور قضاء وقدر پر راضی رہنا ہے۔

جب آدمی پورے دین پر عمل کرے گا تو اللہ تعالی کی رضا حاصل کرے گا اللہ تعالی فرماتے ہیں: **یا ایہا الذین آمنوا ادخلوا فی السلم کافۃ ولا تتبعوا خطوات الشیطان**.(۱)

ترجمہ: اے ایمان والو اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے قدم بہ قدم مت چلو۔

اللہ تعالی کے ذکر کے فوائد دنیا وآخرت دونوں میں ذاکرین کو ملتے ہیں اور دونوں جہان کی خیر وبرکت سے ذاکرین مالا مال ہو جاتے ہیں۔ مفسرین حضرات نے **فاذکرونی اذکرکم واشکروا لی ولا تکفرون** کے ذیل میں بہت اچھے جملے تحریر فرمائے ہیں، جن کو کچھ اضافوں کے ساتھ نقل کیا جاتا ہے۔ **اذکرونی بالثناء اذکرکم بالعطاء، اذکرونی بالمعذرۃ اذکرکم بالمغفرۃ، اذکرونی بالسوال اذکرکم بالنوال، اذکرونی بالتوبۃ اذکرکم بعفو الحوبۃ، اذکرونی بالمناجاۃ اذکرکم بالنجاۃ، اذکرونی بالاخلاص اذکرکم بالخلاص، اذکرونی بالاسحار اذکرکم بالانوار، اذکرونی بالصلوات اذکرکم بالصلات، اذکرونی بالمجاہدۃ اذکرکم بالمشاہدۃ،**

(۱) سورۃ البقرۃ، آیت ۲۰۸۔

اذکرونی فی المسرة اذکرکم فی المضرة ،اذکرونی بالجَنان اذکرکم بالجِنان ، اذکرونی باللسان اذکرکم بالامتنان والاحسان، اذکرونی فی البکور اذکرکم باعطاء الحور، اذکرونی بالصالحات اذکرکم بثواب الحسنات ، اذکرونی فی المساء اذکرکم بالرضاء .اذکرونی فی الدنیا اذکرکم فی العقبی ، اذکرونی فی دار الغرور اذکرکم فی دار السرور ، اذکرونی فی السحور اذکرکم فی القبور ، اذکرونی فی الابدان اذکرکم وانتم فی الاکفان اورطلبہ کے لئے یہ کہہ سکتے ہیں اذکرونی فی دارالعلوم اذکرکم فی ساعات الفزع والهموم .

ترجمہ: تم مجھے یادکروتعریف سے میں تم کو یادکروں گا بخشش سے،تم مجھے یادکرو معافی مانگ کر میں تم کو یادکروں گا معاف کر کے،تم مجھے یادکرو مانگ کر میں تم کو یاد کروں گا دے کر،تم مجھے یادکروتوبہ کر کے میں تم کو یادکروں گا گناہ معاف کر کے،تم مجھے یادکروتنہائی اور عاجزی سے میں تم کو یادکروں گا نجات دے کر،تم مجھے یادکرواخلاص سے میں تم کو یادکروں گا چھٹکارا دے کر،تم مجھے یادکروصبح سویرے میں تم کو یادکروں گا انوار سے،تم مجھے یادکرونمازوں میں میں تم کو یادکروں گا عطیات میں،تم مجھے یادکرومحنت ومجاہدہ کر کے میں تم کو یادکروں گا دیدار سے،تم مجھے راحت کے وقت یادکرو میں تم کو تکلیف کے وقت یادکروں گا،تم مجھے یادکروتاریکی میں میں تم کو یادکروں گا جنت میں،تم مجھے یادکروزبان سے میں تم کو یادکروں گا منت واحسان سے،تم مجھے یادکروسویرے میں تم کو یادکروں گا حور کے عطیہ سے،تم مجھے یادکرو نیک اعمال سے میں تم کو یادکروں گا نیکیوں کے ثواب سے،تم مجھے یادکروشام کو میں تم کو یادکروں گا اپنی رضا سے،تم مجھے یاد کرو دنیا میں مین تمہیں یادکروں گا آخرت میں تم مجھے یادکرو دھوکے کے گھر میں میں تمھیں یادکروں گا خوشی کے گھر میں،تم مجھے یادکروصبح سویرے میں تمہیں یادکروں گا قبروں میں،تم مجھے یادکروجسموں میں میں تمہیں یادکروں گا جس وقت تم کفنوں میں ہو

نگے،تم مجھے یادکرودارالعلوم میں میں تم کو یادکروں گا گھبراہٹ اور پریشانی کی گھڑیوں میں۔

غرض یہ کہ اطاعت خداوندی کے ساتھ ذکر لسانی وقلبی بہت بڑی نعمت ہے۔

علامہ ابن جوزی نے صفۃ الصفوۃ میں سعید بن جبیر رحمہ اللہ تعالی کے حالات میں ان کا قول نقل کیا ہے: والذكر طاعة الله فمن اطاع الله فقد ذكره ومن لم يطعه فليس بذاكر وان اكثر التسبيح وتلاوة القران .(۱)

سعید بن جبیرؒ کے قول کا مطلب یہ ہے کہ ذکر الٰہی کے ساتھ اطاعت والی زندگی ضروری ہے ورنہ ذکر چنداں مفید نہیں ہے۔

یہ رسالہ اکابرو مشائخ رحمہم اللہ کے طریقہ ذکر کو قرآن وحدیث سے ثابت کرتے کے لئے تحریر کیا گیا ہے۔اللہ تعالی اس کو قبول ومقبول بنادے اور بندہ فقیر اور مرتب اور دیگر معاونین کے لئے صدقہ جاریہ بنادے اور اکابرین کے فیوض سے ہمیں مستفیض فرمادے۔رسالہ کا نام عربی میں " بناء القصر بفوائد الذكر بالجهر" یا " غرس الأشجار لأثمار الجهر بالأذكار" رکھا گیا ہے۔اور اردو میں آسان نام "ذکر اجتماعی وجہری شریعت کے آئینے میں"۔

(حضرت مفتی) رضاء الحق عفا اللہ عنہ

خادم التدریس والافتاء بدارالعلوم زکریا

لینیشیا،جنوبی افریقہ

۲۶/محرم الحرام ۱۴۲۸ھ بمطابق ۱۵/فروری ۲۰۰۷ء

وجہ تالیف

الحمد لله رب العالمین والعاقبة للمتقین والصلاة والسلام علی من کان نبیا وآدم بین الماء والطین وعلی آله واصحابه اجمعین الی یوم الدین۔

امابعد:

عصر حاضر میں مغربی تہذیب کا اثر جس تیزی سے بڑھ رہا ہے اور سرایت کر رہا ہے محتاج بیان نہیں۔ آج مسلمان جس طرح ذلت کی زندگی گزارتے ہیں وہ مغربی تہذیب کی کارفرمائی ہے، ہر جانب فحاشی وعریانی کا سیلاب موجزن ہے، ایمان کی بربادی کا سامان کھلے عام دستیاب ہے، مساجد میں لوگوں کی قلت اور شراب خانوں میں کثرت، کفر وارتداد کی ہوائیں شدت کے ساتھ چل رہی ہیں۔ ان بدترین حالات میں بھی اللہ رب العزت کا احسان وکرم ہے کہ ایسے افراد مہیا فرمائے ہیں کہ جو اللہ سے بچھڑے ہوئے بندوں کو اللہ کی یاد کی طرف توجہ دلاتے ہیں اور اللہ کی یاد تازہ کراتے ہیں۔ ارشاد ربانی: اذکروا الله ذکرا کثیرا (۱) کی تعمیل میں اپنے اوقات صرف کئے ہوئے ہیں، غافل دلوں کو ذکر الٰہی کی تلقین سے آشنا کراتے ہیں اور مساجد کو ذکر اللہ کی صداؤں سے آباد کرتے ہیں، انہی حضرات کے بارے میں قرآن کریم گواہی دیتا ہے: رجال لا تلهیهم تجارة ولا بیع عن ذکر الله (۲) یعنی ایسے رجال ہیں کہ تجارت وخرید وفروخت بھی ان کو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل نہیں کرتی۔ بڑے ہی خوش نصیب

(۱) سورة الاحزاب، الآية ۴۱

(۲) سورة النور، الآية ۳۷

ہیں یہ لوگ جو باہر کی دنیا سے بے خبر ہو کر اپنے قلوب کو ذکر اللہ کی لذت بخشے ہوئے ہیں اور سکون واطمینان کی دنیا میں مست ہیں، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: الا بذکر الله تطمئن القلوب (۱) یعنی غور سے سنو! اللہ تعالیٰ کی یاد ہی میں دلوں کو سکون وقرار ملتا ہے۔ مگر افسوس صد افسوس ان لوگوں پر جو اس نازک اور بدترین زمانہ میں بھی مجالس ذکر کا انکار کرتے ہیں اور جن مجالس کی اللہ رب العزت تعریف فرماتے ہیں اور فرشتے جن مجالس پر رحمت اور سکینہ لیکر اترتے ہیں ان مجالس کو بدعت قرار دیتے ہیں، ان پر اعتراضات کی بارش برساتے ہیں، جس کی وجہ سے عوام میں ایک خلجان پیدا ہو رہا ہے؛ اسی خلجان کو دور کرنے اور دلوں کے اشکالات کی صفائی کے لئے قرآن واحادیث اور فقہاء امت کے اقوال نیز کے فتاوی اوران کے زریں اقوال کی روشنی میں مجالس ذکر فی المساجد اور ذکر جہری کی اہمیت میں ایک رسالہ ''ذکر اجتماعی وجہری شریعت کے آئینے میں'' کے نام سے معزز اور قابل احترام دینی بھائیوں کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم سب کے لئے نافع بنائے اور کثرت سے ذکر کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور دلوں کی قساوت، وحشت اور غفلت کے ازالہ کے لئے ذکر الٰہی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(۱) سورة الرعد، الآية ۲۸

ذکر کے معنی اور تعریف

لغت میں ذکر کے معنی یاد کے ہیں اکثر نصیحت اور کبھی علم کے بھی ہیں۔

(ماخوذ از طریقت وشریعت-حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ)

ذکر کے معنی لغت میں یاد رکھنا ہے اس کا مقابل نسیان یعنی بھول جانا ہے۔

یاد رکھنا دو طرح پر ہوتا ہے:

ایک ظاہری
ایک حقیقی

ظاہری زبان سے یاد کرنے اور نام لینے کو کہتے ہیں اور حقیقی ادائے حقوق کو کہتے ہیں۔ ذکر لسانی (زبان سے یاد کرنا) ادائے حقوق کے ساتھ ہو تو سبحان اللہ درجہ اکمل ہے۔ غرض کوئی چیز دنیا وآخرت کی نہیں جو ذکر اللہ میں نہ آ گئی ہو، کیونکہ حقوق اللہ کی بہت قسمیں ہیں، جیسے: عقائد، اعمال، اخلاق، معاملات اور حقوق الناس وغیرہ اس میں تمام احکامات شریعت آ گئے؛ گویا ذکر اللہ کا اصل مطلب ہے اللہ تعالیٰ سے پورا تعلق پیدا کر لینا ہے اور تعلق کے معنی ہیں لگاؤ اور لگاؤ سے مراد دل کا لگاؤ ہے۔ اور دل کے لگاؤ کے معنی یہی ہیں کہ دل اس کی طرف متوجہ رہے اور دل میں اس درجہ کی یاد رہے جس کو عرف عام میں ''دل میں بس جانا'' کہتے ہیں اور غفلت عن اللہ تمام امراض کی اصل ہے جو کہ ضد ہے اس تعلق مذکور کی جو قلب کی غذا ہے اور غفلت کی ضد ہے یاد۔ تو یاد کو اختیار کرنا چاہیئے اور یاد سے اصل مراد کسی لفظ کو زبان سے رٹنا نہیں ہے، بلکہ ہر کام میں یاد رکھنا ہے، جس کی علامت یہ ہے کہ کوئی کام اس کی مرضی کے خلاف نہ ہو۔

پس ذکر کی دو قسمیں ہیں: (۱) صورت ذکر، (۲) حقیقت ذکر جو لوگ پورے احکام شرعیہ بجا نہیں لاتے یا صرف ذکر لسانی یا قلبی کرتے ہیں ان کو صورت ذکر تو حاصل

ہے لیکن حقیقت ذکر حاصل نہیں، مگر ذکر ایسا بھی بیکار نہیں بلکہ نافع اور مفید ہے، جس کو کامل اور اعلیٰ درجہ حاصل نہ ہو وہ اسی کو غنیمت سمجھے۔ (۱)

اقسام ذکر

(۱) زبانی: زبان اور تالو کی حرکت سے ذکر ہوتا ہے اس کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) جہری

(۲) سری

(۲) نفس (سانس): ہر آنے والی سانس کے ساتھ ذکر ہوتا رہتا ہے۔

(پاس انفاس)

(۳) قلبی: ذکر قلبی زبان اور سانس کی حرکتوں سے بالاتر ہے۔

قلب ذکر میں مشغول ہوتا ہے، جب پختگی اور دوام آ جاتا ہے تو خلوت، جلوت، سوتے، جاگتے ہر حال میں قلب محو ذکر ہوتا ہے اور ہر وقت ذکر قلبی جاری رہتا ہے۔ (۲)

---

(۱) رسالہ ذکر اللہ ص۶۵-۶۶

(۲) رسالہ ذکر اللہ ص۶۷

ذکر اللہ قرآنی آئینہ میں

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

(۱) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا ﴿٤١﴾ وَسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا ﴿٤٢﴾

ترجمہ: اے ایمان والو اللہ کو خوب کثرت سے یاد کرو اور صبح و شام اس کی تسبیح کرتے رہو۔

(۲) الَّذِينَ آمَنُوا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوبُهُم بِذِكْرِ اللَّهِ ۗ أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ ﴿٢٨﴾

ترجمہ: وہ لوگ جو ایمان لائے اور اللہ کے ذکر سے ان کے دلوں کو اطمینان ہوتا ہے ،خوب سمجھ لو دلوں کو اطمینان تو اللہ کے ذکر سے ہی ہوتا ہے۔

(۳) فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ ﴿١٥٢﴾

ترجمہ: تم میرا ذکر کرو میں تمہیں یاد رکھوں گا اور میرا شکر کرتے رہو میری ناشکری مت کرو۔

(۴) الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ

ترجمہ: (اللہ کے محبوب بندوں کا ذکر) وہ ایسے لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں کھڑے بھی اور بیٹھے بھی اور لیٹے بھی اور آسمانوں اور زمینوں کی پیدائش میں غور و فکر کرتے ہیں۔

---

(۱) سورۃ الاحزاب ، الآیۃ: ۴۲ (۲) سورۃ الرعد ، الآیۃ: ۲۸
(۳) سورۃ البقرۃ ، الآیۃ: ۱۵۲ (۴) سورۃ آل عمران ، الآیۃ: ۱۹۱

(۵) رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَن ذِكْرِ اللَّهِ

ترجمہ: (کامل ایمان والوں کی تعریف ہے) وہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کو نہ خرید اللہ کے ذکر سے غفلت میں ڈال سکتی ہے نہ فروخت۔

(۶) أَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِينَ آمَنُوا أَن تَخْشَعَ قُلُوبُهُمْ لِذِكْرِ اللَّهِ

ترجمہ: کیا ایمان والوں کے لئے وہ وقت نہیں آیا کہ ان کے دل خدا کی یاد کے لئے جھک جائیں۔

(۷) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُلْهِكُمْ أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ عَن ذِكْرِ اللَّهِ ۚ وَمَن يَفْعَلْ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ﴿٩﴾

ترجمہ: اے ایمان والو تم کو تمھارے مال اور اولاد اللہ کی یاد سے غافل نہ کرنے پائیں اور جو لوگ ایسا کریں گے وہی خسارہ والے ہیں۔

(۸) وَمَن يَعْشُ عَن ذِكْرِ الرَّحْمَٰنِ نُقَيِّضْ لَهُ شَيْطَانًا فَهُوَ لَهُ قَرِينٌ ﴿٣٦﴾

ترجمہ: جو شخص رحمٰن کے ذکر سے اندھا (غافل) ہو جائے ہم اس پر ایک شیطان مسلط کر دیتے ہیں پس وہ اس کے ساتھ رہتا ہے۔

(۹) اسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ فَأَنسَاهُمْ ذِكْرَ اللَّهِ ۚ أُولَٰئِكَ حِزْبُ الشَّيْطَانِ ۚ أَلَا إِنَّ حِزْبَ الشَّيْطَانِ هُمُ الْخَاسِرُونَ ﴿١٩﴾

ترجمہ: منافقوں کا تذکرہ ہے؛ ان پر شیطان کا تسلط ہو گیا پس اس نے ذکر اللہ سے غافل کر دیا یہ لوگ شیطان کا گروہ ہیں خوب سمجھ لو یہ بات محقق ہے کہ شیطان کا گروہ خسارہ والا ہے۔

---

(۵) سورۃ النور ، الآیۃ: ۳۷ (۶) سورۃ الحدید ، الآیۃ: ۱۶
(۷) سورۃ المنافقون ، الآیۃ: ۹ (۸) سورۃ الزخرف ، الآیۃ: ۳۶
(۹) سورۃ المجادلۃ ، الآیۃ: ۱۹

ذکر کے معنی اور تعریف

لغت میں ذکر کے معنی یاد کے ہیں اکثر نصیحت اور کبھی علم کے بھی ہیں۔

(ماخوذ از طریقت و شریعت۔حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ)

ذکر کے معنی لغت میں یاد رکھنا ہے اس کا مقابل نسیان یعنی بھول جانا ہے۔

یاد رکھنا دو طرح پر ہوتا ہے:

ایک ظاہری

ایک حقیقی

ظاہری زبان سے یاد کرنے اور نام لینے کو کہتے ہیں اور حقیقی ادائے حقوق کو کہتے ہیں۔ ذکر لسانی (زبان سے یاد کرنا) ادائے حقوق کے ساتھ ہو تو سبحان اللہ درجہ اکمل ہے۔ غرض کوئی چیز دنیا و آخرت کی نہیں جو ذکر اللہ میں نہ آ گئی ہو، کیونکہ حقوق اللہ کی بہت قسمیں ہیں، جیسے: عقائد، اعمال، اخلاق، معاملات اور حقوق الناس وغیرہ اس میں تمام احکامات شریعت آ گئے؛ گویا ذکر اللہ کا اصل مطلب ہے اللہ تعالیٰ سے پورا تعلق پیدا کر لینا ہے اور تعلق کے معنی ہیں لگاؤ اور لگاؤ سے مراد دل کا لگاؤ ہے۔ اور دل کے لگاؤ کے معنی یہی ہیں کہ دل اس کی طرف متوجہ رہے اور دل میں اس درجہ کی یاد رہے جس کو عرف عام میں ''دل میں بس جانا'' کہتے ہیں اور غفلت عن اللہ تمام امراض کی اصل ہے جو کہ ضد ہے اس تعلق مذکور کی جو قلب کی غذا ہے اور غفلت کی ضد ہے یاد۔ تو یاد کو اختیار کرنا چاہیئے اور یاد سے اصل مراد کسی لفظ کو زبان سے رٹنا نہیں ہے، بلکہ ہر کام میں یاد رکھنا ہے جس کی علامت یہ ہے کہ کوئی کام اس کی مرضی کے خلاف نہ ہو۔

پس ذکر کی دو قسمیں ہیں: (۱) صورت ذکر، (۲) حقیقت ذکر جو لوگ پورے احکام شرعیہ بجا نہیں لاتے یا صرف ذکر لسانی یا قلبی کرتے ہیں ان کو صورت ذکر تو حاصل

ہے لیکن حقیقت ذکر حاصل نہیں، مگر ذکر ایسا بھی بیکار نہیں بلکہ نافع اور مفید ہے، جس کو کامل اور اعلیٰ درجہ حاصل نہ ہو وہ اسی کو غنیمت سمجھے۔(۱)

اقسام ذکر

(۱) زبانی: زبان اور تالو کی حرکت سے ذکر ہوتا ہے اس کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) جہری

(۲) سری

(۲) نفس (سانس): ہر آنے والی سانس کے ساتھ ذکر ہوتا رہتا ہے۔

(پاس انفاس)

(۳) قلبی: ذکر قلبی زبان اور سانس کی حرکتوں سے بالاتر ہے۔

قلب ذکر میں مشغول ہوتا ہے، جب پختگی اور دوام آ جاتا ہے تو خلوت، جلوت، سوتے، جاگتے ہر حال میں قلب محو ذکر ہوتا ہے اور ہر وقت ذکر قلبی جاری رہتا ہے۔(۲)

---

(۱) رسالہ ذکر اللہ ص ۶۵-۶۶

(۲) رسالہ ذکر اللہ ص ۶۷

(۱۰) وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى ۙ يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۱۴۲﴾

ترجمہ : (منافقوں کی حالت کا بیان ہے) اور جب نماز کو کھڑے ہوتے ہیں تو بہت ہی سستی سے کھڑے ہوتے ہیں صرف لوگوں کو اپنا نمازی ہونا دکھلاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا ذکر بھی نہیں کرتے مگر یوں ہی تھوڑا سا۔

(۱۱) وَلَا تَنِيَا فِىْ ذِكْرِىْ ﴿۴۲﴾

ترجمہ: (حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام کو ارشاد ہے) اور میری یاد میں سستی نہ کرنا۔

(۱۲) وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِيْرًا وَّسَبِّحْ بِالْعَشِىِّ وَالْاِبْكَارِ ﴿۴۱﴾

ترجمہ: اور کثرت سے اپنے رب کو یاد کیا کیجئے اور صبح و شام تسبیح کیا کیجئے۔

(۱۳) وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ

ترجمہ: اور اللہ کا ذکر بہت بڑی چیز ہے۔

(۱۴) فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِى الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰﴾

ترجمہ: پھر جب جمعہ کی نماز پوری ہو چکے تو تم کو اجازت ہے تم زمین پر چلو پھرو اور خدا تعالیٰ کی روزی تلاش کرو اور اللہ کا ذکر کثرت سے کرتے رہو تاکہ تم فلاح کو پہنچ جاؤ۔

فَاِذَا قَضَيْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا ؕ

---

(۱۰) سورالنساء، الآية : ۱۴۲
(۱۱) سورة طٰه، الآية : ۴۲
(۱۲) سورة ال عمران، الآية : ۴۱
(۱۳) سورة العنكبوت، الآية : ۴۵
(۱۴) سورة الجمعة، الآية : ۱۰
(۱۵) سورة البقرة، الآية : ۲۰۰

ترجمہ: پھر جب تم حج کے اعمال پورے کر چکو تو اللہ کا ذکر کیا کرو جس طرح تم اپنے آباء واجداد کا ذکر کیا کرتے ہو بلکہ اللہ کا ذکر اس سے بھی بڑھ کر ہونا چاہیے۔

اس آیت کریمہ سے واضح ہوتا ہے کہ ذکر اللہ جہرا کرنا چاہیے کیونکہ جاہلیت میں آباء واجداد کا تذکرہ فخریہ اور علانیہ کرتے تھے۔ سراً یا چھپ کر یا دل دل میں نہیں کرتے تھے۔

ان مذکورہ بالا آیات کریمہ سے ذکر اللہ کی اہمیت وفضیلت بخوبی واضح ہو جاتی ہے نیز معلوم ہوا کہ اللہ کے محبوب بندے وہ ہیں جو چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے، کھڑے لیٹے، صبح وشام ذکر اللہ میں مشغول رہنے والے ہیں۔ اللہ کے ذکر سے غفلت ولاپرواہی سخت نقصان وخسارہ کا باعث ہے اس پر سخت وعید آئی ہے۔ اللہ رب العزت ہم تمام کو مجالس ذکر میں حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے اور غفلت وسستی سے ہماری حفاظت فرمائے۔ آمین

فضائل ذکر احادیث کی روشنی میں

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: يقول الله تعالى: " أنا عند ظن عبدي بي وأنا معه إذا ذكرني فإن ذكرني في نفسه ذكرته في نفسي وإن ذكرني في ملاء ذكرته في ملاء خير منهم وإن تقرب إلى شبرا تقربت إليه ذراعا وإن تقرب إلى ذراعا تقربت إليه باعا وإن أتاني يمشي أتيته هرولة ". (۱)

ترجمہ: حضورِ اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ حق تعالیٰ شانہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں بندہ کے ساتھ ویسا ہی معاملہ کرتا ہوں جیسا کہ وہ میرے ساتھ گمان رکھتا ہے اور جب وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں پس اگر وہ مجھے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اس کو اپنے دل میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ میرا مجمع میں ذکر کرتا ہے تو میں اس سے بہتر مجمع یعنی فرشتوں کے مجمع میں (جو معصوم اور بے گناہ ہیں) اس کا تذکرہ کرتا ہوں اور اگر بندہ میری طرف ایک بالشت متوجہ ہوتا ہے تو میں ایک ہاتھ اس کی طرف متوجہ ہوتا ہوں اور اگر وہ ایک ہاتھ بڑھتا ہے تو میں دو ہاتھ ادھر متوجہ ہوتا ہوں اور اگر وہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑ کر جاتا ہوں۔

(۲) عن عبد الله بن بسر رضي الله عنه إن رجلا قال: يا رسول الله ان شرائع الإسلام قد كثرت على فأخبرني بشئ اتشبث به، قال:

(۱) متفق عليه، أخرجه أحمد ۲/۲۵۱، ۴۱۳، ۴۸۰، ۵۱۷، ۵۳۵، ۵۲۴، والبخاري ۹/۱۴۷، ومسلم ۸/۶۲، ۶۳، ۶۷، ۹۱، والترمذي ۳/۳۶۰، وابن ماجه ص ۳۸۲۲ من طريقين (الأعمش، زيد بن أسلم) عن ابى صالح به۔

" لايزال لسانك رطبا من ذكر الله " (۱)

ترجمہ: ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ احکام تو شریعت کے بہت سے ہیں ہی مجھے ایک ایسی کوئی چیز بتا دیجئے جس کو میں اپنا دستور اور اپنا مشغلہ بنالوں، حضورِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کے ذکر سے تو ہر وقت رطب اللسان رہے۔

(۳) عن أبي الدرداء رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: "ألا أنبئكم بخير أعمالكم وأزكاها عند مليككم وأرفعها في درجاتكم وخير لكم من انفاق الذهب والورق وخير لكم من أن تلقوا عدوكم فتضربوا أعناقهم ويضربوا أعناقكم قالوا: بلى، قال: ذكر الله " (۲)

ترجمہ: حضورِ اکرم ﷺ نے ایک مرتبہ صحابہ سے ارشاد فرمایا کیا میں تم کو ایسی چیز نہ بتاؤں! جو تمام اعمال میں بہترین چیز ہے اور تمھارے مالک کے نزدیک سب سے زیادہ پاکیزہ ہے اور تمھارے درجوں کو بہت زیادہ بلند کرنے والی ہے اور سونے چاندی

(۱) صحيح، أخرجه ابن أبي شيبة ۱۰/۳۰۱، ۱۳/۴۵۷، وأحمد ۴/۱۸۸-۱۹۰، وابن المبارك في الزهد ص ۹۳۵، وعبد الله بن حميد ص ۵۰۹، والترمذي ۲۳۲۹، ۳۷۹۳، ۳۷۹۳، وابن ماجة ۳۷۹۳ وابن أبي عاصم في الآحاد والمثاني ۱۳۵۶، وابن حبان ۸۱۴، والطبراني في الأوسط، وأبو نعيم في الحلية ۶/۱۱۱-۱۱۲، والبغوي في شرح السنة ۱۲۴۵، والحاكم ۱/۴۹۵، والبهقي ۳/۳۷۱، وفي الشعب ۵۱۵، من طرق عن عمرو بن قيس به مطولا ومختصراً۔

(۲) صحيح أخرجه أحمد ۵/۱۹۵، والترمذي ۳۳۷۷، وابن ماجة ۳۷۹۰، والحاكم ۱۸۶۸، والبيهقي في الشعب ص ۵۱۹، وابن عبد البر في التمهيد ۶/۵۸، والبغوي في شرح السنة ۱۲۴۴ من طرق: عن عبد الله بن سعيد، عن زياد بن أبي زياد، مولا بن عياش عن أبي بحرية به وأبو بحرية اسمه عبد الله بن قيس هو ثقة، لكن اختلف في رفعه ووقفه، وأخرجه موقوفا مالك في الموطأ ۱/۲۲۱ عن زياد بن أبي زياد أنه قال: قال أبو الدرداء فيه انقطاع بين زياد بن أبي زياد وبين أبي الدرداء، وأخرجه موقوفا ابن أبي شيبة ج۱۳/۳۰۸، وأبو نعيم في الحلية ۱/۲۱۹، وابن حجر في نتائج الأفكار ۱/۹۶، من طريق عبد الحميد بن جعفر عن صالح بن أبي عريب عن كثير بن مرة سمعت أبا الداء وإسناده حسن۔

کو اللہ کے راستہ میں خرچ کرنے سے بھی زیادہ بہتر ہے اور جہاد میں تم دشمنوں کو قتل کرو وہ تم کو قتل کریں اس سے بھی بڑھی ہوئی ہے۔ صحابہ نے عرض کیا ضرور بتادیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ کا ذکر ہے۔

(۴) عن أبی سعید الخدری رضی اللہ عنہ أن رسول اللہ ﷺ قال: "لیذکرن اللہ أقوام فی الدنیا علی الفرش الممہدۃ یدخلہم اللہ فی الدرجات العلی". (۱)

ترجمہ: حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ دنیا میں نرم نرم بستروں پر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں جس کی وجہ سے حق تعالیٰ شانہ جنت کے اعلیٰ درجوں میں ان کو پہنچادیتا ہے۔

(۵) عن أبی موسی رضی اللہ عنہ قال: قال النبی ﷺ: "مثل الذی یذکر ربہ والذی لا یذکر ربہ مثل الحی والمیت". (۲)

ترجمہ: حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص اللہ کا ذکر کرتا ہے اور جو نہیں کرتا ان دونوں کی مثال زندہ اور مردے کی سی ہے کہ ذکر کرنے والا زندہ ہے اور ذکر نہ کرنے والا مردہ ہے۔

(۶) عن أبی موسی رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ:

(۱) ضعیف، أخرجہ ابن حبان ۲/۱۲۴، برقم ۳۹۶، وأبو یعلی ۲/۳۵۹ برقم ۱۱۱۰ من طریقین عن دراج أبی السمح المصری عن أبی الہیثم بہ، وقال الہیثمی فی المجمع ۱۰/۷۸: رواہ أبو یعلی وإسنادہ حسن، قلت: فیہ دراج وہو ضعیف فی روایتہ عن أبی الہیثم، قال الذہبی فی المیزان ۲/۲۴: قال أحمد أحادیثہ مناکیر ولینہ، وقال مرۃ: متروک، وقال عثمان بن سعید عن یحیی ثقۃ، وقد ساق ابن عدی لہ أحادیث، وقال عامتہا لا یتابع علیہا۔

(۲) متفق علیہ، أخرجہ البخاری ۸/۱۰۷، ومسلم ۲/۱۸۸، من طریقین (محمد بن العلاء، عبد اللہ ابن براد) عن أبی أسامۃ عن برید بن عبد اللہ عن أبی بردۃ بہ۔

"لو أن رجلا فی حجرہ دراہم یقسمہا وآخر یذکر اللہ لکان الذاکر للہ أفضل". (۱)

ترجمہ: حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ اگر ایک شخص کے پاس بہت سے روپے ہوں اور وہ ان کو تقسیم کررہا ہو اور دوسرا شخص اللہ کے ذکر میں مشغول ہو تو ذکر کرنے والا افضل ہے۔

(۷) عن معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ: "لیس یتحسر أہل الجنۃ إلا علی ساعۃ مرت بہم لم یذکروا اللہ تعالی فیہا". (۲)

ترجمہ: حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ جنت میں جانے کے بعد اہل جنت کو دنیا کی کسی چیز کا بھی قلق وافسوس نہیں ہوگا بجز اس گھڑی کے جو دنیا میں اللہ کے ذکر کے بغیر گذر گئی ہو۔

(۸) عن أبی ہریرۃ وأبی سعید رضی اللہ عنہما أنہما شہدا علی رسول اللہ ﷺ أنہ قال: "لا یقعد قوم یذکرون اللہ إلا حفتہم

(۱) ضعیف، أخرجہ الطبرانی فی الأوسط ۷/۳۱۸ برقم ۴۵۱۹، مجمع البحرین، قال حدثنا محمد ابن علی الأحمر الناقد، ثنا عمر بن موسی الحادی، ثنا أبو ہلال، ثنا جابر الوازع، عن أبی بردۃ بہ، وقال الطبرانی: لا یروی عن أبی موسی إلا بہذا الإسناد تفرد بہ عمر وقال الہیثمی فی مجمع الزوائد ۱۰/۷۴ رجالہ وثقوا انتہی، قلت: فی إسنادہ عمر بن موسی قال الذہبی فی المیزان ۳/۲۰۲ برقم ۶۱۳۰ قال ابن عدی: ضعیف یسرق الحدیث ویخالف فی الأسانید۔

(۲) صحیح بالشواہد، أخرجہ الطبرانی فی الکبیر ۲۰/۱۸۲، وابن السنی فی عمل الیوم واللیلۃ برقم ۳، والبیہقی فی شعب الایمان ۱/۳۹۲ برقم ۵۱۲ من طریقتین عن سلیمان بن عبد الرحمن، حدثنا یزید بن یحیی القرشی، حدثنا ثور بن یزید، حدثنا خالد بن معداد، عن جبیر بن نفیر بہ۔

الـملائكة وغشيتهم الرحمة ونزلت عليهم السكينة وذكرهم الله فيمن عنده". (١)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت ابو سعیدؓ دونوں حضرات اس کی گواہی دیتے ہیں کہ ہم نے حضور اکرم ﷺ سے سنا ارشاد فرماتے تھے کہ جو جماعت اللہ کے ذکر میں مشغول ہو فرشتے اس جماعت کو سب طرف سے گھیر لیتے ہیں اور رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے اور سکینہ ان پر نازل ہوتی ہے اور اللہ جل شانہ ان کا تذکرہ اپنی مجلس میں (تفاخر کے طور پر) فرماتے ہیں۔

(٩) عـن مـعـاوية رضـي الـلـه عنه أن رسول الله ﷺ خرج على حلقة من أصحابه فقال: ما أجلسكم؟ قالوا: جلسنا نذكر الله ونحمده على ما هدانا للإسلام ومن به علينا، قال: آلله ما أجلسكم إلا ذلك؟ قـالـوا: آلله ما أجلسنا إلا ذلك قال: أما إني لم أستحلفكم تهمة لكم ولكن أتاني جبرئيل فأخبرني أن الله يباهي بكم الملائكة". (٢)

ترجمہ: حضور اقدس ﷺ ایک مرتبہ صحابہ کی ایک جماعت کے پاس تشریف لے گئے اور دریافت فرمایا کہ کس بات نے تم لوگوں کو یہاں بٹھایا ہے عرض کیا یا رسول اللہ اللہ کا ذکر کر رہے ہیں اور اس بات پر اس کی حمد و ثنا کر رہے ہیں کہ اس نے ہم لوگوں کو اسلام کی دولت سے نوازا اللہ کا بڑا ہی احسان ہم پر ہے۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا خدا کی قسم اسی وجہ سے بیٹھے ہو؟ صحابہ نے عرض کیا اسی وجہ سے بیٹھے ہیں۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کسی بدگمانی کی وجہ سے میں نے تم لوگوں کو قسم نہیں دی بلکہ

---

(١) صحيح، أخرجه أحمد ٣٣/٣، ٤٩، ٩٢، ٩٤، وعبد بن حميد ٨٦١، ومسلم ٧٢/٨، والترمذي ٣٣٧٨، ٣٣٨٠، وابن ماجه ٣٧٩١ من طرق عن أبي اسحاق عن الأغر أبي مسلم به۔

(٢) صحيح، أخرجه أحمد ٩٢/٤، ومسلم ٧٢/٨، والترمذي ٣٣٧٩ من طرق عن مرحوم بن عبد العزيز عن أبي نعامة السعدي عن أبي عثمان النهدي عن أبي سعيد الخدري به۔

جبرئیل ابھی میرے پاس آئے تھے اور یہ خبر سنا گئے کہ اللہ جل شانہ تم لوگوں کی وجہ سے ملائکہ پر فخر فرما رہے ہیں۔

(١٠) عن أنس رضي الله عنه عن رسول الله ﷺ قال: "ما من قوم اجتـمـعـوا يذكرون الله لا يريدون بذلك إلا وجهه إلا ناداهم مناد من السماء أن قوموا مغفورا لكم قد بدلت سيئاتكم حسنات". (١)

ترجمہ: حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو بھی لوگ اللہ کے ذکر کے لئے مجتمع ہوں اور ان کا مقصود صرف اللہ ہی کی رضا ہو تو آسمان سے ایک فرشتہ ندا کرتا ہے کہ تم لوگ بخش دیئے گئے اور تمھاری برائیاں نیکیوں سے بدل دی گئیں۔

(١١) عـن معاذ بن جبل رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: "ما عمل آدمي عملا أنجى له من عذاب القبر من ذكر الله". (٢)

---

(١) صحيح بالشواهد، أخرجه أحمد ١٤٢/٣، قال حدثنا محمد بن بكر قال أخبرنا ميمون المرئي قال حدثنا ميمون بن سياه وميمون المرئي هو ابن موسى ويقال ابن عبد الرحمن أبو موسى البصري صدوق مدلس روى له الترمذي وابن ماجه، وميمون بن سياه أبو بحر صدوق عابد يخطئ روى له البخاري والنسائي قالهما الحافظ في التقريب، وأخرجه أبو يعلى ٤١٤١، والبزار ٣٠٦١ (كشف الاستار)، والطبراني في الأوسط ١٥٧٩، وابن عدي في الكامل ٢٤٠٩ من طريق ميمون بن عجلان عن ميمون بن سياه به، وميمون ابن عجلان ترجمه البخاري في الكبير ٢٤٣/٧ ولم يورد فيه لا جرحا ولا تعديلا، وروى عنه أكثر من واحد، ووثقه ابن حبان والهيثمي في مجمع الزوائد ١٧٣/٨، وقال الهيثمي في مجمع الزوائد ٧٦/١٠: رواه أحمد وأبو يعلى والبزار والطبراني في الأوسط وفيه ميمون المرئي وثقه جماعة وفيه ضعف وبقية رجال أحمد رجال الصحيح۔ ويشهد له حديث أبي هريرة عند مسلم ٢٦٩٩، وأخرجه البزار ٣٠٦٢ من طريق زائدة بن أبي الرقاد عن زياد بن النميري عن أنس بلفظ آخر۔

(٢) حسن بالمتابعة والشواهد، أخرجه أحمد ٢٣٩/٥، قال حدثنا حجين بن مثنى قال حدثنا عبد العزيز يعني ابن أبي سلمة عن زياد به وإسناده منقطع فإن زياد بن أبي زياد ثقة روى له مسلم والترمذي وابن ماجه لم يسمع من معاذ، وأخرجه ابن أبي شيبة ٣٠٠/١٠، =

ترجمہ: حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے اللہ کے ذکر سے بڑھ کر کسی آدمی کا کوئی عمل عذاب قبر سے زیادہ نجات دینے والا نہیں۔

(۱۲) عن أبي الدرداء رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: "ليبعثن الله أقواما يوم القيامة في وجوههم النور على منابر اللؤ لؤ يغبطهم الناس ليسوا بأنبياء ولا شهداء، فقال أعرابي: حلهم لنا نعرفهم قال: هم المتحابون في الله من قبائل شتى وبلاد شتى يجتمعون على ذكر الله يذكرونه". (۱)

ترجمہ: حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ بعض قوموں کا حشر اس طرح فرمائیں گے کہ ان کے چہروں میں نور چمکتا ہوگا وہ موتیوں کے منبروں پر ہوں گے لوگ ان پر رشک کرتے ہوں گے وہ انبیاء اور شہداء نہیں ہونگے کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ ان کا حال بیان کر دیجئے کہ ہم ان کو پہچان لیں۔ حضور اقدس ﷺ نے

== ۱۳/۵۵٤، والطبراني في الدعاء ۱۸۵٦، وابن عبد البر في التمهيد ۵۷/٦، من طريق يحيى ابن سعيد الأنصاري عن أبي الزبير عن طاؤس عن معاذ قال: قال رسول الله ﷺ: ما عمل ابن ادم من عمل أنجى له من عذاب الله من ذكر الله، قالوا: يا رسول الله ولا الجهاد في سبيل الله؟ قال ولا الجهاد في سبيل الله إلا أن تضرب بسيفك حتى ينقطع ثم تضرب بسيفك حتى ينقطع ثم تضرب بسيفك حتى ينقطع۔ واقتصر الطبراني على أوله وطاؤس لم يسمع من معاذ۔ ورواه الحاكم ٤۹٦/۱ وعنه البيهقي في الدعوات ۲۰، ومالك في الموطأ ۲۱۱/۱ عن زياد عن معاذ موقوفا وفيه أيضا انقطاع وهذا مع كونه موقوفا فيه انقطاع بين زياد بن أبي الزياد وبين أبي الدرداء، وأخرجه موقوفا الحسين المروزي في زياداته على زهد ابن المبارك ۱۲۲۹ من طريق سفيان عن ليث بن أبي سليم عن أبي الدرداء، وأخرجه موقوفا ابن أبي شيبة ۳۰۸/۱۳، وأبو نعيم في الحلية ۱۲۹/۱، وابن حجر في نتائج الأفكار ۹٦/۱، من طريق عبد الحميد بن جعفر عن صالح بن أبي عريب عن كثير بن مرة سمعت أبا الدرداء وسنده حسن۔

(۱) أخرجه الهيثمي في مجمع الزوائد ۷۷/۱۰ وقال: رواه الطبراني واسناده حسن، والمنذري في الترغيب برقم ۲۳۲۷ و ٤۵۸۳۔

ارشاد فرمایا یہ وہ لوگ ہوں گے جو اللہ کی محبت میں مختلف جگہوں سے مختلف خاندانوں سے آ کر ایک جگہ جمع ہو گئے ہوں اور اللہ کے ذکر میں مشغول ہوں۔

(۱۳) عن أنس رضي الله عنه أن رسول الله ﷺ قال: "إذا مررتم برياض الجنة فارتعوا قال وما رياض الجنة؟ قال: حلق الذكر" (۱)

ترجمہ: حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب جنت کے باغوں پر گذرو تو خوب چرو کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ جنت کے باغ کیا ہیں؟ فرمایا کہ ذکر کے حلقے۔

(۱٤) عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: قال رسول الله ﷺ: "من عجز منكم عن الليل أن يكابده وبخل بالمال أن ينفقه وجبن عن العدو أن يجاهده فليكثر ذكر الله". (۲)

ترجمہ: حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا جو تم میں سے عاجز ہو راتوں کو محنت

(۱) حسن بالشواهد، أخرجه أحمد ۱۵۰/۳، والترمذي ۳۵۱۰ من طريقين قالا حدثنا عبد الصمد قال حدثنا محمد بن ثابت البناني قال حدثني أبي به۔ ومحمد بن ثابت قال الذهبي في الكاشف ٤۷۵۳: قال البخاري فيه نظر وقال الحافظ في التقريب ۵۷٦۷: ضعيف، وأخرجه أبو يعلى ۳٤۳۲، وابن عدي في الكامل ۲۱٤۷/٦، والبيهقي في شعب الإيمان ۵۲۹ من طريق أبي عبيدة الحداد عن محمد بن ثابت به۔ وقال الترمذي حديث حسن غريب من هذا الوجه من حديث ثابت عن أنس وزائدة وزياد ضعيفان۔ وفي الباب عن أبي هريرة أخرجه الترمذي ۳۵۰۹ وفيه حميد المكي وهو مجهول۔ وعن جابر عند أبي يعلى ۱۸٦۵ و۲۱۳۷ والحاكم ٤۹٤/۱ و٤۹۵، والبيهقي في شعب الإيمان ۵۲۸ وصححه الحاكم وتعقبه الذهبي بقوله عمر مولى غفرة ضعيف۔ وعن عبد الله بن عمرو عند الخطيب في الفقيه والمتفقه ۱۳/۱، وإسناده ضعيف، وعن ابن مسعود عند الخطيب ۱۳/۱، وإسناده منقطع۔

(۲) ضعيف، أخرجه الطبراني ۸٤/۱۱ برقم ۱۱۱۲۱، والبزار ۲۸۹/۱، (كشف) والبيهقي في شعب الإيمان ۲۹۱/۱ برقم ۵۰۸ من طريق ابي يحيى القتات عن مجاهد به، وقال الهيثمي في مجمع الزوائد ۲۸۹/۱۰: رواه الطبراني والبزار وفيه ابو يحيى القتات وقد وثق وضعفه الجمهور وبقية رجال البزار رجال الصحيح۔

کرنے سے اور بخل کی وجہ سے مال بھی نہ خرچ کیا جاتا ہو یعنی نفلی صدقات اور بزدلی کی وجہ سے جہاد میں بھی شرکت نہ کرسکتا ہو اس کو چاہیے کہ اللہ کا ذکر کثرت سے کیا کرے۔

(١٥) عن أبي سعيد الخدري أن رسول الله ﷺ قال: " أكثروا ذكر الله حتى يقولوا مجنون". (١)

ترجمہ: حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ کا ذکر اتنی کثرت سے کیا کرو کہ لوگ مجنون کہنے لگیں۔

(١٦) عن أبي هريرةؓ قال: سمعت رسول الله ﷺ يقول: " سبعة يظلهم الله في ظله يوم لا ظل إلا ظله إمام عادل وشاب نشأ في عبادة الله ورجل قلبه معلق بالمساجد ورجلان تحابا في الله اجتمعا على ذلك وتفرقا عليه ورجل دعته امرأة ذات منصب وجمال فقال إني أخاف الله ورجل تصدق بصدقة فأخفاها حتى لا تعلم شماله ما تنفق يمينه ورجل ذكر الله خاليا ففاضت عيناه ". (٢)

---

(١) ضعيف ، أخرجه أحمد ٣/٦٨، وابن حبان ٨١٧، وابن السني في عمل اليوم والليلة ٤ ، والحاكم ١/٤٩٩، والبيهقي في الشعب ٥٢٦، وابن عدى ٣/٩٨٠، من طرق عن ابن وهب عن عمرو بن الحارث عن دراج أبي السمح عن أبي الهيثم به. وصححه الحاكم وقد سقط الحديث من تلخيص الذهبي المطبوع والمرجح انه لا يوافقه على التصحيح فانه يتعقبه في غير حديث من الأحاديث التي يرويها بهذا الاسناد فيقول عن دراج: أنه كثير المناكير وقد ساق له في ميزان الاعتدال أحاديث منكرة وعد هذا منها وذكره الهيثمي في مجمع الزوائد ١٠/٧٦، ٧٥ وقال: رواه أحمد أبو يعلى وفيه دراج وقد ضعفه جماعة وبقية رجال أحد أسنادى أحمد ثقات وأخرجه أحمد ٣/٧١، وأبو يعلى ١٣٧٦، وعبد بن حميد ٩٢٥ من طريق الحسن بن موسى عن ابن لهيعة عن دراج به۔

(٢) متفق عليه ، أخرجه أحمد ٢/٤٣٩، والبخاري ١/١٦٨، ٢/١٣٨، ٨/١٢٥، ومسلم ٣/٩٣، والترمذي ١/٢٣٩، والنسائي ٨/٢٢٢ من طريقين (يحيى بن سعيد القطان ، عبد الله بن مبارك) عن عبد الله بن عمر عن خبيب بن عبد الرحمن الانصاري عن حفص بن عاصم به ۔

ترجمہ: حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ سات آدمی ہیں جن کو اللہ جل شانہ اپنی رحمت کے سایہ میں ایسے دن جگہ عطا فرمائے گا جس دن اس کے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا ایک عادل بادشاہ، دوسرے وہ جوان جو جوانی میں اللہ کی عبادت کرتا ہو، تیسرا وہ شخص جس کا دل مسجد میں اٹکا ہوا ہو، چوتھے وہ دو شخص جن میں اللہ ہی کے واسطے محبت ہو اسی پر ان کا اجتماع ہو اور اسی پر جدائی ہو، پانچویں وہ شخص جس کو کوئی حسب نسب والی حسین عورت اپنی طرف متوجہ کرے اور وہ کہہ دے کہ مجھے اللہ کا ڈر مانع ہے، چھٹے وہ شخص جو ایسے مخفی طریق سے صدقہ کرے کہ دوسرے ہاتھ کو بھی خبر نہ ہو، ساتویں وہ شخص جو اللہ کا ذکر تنہائی میں کرے اور آنسو بہنے لگیں۔

(١٧) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: "ينادى مناد يوم القيامة أين أولوا الألباب، قالوا: أى أولي الألباب تريد قال: الذين يذكرون الله قياما وقعودا وعلى جنوبهم ويتفكرون في خلق السماوات والأرض ربنا ما خلت هذا باطلا سبحنك فقنا عذاب النار، عقد لهم لواء فأتبع القوم لوائهم وقال لهم ادخلوها خلدين". (١)

ترجمہ: حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ قیامت کے دن ایک منادی ندا دے گا کہ عقلمند لوگ کہاں ہیں لوگ پوچھیں گے کہ عقلمندوں سے کون مراد ہیں جواب ملے گا وہ لوگ جو اللہ کا ذکر کرتے تھے کھڑے، بیٹھے اور لیٹے ہوئے یعنی ہر حال میں اللہ کا ذکر کرتے رہتے تھے اور آسمانوں اور زمینوں کے پیدا ہونے میں غور کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یا اللہ آپ نے یہ سب بے فائدہ پیدا کیا ہی نہیں ہم آپ کی تسبیح کرتے ہیں آپ ہم کو جہنم کے عذاب سے بچالیجئے اس کے بعد ان لوگوں کے لئے ایک جھنڈا بنایا جائے گا

---

(١) لم أقف على بعض رجاله، أخرجه الأصبهاني في الترغيب والترهيب ١/٢٨٧، برقم ٦٤٠، قال أخبرنا أبو الحسن سبط أبي بكر بن ابى على أنبا أبو بكر بن مردويه ثنا أمية بن محمد الباهلي ثنا محمد بن يحيى الأزدى ثنا أبو إلياس عن أبيه عن وهب بن منبه۔

جس کے پیچھے یہ سب جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا کہ ہمیشہ کے لئے جنت میں داخل ہوجاؤ۔

(۱۸) عن عبد الرحمن بن سهل بن حنيف رضي الله عنه قال: "نزلت على رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو في بعض أبياته واصبر نفسك مع الذين يدعون ربهم بالغداة والعشي فخرج يلتمسهم فوجد قوما يذكرون الله منهم ثائر الرأس وجاف الجلد وذو الثوب الواحد فلما رآهم جلس معهم وقال الحمد لله الذي جعل في أمتي من أمرني أن أصبر نفسي معهم" (۱)

ترجمہ: حضور اقدس ﷺ دولت کدہ میں تھے کہ آیت **واصبر نفسک** نازل ہوئی جس کا ترجمہ یہ ہے کہ اپنے آپ کو ان لوگوں کے پاس پابند کیجئے جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں حضور اقدس ﷺ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد ان لوگوں کی تلاش میں نکلے ایک جماعت کو دیکھا کہ اللہ کے ذکر میں مشغول ہے بعض لوگ ان میں بکھرے ہوئے بالوں والے ہیں اور خشک کھالوں والے اور صرف ایک کپڑے والے ہیں جب حضور اقدس ﷺ نے ان کو دیکھا تو ان کے پاس بیٹھ گئے اور ارشاد فرمایا

(۱) اسناده معلول. أخرجه الطبري في التفسير ۹/۲۹۳، قال حدثنا الربيع بن سليمان قال حدثنا ابن وهب قال أخبرني أسامة بن زيد عن ابي حازم به. قلت أسامة بن زيد هو الليثي قال الحاكم روى مسلم نسخة لابن وهب عن أسامة أكثرها شواهد أو يقرنه بآخر قال النسائي وغيره ليس بالقوي قاله الذهبي في الكاشف ص ۲۶۳، وقال الحافظ ص ۳۱۷ صدوق يهم انتهى. وعبد الرحمن بن سهل بن حنيف روى عنه ابنه عبد الله ويقال عبد الرحمن بن سهل بن حنيف، قال الحافظ في التعجيل ۵۵۲، عبد الله بن حنيف الأنصاري عن أبيه وعنه عبد الله بن محمد بن عقيل ليس بالمشهور ـ قلت صحح حديثه الحاكم ولم أره في ثقات ابن حبان وهو على شرطه انتهى وقال في التجريد ۱/۳۱۶: أدرك المصطفى ﷺ انتهى قال ابن منده: ولد في عهد النبي ﷺ وقال ابن الأثير: الصحيح إن عبد الله روى عن أبيه حكاه الحافظ في الإصابة ۳/۲۰۵۔

تمام تعریف اللہ ہی کے لئے ہیں جس نے میری امت میں ایسے لوگ پیدا فرمائے کہ خود مجھے ان کے پاس بیٹھنے کا حکم دیا گیا۔

(۱۹) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ فيما يذكر عن ربه عز وجل: "ابن آدم اذكرني بعد الفجر وبعد العصر ساعة أكفك فيما بينما". (۱)

ترجمہ: حضور اقدس ﷺ اللہ جل جلالہ کا پاک ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ اے آدم کے بیٹے تو صبح کی نماز کے بعد اور عصر کی نماز کے بعد تھوڑی دیر مجھے یاد کرلیا کر میں درمیانی حصہ میں تیری کفایت کروں گا۔

(۲۰) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: سمعت رسول الله ﷺ يقول: "الدنيا ملعونة وملعون ما فيها إلا ذكر الله وما والاه وعالما ومتعلما" (۲)

ترجمہ: حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ دنیا ملعون ہے اور جو کچھ دنیا میں ہے سب ملعون ہے مگر اللہ کا ذکر اور وہ چیز جو اس کے قریب ہو اور عالم اور طالب علم۔

(۱) أخرجه أبو نعيم في الحلية الأولياء ۸/۲۱۳، وقال غريب من حديث الحسن عن أبي هريرة لم يروه عنه إلا حبير وحديث ابن اسماك لم يروه عنه إلا ابن صندل وذكره السيوطي في الدر المنثور ۶/۲۰، وقال أخرج أحمد عن أبي هريرة، والمناوي في الاتحافات السنية بالأحاديث القدسية ۱/۱۲، وقال رواه مسلم في الزهد وأبو نعيم عن أبي هريرة.

(۲) حسن بالمتابعة. أخرجه الترمذي ۲۳۲۲، وابن ماجة ۴۱۱۲، وابن ابي عاصم في الزهد ص ۵۷ برقم ۱۲۶ وابن عبد البر في جامع بيان العلم ۱/۲۷، ۲۸، والبيهقي ۸/۱۷۰، والبغوي في شرح السنة ۱۴/۲۲۹، و ۲۳۰، والعقيلي في الضعفاء ۲/۳۲۶، وابن الجوزي في العلل ۱۳۳۰ من طرق عن عطاء بن قرة عن عبد الله بن ضمرة به، وقال الترمذي: حديث حسن غريب، وقال ابن الجوزي: تفرد به خالد بن يزيد، وقال ابن عدي: لا يتابع على حديثه، وقال العقيلي: عبد الرحمن ضعيف ـ قلت: له متابعات فالحديث بمجموع الطرق يكون حسنا وقد وقع لفظ ابيه بعد عبد الرحمن بن ثوبان وهو خطأ ـ ويشهد له ابن مسعود أخرجه البزار۔

ذکراجتماعی کاحکم احادیث کی روشنی میں

حدیث شریف میں ہے:

(۲۱) عن الاغر قال: أشهد علی أبی هريرة وأبی سعيد انهما شهدا علی رسول الله ﷺ أنه قال : لا يقعد قوم يذكرون الله الا حفتهم الملائكة ، وغشيتهم الرحمة ونزلت عليهم السكينة وذكرهم الله فيمن عنده " (۱)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابوسعید دونوں حضرات اس کی گواہی دیتے ہیں کہ ہم نے حضور اکرم ﷺ سے سنا ارشاد فرماتے ہوئے کہ جو جماعت اللہ کے ذکر میں مشغول ہو فرشتے اس جماعت کو سب طرف سے گھیر لیتے ہیں اور رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے اور سکینہ ان پر نازل ہوتی ہے اور اللہ جل شانہ ان کا تذکرہ اپنی مجلس میں فخر کے طور پر فرماتے ہیں۔

فائدہ: اس حدیث شریف سے مجالس ذکر کی فضیلت معلوم ہوئی نیز ذکر اجتماعی کا اثبات ہوتا ہے اور غالبا لوگوں کا مجلس میں بیٹھ کر ذکر کرنا جہرا ہوگا ورنہ ذکر سری کا بظاہر مجلس سے کوئی تعلق نہیں لہذا اس سے ذکر جہری کی طرف بھی اشارہ ملتا ہے۔

(۱) صحيح . أخرجه مسلم ۲/ ۳٤٥ ، باب فضل الاجتماع علی تلاوة القرآن وذكر الله ، والترمذی ۲/ ۱۷٥ ، باب ماجاء فی القوم يجلسون ويذكرون الله مالهم من الفضل ، وقال الترمذی : هذا حديث حسن صحيح . والبغوی فی شرح السنة ٥/ ۱۰ ، وقال هذا حديث صحيح وابن ماجة فی كتاب الأدب (باب فضل الذكر ص ۲٦۸ ، وأبو يعلی فی مسنده ٥/ ٤۲۷ ، ٤۲۸ ، والبيهقی فی شعب الإيمان ۲/ ٤۲٦ ، فصل فی ادامة ذكر الله عزوجل . وعلی هامشه إسناده : رجاله ثقات.

(۲۲) عن أبی هريرة رضی الله عنه عن النبی ﷺ قال: " ان لله تبارک وتعالی ملٰئكة سيارة فضلا يتغون مجالس الذكر فاذا وجدوا مجلسا فيه ذكر قعدوا معهم وحف بعضهم بعضا باجنحتهم حتی يملئوا ما بينهم وبين السماء الدنيا فاذا تفرقوا عرجوا وصعدوا الی السماء قال فيسألهم الله عزوجل وهو اعلم بهم من اين جئتم فيقولون جئنا من عند عبادلک فی الأرض يسبحونک ويكبرونک ويهللونک ويحمدونک ". الی آخر الحديث (۱)

خلاصہ یہ ہے کہ فرشتوں کی ایک جماعت ذکر کی مجلس اور ذکر کرنے والی جماعتوں اور افراد کی تلاش میں رہتی ہے اور جہاں مل جاتی ہے ان کے پاس بیٹھتی ہے اور ان کو اپنے پروں سے ڈھانپ لیتی ہے اور آسمان تک فرشتے جمع ہوتے رہتے ہیں جب مجلس ختم ہو جاتی ہے تو آسمان پر جاتے ہیں اللہ جل شانہ سب کچھ جاننے کے باوجود دریافت فرماتے ہیں تم کہاں سے آئے ہو؟ وہ عرض کرتے ہیں کہ تیرے بندوں کی فلاں جماعت کے پاس سے آئے ہیں جو تیری پاکی بیان کرتے تھے اور بڑائی بیان کرتے تھے اور لا الہ الا اللہ کے ذکر میں مشغول تھے اور تیری تعریف میں مست تھے۔

فائدہ: اس حدیث سے مجالس ذکر کی اہمیت معلوم ہوتی ہے اور ذکر اجتماعی ثابت ہوتا ہے اور اس حدیث سے ضمنا ذکر جہری کا اثبات بھی ہوتا ہے۔

(۲۳) عن معاوية ان النبی ﷺ خرج علی حلقة من اصحابه فقال: ما أجلسكم ؟ قالوا: جلسنا نذكر الله ونحمده فقال: انه اتانی

(۱) متفق عليه . رواه البخاری ۲/ ۲٤۸ ، باب فضل ذكر الله تعالی . والبيهقی فی شعب الايمان ۲/ ٤۲۷ ، فصل فی ادامة ذكر الله عزوجل . ومسلم ۲/ ۳٤٤ ، باب فضل مجالس الذكر . الترغيب والترهيب ۲/ ٤۰۲ فی حضور مجالس الذكر والترمذی ۲/ ۲۰۰ . واحمد فی مسنده ۲/ ۲٥ .

جبریل فاخبرنی ان اللہ یباهی بکم الملائکة" . مختصرا. (۱)

ترجمہ: نبی کریم ﷺ ایک مرتبہ صحابہ کی جماعت کے پاس تشریف لے گئے اور دریافت فرمایا کہ کس بات نے تم لوگوں کو یہاں بٹھایا ہے؟ عرض کیا ہم اس مجلس میں بیٹھ کر اللہ جل شانہ کا ذکر کرتے ہیں اور اس کی حمد وثنا کرتے ہیں تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جبرئیل امین میرے پاس ابھی آئے تھے اور یہ خبر سنا گئے کہ اللہ جل شانہ تم لوگوں کی وجہ سے ملائکہ پر فخر فرمارہے ہیں۔

(۲۴) عن انس رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ: " اذا مررتم بریاض الجنة فارتعوا، قالوا: یا رسول اللہ وما ریاض الجنة؟ قال: حلق الذکر" (۲) **وفی روایة " قال: مجالس الذکر فاغدوا وروحوا فی ذکر اللہ ".** (۳)

ترجمہ: حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب جنت کے باغوں پر گزرو تو خوب چرو صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ جنت کے باغ کیا ہیں؟ ارشاد فرمایا کہ ذکر کے حلقے، دوسری روایت میں ہے: ذکر کی مجالس پس صبح وشام اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو۔

فائدہ: سبحان اللہ اس حدیث شریف میں مجالس ذکر کو ریاض الجنۃ (جنت کے

---

(۱) صحیح . أخرجه مسلم ۲/۳٤٦، والترمذی ۲/۱۷٥، والنسائی ۲/۳۱۰، وأحمد فی مسنده ٤/۹۲، والبیهقی فی شعب الایمان ۲/٤۳۰، فصل فی ادامة ذکر اللہ عزوجل۔ والمنذری فی الترغیب والترهیب ۲/٤۰۲ فی حضور مجالس الذکر۔

(۲) حسن بالشواهد . أخرجه الترمذی ۲/۱۹۱، وقال : هذا حدیث حسن غریب من هذا الوجه من حدیث ثابت عن أنس، وفی إسناده محمد بن ثابت وهو ضعیف، لکن یقویه حدیث حاکم فی المستدرك وفی إسناده عمر بن عبداللہ . والبیهقی فی شعب الایمان ۲/٤۲٥، فصل فی ادامة ذکر اللہ عزوجل، واحمد فی مسنده ۳/۱٥۰، عن انس بن مالك وابو نعیم حلیة الأولیاء ٦/۲٦۸۔

(۳) أخرجه الحاکم فی المستدرك ۱/٤۹٤، وقال : هذا حدیث صحیح الإسناد ولم یخرجاه۔ وتعقبه الذهبی فقال: عمر (بن عبد اللہ مولی غفرة) ضعیف۔

باغات) فرمایا گیا ہے اور ان میں شرکت کی ترغیب جناب رسول اللہ ﷺ نے خود دی ہے۔

(۲۵) عن أبی هریرةؓ قال: قال رسول اللہ ﷺ: یقول اللہ : " انا عند ظن عبدی بی وانا معه حین یذکرنی فان ذکرنی فی نفسه ذکرته فی نفسی وان ذکرنی فی ملأ ذکرته فی ملأخیر منهم". (۱)

ترجمہ: نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ حق تعالیٰ شانہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں بندہ کے ساتھ ویسا ہی معاملہ کرتا ہوں جیسا کہ وہ میرے ساتھ گمان رکھتا ہے اور جب وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں پس اگر وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اس کو اپنے دل میں یاد کرتا ہوں اگر وہ مجمع میں میرا ذکر کرتا ہے تو میں اس سے بھی بہتر مجمع یعنی فرشتوں کے مجمع میں اس کا تذکرہ کرتا ہوں۔ (چونکہ فرشتے معصوم اور بے گناہ ہیں)۔

فائدہ: اس حدیث سے ذکر جہری مراد ہے علامہ سیوطی نے فرمایا: **والذکر فی الملأ لا یکون الا عن جهر.** (۲) یعنی مجلس میں ذکر سے مراد ذکر جہری ہی ہوسکتا ہے پھر یہ عام ہے چاہے مسجد میں یا مسجد کے علاوہ۔ اس حدیث سے اجتماعی ذکر کی فضیلت معلوم ہوتی ہے۔

(۲۶) عن عبد اللہ بن مغفلؓ قال : قال رسول اللہ ﷺ : " ما من قوم اجتمعوا یذکرون اللہ عزوجل الا ناداهم مناد من السماء قوموا مغفورا لکم قد بدلت سیئاتکم حسنات" (۳)

---

(۱) متفق علیه . رواه البخاری ۲/۱۱۰۱ فی کتاب التوحید، ومسلم ۲/۳٤۳، والترمذی ۲/۲۰۰، والنسائی، وابن ماجة ص۲٦۸، واحمد فی مسنده ۲/٤۷، والبیهقی ۲/٤٤٤، والحاکم فی المستدرك ۲/٥۳٤۔

(۲) الحاوی للفتاوی ۱/٤٦٦۔

(۳) صحیح بالشواهد . أخرجه البیهقی فی شعب الایمان ۲/٤۳۱، والطبرانی فی المعجم الأوسط ۲/۱٥٤، مطبعة دارالحرمین۔ واحمد فی مسنده ۳/۱٤۲، والهیثمی فی =

ترجمہ: حضورﷺ کا ارشاد ہے کہ جو بھی لوگ جمع ہوکر اللہ کا ذکر کرتے ہیں ایک فرشتہ پکارکر کہتا ہے تم لوگ بخش دیئے گئے اور تمھاری برائیاں نیکیوں سے بدل دی گئیں۔

فائدہ: اس حدیث شریف میں اجتماعی ذکر کرنے والوں کو مجلس سے اٹھنے سے پہلے مغفرت کی بشارت دی گئی۔

(۲۷) عن عبد الله بن عمرو قال: قلت یا رسول الله ما غنیمة مجالس الذکر ؟ قال غنیمة مجالس الذکر الجنة الجنة ".(۱)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو نے فرمایا کہ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ مجالس ذکر کا فائدہ اور ثمرہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا مجالس ذکر کا ثمرہ تو جنت ہے جنت۔

(۲۸) عن أبی الدرداء رضی الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: "لیبعثن الله أقواما یوم القیامة فی وجوههم النور علی منابر اللؤ لؤ یغبطهم الناس لیسوا بأنبیاء ولا شهداء، فقال أعرابی: حلهم لنا نعرفهم قال: هم المتحابون فی الله من قبائل شتی وبلاد شتی یجتمعون علی ذکر الله یذکرونه". (۲)

ترجمہ: حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ بعض قوموں کا

مجمع الزوائد ۷۶/۱۰، وقال: ورواه احمد وأبو یعلی والبزار والطبرانی فی الأوسط وفیه میمون المرائی وثقه جماعة وفیه ضعف وبقیة رجال احمد رجال الصحیح، واحمد فی زهده ۲۰۵/۱، وأبو نعیم فی حلیلة الأولیاء ۱۰۸/۳۔

(۱) أخرجه احمد فی مسنده ۱۷۷/۳، والطبرانی فی مسند الشامیین ۲۷۳/۲، والمنذری فی الترغیب والترهیب ۲۶۱/۲، وقال: رواه احمد باسناد حسن، والهیثمی فی مجمع الزوائد ۷۸/۱۰، وقال: رواه احمد والطبرانی واسناد احمد حسن۔

(۲) أخرجه الهیثمی فی مجمع الزوائد ۷۷/۱۰، وقال: رواه الطبرانی واسناده حسن، والمنذری فی الترغیب والترهیب ۲۶۲/۲۔

حشر اس طرح فرمائیں گے کہ ان کے چہروں میں نور چمکتا ہوگا وہ موتیوں کے منبروں پر ہوں گے لوگ ان پر رشک کرتے ہوں گے وہ انبیاء اور شہداء نہیں ہونگے کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ ان کا حال بیان کر دیجئے کہ ہم ان کو پہچان لیں۔ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا یہ وہ لوگ ہوں گے جو اللہ کی محبت میں مختلف جگہوں سے مختلف خاندانوں سے آکر ایک جگہ جمع ہو گئے ہوں اور اللہ کے ذکر میں مشغول ہوں۔

فائدہ: اس حدیث شریف سے اجتماعی ذکر کرنے والوں کا ایک اعزاز اور مرتبہ ظاہر ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے ان کو کتنا بڑا مقام عنایت فرمایا کہ وہ موتیوں کے منبروں پر ہونگے انبیاء اور شہداء بھی رشک کریں گے (یاد رہے یہ جزئی فضیلت ہے اس سے انبیاء اور شہداء کے مرتبہ میں کوئی کمی نہیں ہوگی)

مساجد میں مجالس ذکر کی فضیلت قرآن اور احادیث کی روشنی میں

ومساجد يذكر فيها اسم الله كثيرا . (۱)

ترجمہ: اور مسلمانوں کی وہ مسجدیں جن میں اللہ کا نام بکثرت لیا جاتا ہے۔

تفسیر بدیع میں ہے: **ومساجد أي للمسلمين يذكر فيها اسم الله كثيرا ، أي ذكرا كثيرا أو وقتا كثيرا صفة مادحة للمسجد خصت بها دلالة على فضلها وفضل اهلها.** (۲)

فائدہ: اس تفسیر سے مساجد اور مساجد میں ذکر کرنے والوں کی فضیلت معلوم ہوتی ہے۔

تفسیر ابن کثیر میں ہے:

ومساجد المسلمين التي يذكر فيها اسم الله كثيرا ، لأن هذا هو المستعمل المعروف في كلام العرب. وقال بعض العلماء : هذا ترق من الأقل إلى الأكثر إلى أن انتهى إلى المساجد وهي أكثر عمارا وأكثر عبادا وهم ذوو القصد الصحيح .(۳)

فائدہ: اس تفسیر سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام عبادت خانوں میں مسجدیں سب سے زیادہ آباد ہیں اور مساجد میں ذکر کی مجالس لگنے سے مسجدیں ہمیشہ آباد رہتی ہیں۔

ومن أظلم ممن منع مسٰجد الله أن يذكر فيها اسمه . (٤)

(۱) سرة الحج ، الآية : ٤٠۔

(۲) تفسیر بدیع ۲ ۱۳۸۔

(۳) تفسیر ابن کثیر ۳/ ۲۵۰۔

(٤) سورة البقرة ، الآية ١١٤۔

ترجمہ: اور اس شخص سے بڑھ کر کون ظالم ہوسکتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی مساجد میں اس کا نام لینے اور اس کی عبادت کرنے سے روکے اور لوگوں کو منع کرے۔

(۲۹) عن أبي سعيد رضي الله عنه عن النبي ﷺ انه قال : يقول الرب يوم القيامة : سيعلم اهل الجمع اليوم من اهل الكرم وقيل من اهل الكرم يا رسول الله ؟ قال مجالس الذكر في المساجد ". (۱)

ترجمہ: نبی پاک ﷺ کا ارشاد ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اعلان فرمائیں گے کہ آج پورے مجمع کو معلوم ہو جائیگا کہ کرامت اور عزت والے کون لوگ ہیں؟ پوچھا گیا یا رسول اللہ ﷺ عزت و کرامت والے کون ہونگے؟ تو آپ ﷺ نے جواب میں ارشاد فرمایا وہ مسجدوں میں ذکر کی مجلس لگانے والے ہیں۔

فائدہ: سبحان اللہ، اس حدیث سے تو تمام اشکالات دور ہوگئے اس لئے کہ آپ ﷺ نے صراحۃً بتلا دیا کہ مساجد میں ذکر کی مجلس لگانے والے قیامت کے دن سب سے مکرم و معزز ہونگے لہٰذا جو حضرات اس کو بدعت کہتے ہیں اپنے گریبان میں جھانک کر خود فیصلہ کرلیں کہیں یہ حضرات آپ ﷺ کی مبارک احادیث کا مقابلہ تو نہیں کرتے؟

(۳۰) عن أبي هريرة قال : قال رسول الله ﷺ : اذا مررتم برياض الجنة فارتعوا قلت يا رسول الله وما رياض الجنة ؟ قال المساجد قلت وما الرتع يا رسول الله قال سبحان الله والحمد لله ولااله الا الله والله اكبر ".(۲)

(۱) صحیح ابن حبان ۳/ ۳۹، ذكر ما يكرم الله عزوجل وعلا من ذكر۔ موارد الظمان ۵۷٦/۱ للهيثمي۔ والبيهقي في شعب الايمان ۲/ ٤۳۲، مسند ابی یعلی ۲/ ۳۱۳۔ مسند الامام احمد ۳/ ٦۸ رقم، ۷٦۰، الفردوس بمأثور الخطاب ۵/ ۲۵۳۔ وقال الهيثمي في مجمع الزوائد ۱۰/ ۷٦ رواه احمد باسنادين واحدهما حسن وأبو يعلى كذلك۔

(۲) أخرجه الترمذي ۵/ ۵۳۲، مطبعة دار أحياء التراث، وقال : هذا حديث حسن غريب۔ والمنذري في الترغيب والترهيب ۲/ ۲۸٤، وقال: وهو مع غرابته حسن الاسناد۔

فائدہ: اس حدیث شریف میں آنحضرت ﷺ نے مساجد کو ریاض الجنۃ فرمایا اور اللہ تعالیٰ کے ذکر کو چرنے سے تعبیر فرمایا معلوم ہوا کہ مساجد میں ذکر کرنے کی بہت فضیلت ہے۔

(۳۱) عن أبی هريرة قال: قال دخل اعرابی المسجد ورسول الله ﷺ جالس فقال: اللهم اغفرلی ولمحمد ولا تغفر لاحد معنا فضحک رسول الله ﷺ وقال لقد احتظرت واسعا ثم ولی حتی اذا كان فی ناحية المسجد فشج يبول فقال الاعرابی بعد ان فقه فقام الی بابی وامی فلم يؤنب ولم يسب فقال ان هذا المسجد لا يبال فيه وانما بنی لذكر الله والصلوة ثم امر بسجل من ماء فافرغ علی بوله".(۱)

فائدہ: اس حدیث شریف میں آپ ﷺ نے مساجد کے مقصد کو بیان فرمایا کہ مسجد بنانے کا مقصد ذکر اللہ اور نماز سے ان کو آباد کرنا ہے لہذا مسجد کا اہم اور بنیادی مقصد ذکر اللہ ہے۔

(۳۲) عن أبی هريرةؓ عن النبی ﷺ قال: "ما توطن رجل مسلم المساجد للصلوة والذكر الا تبشبش الله له كما يتبشبش اهل الغائب بغائبهم اذا قدم عليهم".(۲)

فائدہ: اس حدیث شریف سے مساجد میں ذکر اللہ کی بڑی فضیلت معلوم ہوئی کہ جو مسلمان شخص مسجد میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بہت خوش ہوتے ہیں اور اس کو اللہ تعالیٰ کی رضاء وخوشنودی حاصل ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضاء مندی بہت بڑی دولت ہے۔ ورضوان من الله اكبر.

---

(۲) صحيح. متفق عليه، رواه البخاری ۲/۸۹۰ و مسلم ۱/۱۳۸، والنسائی ۱/۲۰، وابوداود ۱/۵٤، وابن ماجة ۱/٤۰، واحمد ۲/۵۰۳، والبيهقی ۲/٤۱۳، وابن حبان ۳/۲٦۵، والهيثمی فی موارد ۱/۸٤ باب طهارة المسجد من البول.

(۳) صحيح. رواه ابن ماجة ۱/۵۸، وابن حبان ۳۰۹، واحمد ۲/۳۲۸، وابن خزيمة ۱/۷۲٦، رقم ۱۵۰۲، وعلی هامشه اسناده صحيح، والحاكم ۱/۲۱۳، وصححه.

ذکر لسانی وقلبی احادیث کی روشنی میں

(۳۳) عن عمرو بن قيس الكندی عن عبد الله بن بسر رضی الله عنه أن أعرابيا قال لرسول الله ﷺ: أن شرائع الاسلام قد كثرت علی فأنبئنی منها بشئ اتشبث به قال: لا يزال لسانک رطبا من ذكر الله عزوجل".(۱)

ترجمہ: ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ احکام تو شریعت کے بہت سے ہیں ہی مجھ کو ایک چیز ایسی بتا دیجئے جس کو میں اپنا دستور اور اپنا مشغلہ بنالوں حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ کے ذکر سے تو ہروقت رطب اللسان رہے۔

(۳۴) عن مالک بن يخامر عن معاذ بن جبل رضی الله عنه سمعه يقول سألت النبی ﷺ أی الأعمال أحب إلی الله عزوجل؟ قال: أن تموت ولسانک رطب من ذكر الله عزوجل".(۲)

---

(۱) صحيح. أخرجه ابن أبی شيبة ۱۰/۳۰۱، ۱۳/٤۵۷، وأحمد ٤/۱۸۸، ۱۹۰، وابن المبارک فی الزهد ص۹۳۵، وعبد بن حميد ص۵۰۹، والترمذی ٤/۲۹۷ رقم ۳۳۷۵، وابن ماجة ۳۷۹۳، وابن ابی عاصم فی الآحاد والمثانی ۱۳۵٦، وابن حبان ۸۱٤، والطبرانی فی الأوسط ص۲۲۸۹، ۱٤٦٤، وفی الشاميين ص۲۵٤٦، ۲۵٤۷، ۱۸۸۳، وفی الدعاء ۱۸۵۵، وأبو نعيم فی الحلية ٦/۱۱۱، ۱۱۲، والبغوی فی شرح السنة ۱۲٤۵، والحاكم ۱/٤۹۵، وقال: صحيح الإسناد ولم يخرجاه ووافقه الذهبی. والبيهقی ۳/۳۷۱، وفی الشعب ص۵۱۵، من طرق عن عمرو بن قيس به مطولا ومختصرا، والهيثمی فی موارد الظمآن ۱/۵۷٦ رقم ۲۳۱۷۔

(۲) اسناده حسن، أخرجه البيهقی فی شعب الإيمان ۲/٤۱۲، وابن السنی فی عمل اليوم والليلة ص۳، وابن حبان ۳/۳۹، والهيثمی فی مجمع الزوائد ۱۰/۷٤، وقال: رواه الطبرانی =

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبلؓ فرماتے ہیں میں نے نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا کہ کونسا عمل اللہ جل شانہ کو محبوب ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا آپ کا انتقال ہو اس حال میں کہ آپ کی زبان اللہ جل شانہ کے ذکر سے تروتازہ ہو۔

(۳۵) عن عمر رضی الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: "تبا للذهب والفضة يتخذ أحدكم لسانا ذاكرا وقلبا شاكرا وزوجة تعين على الآخرة". (۱)

ترجمہ: حضرت عمرؓ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا سونے چاندی والوں کے لئے ہلاکت ہو تم اپنی زبان اللہ کو یاد کرنے والی بنالو اور دل شکر گزار اور بیوی جو امور آخرت پر مددگار ہو۔

(۳۶) عن أبی هريرةؓ قال: قال رسول الله ﷺ: "كلمتان خفيفتان على اللسان ثقيلتان فی الميزان حبيبتان الى الرحمن: سبحان الله وبحمده سبحان الله العظيم". (۲)

= بأسانيد ... ورواه البزار من غير طريقه ...، إسناده حسن، والطبرانی فی الكبير ۲۰/۹۳ رقم ۱۸۱ وأيضا ۲۰/۱۰۶ رقم ۲۰۸، وذكره المنذری فی الترغيب والترهيب ۲/۳۹۵ رقم ۲۲۹۱، والهيثمی فی موارد الظمآن ۱/۵۷۶ رقم ۲۳۱۸۔

(۱) إسناده حسن. أخرجه البيهقی فی شعب الإيمان ۲/۴۸۱، ۴۸۲، وكذا فی تحفة الأشراف ۱۱/۱۷۶، ومسند احمد ۵/۲۷۸، والزهد لامام احمد ص ۱۹، وجامع الترمذی ۲/۱۴۰، وقال الترمذی: هذا حديث حسن. وسنن ابن ماجة ص ۱۳۳، باب أفضل النساء، ومعجم الأوسط للطبرانی ۳/۲۹، وحلية الأولياء ۱/۱۸۲، وتخريج الأحاديث والآثار ۲/۷۱۔

(۲) متفق عليه. أخرجه البيهقی ۲/۴۸۳، وبخاری ۲/۹۴۸، ۹۸۸، ۱۱۲۸، مسلم ۲/۳۴۴ باب فضل التهليل والتسبيح والدعاء، والترمذی ۲/۱۸۴، وابن ماجة ۲۷۰، وكذا فی مسند احمد ۲/۲۳۲، ومصنف ابن أبی شيبة ۱۰/۲۸۸، وعمل اليوم والليلة للنسائی ص ۲۴۶، وابن حبان ۳/۴۵۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا دو کلمے ایسے ہیں جو زبان پر بہت ہلکے ہیں اور ترازو میں بہت بھاری ہیں اور رحمٰن کو بہت پیارے ہیں: سبحان الله وبحمده سبحان الله العظيم"۔

(۳۷) عن سهيل بن معاذ بن أنس عن أبيه أن معاذ بن جبل سأل رسول الله ﷺ عن أفضل الإيمان، قال: تحب لله وتبغض لله وتعمل لسانک فی ذكر الله". (۱)

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبلؓ نے حضور اکرم ﷺ سے دریافت کیا افضل ایمان کے بارے میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ کے لئے محبت رکھے اور اللہ ہی کے لئے بغض رکھے اور اپنی زبان کو اللہ کی یاد میں استعمال کرے۔

(۳۸) عن عبد الله بن عمرو رضی الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: "خلتان لا يحصيهما رجل مسلم إلا دخل الجنة هما قليل ومن يعمل بهما قليل" قالوا: وما هما يا رسول الله؟ قال: يسبح الله أحدكم فی دبر صلاته عشرا ويحمده عشرا ويكبر عشرا فتلک خمسون ومائة باللسان وألف وخمس مائة فی الميزان". الحديث. (۲)

ترجمہ: حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا دو خصلتیں ایسی ہیں کہ مسلمان آدمی اس کو عادت نہیں بناتا ہے مگر وہ جنت میں داخل ہو جاتا ہے اور وہ دونوں عمل مختصر ہیں اور

(۱) أخرجه البيهقی ۲/۴۷۱، وأحمد فی مسنده ۵/۳۴۷، والطبرانی فی المعجم الكبير ۲۰/۱۹۱، والهيثمی فی مجمع الزوائد ۱/۸۹، وقال: رشدين وابن لهيعة كلاهما ضعيفان۔

(۲) إسناده صحيح. أخرجه البيهقی فی شعب الإيمان ۲/۱۱۵، وعلى هامشه: اسناده صحيح، والترمذی ۲/۱۷۸، وابن ماجة ص ۶۶، وكذا فی مصنف ابن أبی شيبة ۲/۲۳۳، ومسند احمد ۲/۱۶۰، وعمل اليوم والليلة للنسائی ص ۶۷، وأخرجه البخاری فی الأدب المفرد، ص ۳۲۶ رقم ۱۲۵۲ وقال: صحيح، وعبد الرزاق فی مصنفه ۲/۲۳۳، وأبو داود فی الأدب ۵/۳۰۹ رقم ۵۰۶۵، وابن حبان ۲۳۴۳، وابن السنی رقم ۷۳۹۔

دونوں پر عمل کرنے والے بھی کم ہیں۔صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ دونوں کیا ہیں ؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تم میں سے کوئی اللہ کی تسبیح بیان کرے دس مرتبہ اور تعریف بیان کرے دس مرتبہ اور بڑائی بیان کرے دس مرتبہ ہر نماز کے بعد پس کل ۱۵۰ ہوئے زبان پر اور ۱۵۰۰ ہوئے ترازو میں۔

(۳۹) عن عبد الله بن عمر رضی الله عنهما عن النبی ﷺ أنه كان يقول: "إن لكل شئ سقالة وان سقالة القلوب ذكر الله". الحديث. (۱)

ترجمہ: حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا ہر چیز کے لئے کوئی صاف کرنے والی چمکانے والی چیز ہے؛ دلوں کی صفائی کرنے والی اور چمکانے والی چیز اللہ تعالی کا ذکر ہے۔

(۴۰) عن أبی هريرةؓ قال: سمعت رسول الله ﷺ يقول: قال ربك عزوجل: "أنا مع عبدی ما ذكرنی وتحركت بی شفتاه". (۲)

ترجمہ: حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالی فرماتے ہیں میں بندہ کے ساتھ رہتا ہوں جب تک وہ مجھ کو یاد کرتا ہے اور میری یاد میں اس کے ہونٹ ہلتے رہیں۔

---

(۱) أخرجه البيهقی فی شعب الإيمان ۴۱۹/۲، والهيثمی فی مجمع الزوائد ۷۷/۱۰ عن جابر مرفوعا وقال: رواه الطبرانی فی الصغير والأوسط ورجالهما رجال الصحيح، فيض القدير ۵۱۱/۲، الترغيب والترهيب ۲۵۴/۲ كتاب الذكر والدعاء، الوابل الصيب ۶۰/۱۔

(۲) إسناده صحيح أخرجه البيهقی فی شعب الايمان ۴۰۶/۲ فصل فی إدامة ذكر الله عزوجل وعلى هامشه اسناده صحيح، وكذا رواه البخاری ۱۱۲۲/۲، والحاكم فی المستدرك ۶۷۲/۱ وصححه، كتاب الدعاء، وابن حبان ۹۷/۳ ذكر الله ذكر رجاء سرعة المغفرة، والهيثمی فی موارد الظمآن ۵۷۶/۱ كتاب الاذكار رقم ۲۳۱۶، وابن ماجة فی سننه ۱۲۴۶/۲، باب فضل لا اله الا الله، والطبرانی فی المعجم الأوسط ۳۶۳/۶، والامام احمد بن حنبل فی مسنده ۵۴۰/۲، مسند الشاميين ۳۲۰/۱۔

ذکر لسانی اور قلبی کے احکام

ذکر زبان سے بھی ہوتا ہے اور دل سے بھی اور اس کے متعلق مختلف احکام ہیں بعض لفظ کے ساتھ متعلق ہیں ان میں ذکر لسانی افضل ہے باقی ذکر قلبی جس سے ہر وقت قلب میں یاد رہے اجراس پر بھی ہے مگر اس میں قلب سے ذہول کا قوی اندیشہ رہتا ہے کیونکہ یہ زیادہ دیر تک باقی نہیں رہتا ہے دل ادھر اُدھر چلا جاتا ہے اور ذاکر یہ سمجھتا ہے کہ میں ذکر میں مشغول ہوں اور ذکر لسانی میں یہ اندیشہ نہیں اس لئے ذکر لسانی کرنا چاہیے اور اس میں توجہ قلبی رکھنا چاہیے، اگر کچھ دیر ذکر قلبی نہ رہے گا تو لسانی تو باقی رہے گا، اور وقت ضائع نہ ہوگا اور اگر قلب سے ذکر کرے گا تو زبان خالی رہے گی اس اعتبار سے ذکر قلبی سے ذکر لسانی افضل ہے مگر اس ذکر لسانی کا اصل مقصد بھی یہی ہے کہ اس ذریعہ سے قلب میں مذکور کی یاد رچ بس جائے اور اللہ کی نافرمانی سے روک دے اور فرمانبرداری پر کمر بستہ و چست کردے، یہی ذکر اللہ ہے۔اور جس کو یہ چیزیں معاصی سے نہ روک سکیں اس کے لئے یہ حقیقی ذکر نہ ہوگا بلکہ ذکر کی ایک صورت ہوگی۔

ذکر کی حقیقت عدم غفلت اور فرائض دینی کی ادائیگی میں لگے رہنا اعلی درجہ کا ذکر ہے اس لئے دین کی نصرت اور اس کے فروغ کی جدوجہد میں مشغول رہنا ذکر کا اونچا درجہ ہے بشرطیکہ اللہ کے اوامر ونواہی کا اور مواعید کا دھیان رکھتے ہوئے اللہ کی یاد میں ہونا بھی اعلی ذکر ہے۔

"**اقم الصلاة لذكری**" قلب کی عدم غفلت یعنی ذاکر وصالح قلب کے ساتھ جب نماز پڑھے گا تو اس میں کیفیت احسان کی وجہ سے اخلاص وخشوع وخضوع حضوری سب کچھ ہوگا پھر یہ نماز اعلی درجہ کا ذکر کہلائے گی۔حاصل یہ ہے کہ فرائض وغیرہ کے ذکر

ہونے کا مدار قلب کی اصلاح اور اس کے ذاکر ہونے پر ہوا، احسان کے ساتھ اعمال ہوں گے اس وقت وہ اعمال خود ذکر کہلائیں گے اور حقیقی ذکر کا سبب ہوں گے۔ اللہ پاک کا مبارک نام تو وہ ہے کہ چاہے ذکر و ثواب کی نیت سے نہ بھی کیا جائے ویسے ہی محاورہ کے طور پر منہ سے نکل جاوے تو وہ بھی دنیا و مافیہا سے زیادہ قیمتی ہے اور کچھ نہ کچھ اثر کئے بغیر نہیں رہتا۔(۱)

---

(۱) رسالہ ذکر اللہ ص ۲۶

فوائد ذکر

ذکر اللہ سے سو سے زیادہ برکات ملتی ہیں اور ننانوے قسم کی بلائیں دور ہوتی ہیں جن میں سے کچھ حسب ذیل ہیں:

(۱) اطمینان قلب:

" الا بذکر الله تطمئن القلوب "

(۲) ذکر شیطان کو دفع کرتا ہے اور اس کی قوت کو توڑتا ہے۔

(۳) اللہ جل جلالہ کی خوشنودی کا سبب ہے۔

(۴) دل سے فکر و غم کو دور کرتا ہے۔

(۵) دل میں فرحت، سرور اور انبساط پیدا کرتا ہے۔

(۶) بدن اور دل کو قوت بخشتا ہے۔

(۷) چہرہ اور دل کو منور کرتا ہے۔

(۸) رزق کو کھینچتا ہے۔

(۹) ذکر کرنے والے کو ہیبت اور حلاوت کا لباس پہناتا ہے یعنی اس کے دیکھنے سے رعب پڑتا ہے اور دیکھنے والے کو حلاوت نصیب ہوتی ہے۔

(۱۰) اللہ تعالیٰ شانہ کی محبت پیدا کرتا ہے اور محبت ہی اسلام کی روح اور دین کا مرکز ہے اور سعادت و نجات کا مدار ہے جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اللہ کی محبت تک اس کی رسائی ہو اس کو چاہیے کہ اس کے ذکر کی کثرت کرے جیسا کہ پڑھنا اور تکرار کرنا علم کا دروازہ ہے اسی طرح اللہ کا ذکر اس کی محبت کا دروازہ ہے۔

(۱۱) ذکر سے مراقبہ نصیب ہوتا ہے جو مرتبہ احسان تک پہنچا دیتا ہے یہی مرتبہ ہے

جس میں اللہ تعالیٰ کی عبادت ایسی نصیب ہوتی ہے گویا اللہ جل شانہ کو دیکھ رہا ہے، یہی مرتبہ صوفیہ کا منتہائے مقصد ہوتا ہے۔

(۱۲) اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع پیدا کرتا ہے جس سے رفتہ رفتہ یہ نوبت آ جاتی ہے کہ ہر چیز میں حق تعالیٰ شانہ اس کی جائے پناہ اور ماویٰ وملجا بن جاتے ہیں اور ہر مصیبت میں اسی کی طرف توجہ ہوتی ہے۔

(۱۳) اللہ تعالیٰ کا قرب پیدا کرتا ہے اور جتنا ذکر میں اضافہ ہوتا ہے اتنا ہی قرب میں اضافہ ہوتا ہے اور جتنی ذکر سے غفلت ہوتی ہے اتنی ہی اللہ سے دوری ہوتی ہے۔

(۱۴) اللہ تعالیٰ کی معرفت کا دروزاہ کھولتا ہے۔

(۱۵) اللہ جل شانہ کی ہیبت اور اس کی بڑائی دل میں پیدا کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ حضوری پیدا کرتا ہے۔

(۱۶) اللہ جل شانہ کی بارگاہ میں ذکر کا سبب ہے چنانچہ کلام پاک میں ارشاد ہے: "فاذکرونی اذکرکم" اور حدیث میں وارد ہے "من ذکرنی فی نفسه ذکرته فی نفسی" الحدیث.

چنانچہ آیات واحادیث کے بیان میں پہلے مفصل گذر چکا ہے، اگر ذکر میں اس کے سوا اور کوئی بھی فضیلت نہ ہوتی تب بھی شرافت اور کرامت کے اعتبار سے یہی ایک فضیلت کافی تھی چہ جائیکہ اس میں اور بھی بہت سی فضیلتیں ہیں۔

(۱۷) دل کو زندہ کرتا ہے، حافظ ابن تیمیہؒ کہتے ہیں کہ اللہ کا ذکر دل کے لئے ایسا ہے جیسے مچھلی کے لئے پانی، خود غور کر لو کہ بغیر پانی کے مچھلی کا کیا حال ہوتا ہے۔

(۱۸) دل اور روح کی روزی ہے اگر ان دونوں کو اپنی روزی نہ ملے تو ایسا ہے جیسا بدن کو اس کی روزی یعنی کھانا نہ ملے۔

(۱۹) دل کو زنگ سے صاف کرتا ہے جیسا کہ حدیث میں بھی وارد ہوا ہے ہر چیز پر

اس کے مناسب زنگ اور میل کچیل ہوتا ہے دل کا میل اور زنگ خواہشات اور غفلت ہے یہ اس کے لئے صفائی کا کام دیتا ہے۔

(۲۰) لغزشوں اور خطاؤں کو دور کرتا ہے۔

(۲۱) بندہ کو اللہ جل شانہ سے جو وحشت ہو جاتی ہے اس کو دور کرتا ہے کہ غافل کے دل پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک وحشت رہتی ہے جو ذکر ہی سے دور ہوتی ہے۔

(۲۲) جو اذکار بندہ کرتا ہے وہ عرش کے چاروں طرف بندہ کا ذکر کرتے رہتے ہیں جیسا کہ حدیث میں وارد ہے:

عن النعمان بن بشير قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الذين يذكرون من جلال الله وتسبيحه وتحميده وتكبيره وتهليله يتعاطفن حول العرش لهن دوى كدوى النحل يذكرن بصاحبهن ألا يحب أحدكم أن لا يزال له عند الله شئ يذكر به". (۱)

(۲۳) جو شخص راحت میں اللہ جل شانہ کا ذکر کرتا ہے اللہ جل شانہ مصیبت کے وقت اس کو یاد کرتا ہے۔

(۲۴) اللہ کے عذاب سے نجات کا ذریعہ ہے۔

(۲۵) سکینہ اور رحمت کے اترنے کا سبب ہے اور فرشتے ذکر کرنے والے کو

(۱) صحيح أخرجه أحمد ٤/٢٦٨، وابن أبي شيبة ١٠/٢٨٩، ١٣/٤٥٢، والطبراني في الدعاء ١٦٩٣، والحاكم ١/٥٠٠، وأبو نعيم في الحلية ٤/٢٦٩، من طريق عبد الله بن نمير عن موسى بن مسلم الطحان أبي عيسى عن عون بن عبد الله عن أبيه أو عن أخيه والشك في شيخ عون بن عبد الله وهو ابن عتبة بن مسعود لا يضر لأنه انتقال من ثقة إلى ثقة فأبوه عبد الله وأخوه عبيد الله كلاهما ثقة، وأخرجه أحمد ٤/٢٧١، وابن ماجة ٩/٣٨٠، والطبراني في الدعاء ١٦٩٣، وأبو نعيم في الحلية ٤/٢٦٩ من طريق يحيى بن سعيد عن موسى بن مسلم به بالشك عن أبيه أو أخيه، وقال الطبراني: عبد الله بن نمير ويحيى بن سعيد القطان روياه بالشك عن أبيه أو أخيه، قال البوصيري في الزوائد ٩/٣٨٠: إسناده صحيح رجاله ثقات۔

گھیر لیتے ہیں، سکینہ کے معنی سکون وقار کے ہیں یا کسی مخصوص رحمت کے، امام نووی فرماتے ہیں یہ کوئی ایسی مخصوص چیز ہے جو طمانیت ورحمت وغیرہ سب کو شامل ہے اور ملائکہ کے ساتھ اترتی ہے۔

(۲۶) اس کی برکت سے زبان چغل خوری، جھوٹ، بدگوئی اور لغوگوئی سے محفوظ رہتی ہے، چنانچہ تجربہ اور مشاہدہ سے ثابت ہے کہ جس شخص کی زبان اللہ کے ذکر کی عادی ہو جاتی ہے وہ ان اشیاء سے عموماً محفوظ رہتا ہے اور جس کی زبان عادی نہیں ہوتی ہر نوع کی لغویات میں مبتلا رہتا ہے۔

(۲۷) ذکر کی مجلسیں فرشتوں کی مجلسیں ہیں اور لغویات اور غفلت کی مجلسیں شیطان کی مجلسیں ہیں۔ اب آدمی کو اختیار ہے جس قسم کی مجلسوں کو چاہے پسند کرے اور ہر شخص اسی کو پسند کرتا ہے جس سے مناسبت رکھتا ہے۔

(۲۸) ذکر کی وجہ سے ذکر کرنے والا بھی سعید ہوتا ہے اور اس کے پاس بیٹھنے والا بھی۔

(۲۹) قیامت کے دن حسرت سے محفوظ رہتا ہے اس لئے کہ حدیث میں آیا ہے ہر وہ مجلس جس میں اللہ کا ذکر نہ ہو قیامت کے دن حسرت اور نقصان کا سبب ہے۔

(۳۰) ذکر کے ساتھ اگر تنہائی کا رونا بھی نصیب ہو جائے تو قیامت کے دن کی تپش اور گرمی میں جب کہ ہر شخص میدان حشر میں بلبلا رہا ہوگا یہ عرش کے سایہ میں ہوگا۔

(۳۱) ذکر میں مشغول رہنے والوں کو ان سب چیزوں سے زیادہ ملتا ہے جو دعائیں مانگنے والوں کو ملتی ہیں حدیث میں اللہ جل شانہ کا ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ جس شخص کو میرے ذکر نے دعا سے روک دیا اس کو میں دعائیں مانگنے والوں سے افضل عطا کروں گا۔

(۳۲) باوجود سہل ترین عبادت ہونے کے تمام عبادتوں سے افضل ہے۔ اس لئے کہ زبان کو حرکت دینا بدن کے تمام اعضاء کو حرکت دینے سے سہل ہے۔

(۳۳) اللہ کا ذکر جنت کے پودے ہیں۔

(۳۴) جس قدر بخشش اور انعام کا وعدہ اس پر ہے اتنا کسی اور عمل پر نہیں ہے، چنانچہ ایک حدیث میں وارد ہے کہ جو شخص " لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیٔ قدیر " سو مرتبہ کسی دن پڑھے تو اس کے لئے دس غلام آزاد کرنے کا ثواب ہوتا ہے اور سو نیکیاں اس کے لئے لکھی جاتی ہیں اور سو برائیاں اس سے معاف کر دی جاتی ہیں اور شام تک شیطان سے محفوظ رہتا ہے اور دوسرا کوئی شخص اس سے افضل نہیں ہوتا مگر وہ شخص جو اس سے زیادہ عمل کرے اسی طرح اور بہت سی احادیث ہیں جن سے ذکر کا افضل اعمال ہونا معلوم ہوتا ہے۔

(۳۵) دوام ذکر کی بدولت اپنے نفس کو بھولنے سے امن نصیب ہوتا ہے جو سبب ہے دارین کی شقاوت کا، اس لئے کہ اللہ کی یاد کو بھلا دینا سبب ہوتا ہے خود اپنے نفس کو بھلا دینے کا اور اپنے تمام مصالح کے بھلا دینے کا، چنانچہ ارشاد خداوندی ہے:
"ولاتکونوا کالذین نسوا اللہ فانسٰھم انفسھم اولٰئک ھم الفٰسقون"
تم ان لوگوں کی طرح نہ بنو جنھوں نے اللہ سے بے پرواہی کی پس اللہ نے ان کو اپنی جانوں سے بے پرواہ کر دیا یعنی ان کی عقل ایسی ماردی گئی کہ اپنے حقیقی نفع کو نہ سمجھا اور جب آدمی اپنے نفس کو بھلا دیتا ہے تو اس کی مصالح سے غافل ہو جاتا ہے اور یہ ہلاکت کا سبب بن جاتا ہے جیسے کسی شخص کی کھیتی یا باغ ہو اور اس کو بھول جائے اس کی خبر گیری نہ کرے تو لامحالہ وہ ضائع ہوگا اور اس سے امن جب ہی مل سکتا ہے جب اللہ کے ذکر سے زبان کو ہر وقت تروتازہ رکھے اور ذکر اس کو ایسا محبوب ہو جائے جیسا کہ پیاس کی شدت کے وقت پانی اور بھوک کے وقت کھانا اور گرمی اور سخت سردی کے وقت مکان اور لباس بلکہ اللہ کا ذکر اس سے زیادہ کا مستحق ہے اس لئے کہ ان اشیاء کے نہ ہونے سے بدن کی ہلاکت ہے جو روح کی اور دل کی ہلاکت کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں ہے۔

(۳۶) ذاکر آدمی ترقی کرتا رہتا ہے بستر پر بھی اور بازار میں بھی، صحت میں بھی اور بیماری میں بھی، نعمتوں اور لذتوں کے ساتھ مشغولی میں بھی اور کوئی ایسی چیز نہیں ہے

جو ہر وقت ترقی کا سبب بنتی ہوتی کہ جس کا دل نورِ ذکر سے منور ہو جاتا ہے وہ سوتا ہوا بھی غافل شب بیداروں سے بڑھ کر ہو جاتا ہے۔

(۳۷) ذکر کا نور دنیا میں بھی ساتھ رہتا ہے اور قبر میں بھی ساتھ رہتا ہے اور آخرت میں پل صراط پر آگے آگے چلتا ہے۔ حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے: " **او من كان ميتا فاحييناه وجعلنا له نورا يمشي به في الناس كمن مثله في الظلمت ليس بخارج منها** " ایسا شخص جو پہلے مردہ یعنی گمراہ تھا پھر ہم نے اس کو زندہ یعنی مسلمان بنا دیا اور اس کو ایسا نور دے دیا کہ وہ اس نور کو لئے ہوئے آدمیوں میں چلتا پھرتا ہے یعنی وہ نور ہر وقت اس کے ساتھ رہتا ہے کیا ایسا شخص بدحالی میں اس شخص کی طرح ہو سکتا ہے جو گمراہی کی تاریکیوں میں گرا ہوا ہو کہ ان سے نکل ہی نہیں پاتا پس اول شخص مومن ہے جو اللہ پر ایمان رکھتا ہے اور اس کی محبت اور اس کی معرفت اور اس کے ذکر سے منور ہے اور دوسرا شخص ان چیزوں سے خالی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ نور نہایت مہتم بالشان چیز ہے اور اسی میں پوری کامیابی ہے اسی لئے نبی اکرم ﷺ اس کی طلب اور دعا میں مبالغہ فرمایا کرتے تھے اور اپنے ہر ہر جز میں نور کو طلب فرماتے تھے، چنانچہ احادیث میں متعدد دعائیں ایسی ہیں جن میں حضور اکرم ﷺ نے اس کی دعا فرمائی ہے کہ حق تعالیٰ شانہ آپ کے گوشت میں، ہڈیوں میں، پٹھوں میں، بال میں، کھال میں، کان میں، ناک میں، اوپر، نیچے، دائیں، بائیں، آگے، پیچھے نور ہی نور کر دے حتیٰ کہ یہ بھی دعا کی کہ خود مجھ ہی کو سرتاپا نور بنا دے کہ آپ کی ذات ہی نور بن جائے۔ اسی نور کے بقدر اعمال میں نور ہوتا ہے حتیٰ کہ بعض لوگوں کے نیک اعمال ایسی حالت میں آسمان پر جاتے ہیں ان پر آفتاب جیسا نور ہوتا ہے اور ایسا ہی نور ان کے چہروں پر قیامت کے دن ہوگا۔

(۳۸) ذکر تصوف کا اصل اصول ہے اور تمام صوفیہ کے سب طریقوں میں رائج ہے جس شخص کے لئے ذکر کا دروازہ کھل گیا ہے اس کے لئے اللہ جل شانہ تک پہنچنے کا

دروازہ کھل گیا اور جو اللہ جل شانہ تک پہنچ گیا وہ جو چاہتا ہے پاتا ہے کہ اللہ جل شانہ کے پاس کسی بھی چیز کی کمی نہیں ہے۔

(۳۹) آدمی کے دل میں ایک گوشہ ہے جو اللہ کے ذکر کے علاوہ کسی چیز سے بھی پر نہیں ہوتا اور جب ذکر دل پر مسلط ہو جاتا ہے تو وہ نہ صرف اس گوشہ کو پر کرتا ہے بلکہ ذکر کرنے والے کو بغیر مال کے غنی کر دیتا ہے اور بغیر کنبہ اور جماعت کے لوگوں کے دلوں میں عزت والا اور بغیر سلطنت کے بادشاہ بنا دیتا ہے اور جو شخص ذکر سے غافل ہوتا ہے وہ باوجود مال و دولت، کنبہ اور حکومت کے ذلیل ہوتا ہے۔

(۴۰) ذکر پراگندہ کو مجتمع اور مجتمع کو پراگندہ کرتا ہے دور کو قریب اور قریب کو دور کرتا ہے۔ ذکر پراگندہ کو مجتمع کرتا ہے مطلب یہ ہے کہ آدمی کے دل پر جو متفرق ہموم و غموم، تفکرات و پریشانیاں ہوتی ہیں ان کو دور کر کے جمعیت خاطر پیدا کرتا ہے۔ اور مجتمع کو پراگندہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ آدمی پر جو تفکرات مجتمع ہیں ان کو متفرق کر دیتا ہے اور آدمی کی جو لغزشیں اور گناہ جمع ہو گئے ہیں ان کو اور جو شیطان کے لشکر آدمی پر مسلط ہیں ان کو پراگندہ کر دیتا ہے اور آخرت کو جو دور ہے قریب کر دیتا ہے اور دنیا کو جو قریب ہے دور کر دیتا ہے۔

(۴۱) ذکر آدمی کے دل کو نیند سے جگاتا ہے، غفلت سے چوکنا کرتا ہے اور دل جب تک سوتا رہتا ہے اپنے سارے ہی منافع کھوتا رہتا ہے۔

(۴۲) ذکر ایک درخت ہے جس پر معارف کے پھل لگتے ہیں صوفیہ کی اصطلاح میں احوال اور مقامات کے پھل لگتے ہیں اور جتنی بھی ذکر کی کثرت ہوگی اتنی ہی اس درخت کی جڑ مضبوط ہوگی اور جتنی جڑ مضبوط ہوگی اتنے ہی زیادہ پھل اس پر آئیں گے۔

(۴۳) ذکر اس پاک ذات کے قریب کر دیتا ہے جس کا ذکر کر رہا ہے حتیٰ کہ اس کے ساتھ معیت نصیب ہو جاتی ہے، چنانچہ قرآن پاک میں ہے "إن الله مع الذى اتقوا" (اللہ جل شانہ متقیوں کے ساتھ ہے) اور حدیث میں وارد ہے: " أنا مع

[illegible] ما ذکرنی " (میں اپنے بندے کے ساتھ رہتا ہوں جب تک وہ میرا ذکر کرتا ہے) ایک حدیث میں ہے میرا ذکر کرنے والے میرے آدمی ہیں، ان کو اپنی رحمت سے دور نہیں کرتا اگر وہ اپنے گناہوں سے توبہ کرتے رہیں تو میں ان کا حبیب ہوں اور اگر وہ توبہ نہ کریں تو میں ان کا طبیب ہوں کہ ان کو پریشانیوں میں مبتلا کرتا ہوں تا کہ ان کو گناہوں سے پاک کروں نیز ذکر کی وجہ سے جو اللہ جل شانہ کی معیت حاصل ہوتی ہے وہ ایسی معیت ہے جس کے برابر کوئی دوسری معیت نہیں ہے نہ وہ زبان سے تعبیر ہوسکتی ہے نہ تحریر میں آسکتی ہے، اس کی لذت وہی جان سکتا ہے جس کو یہ نصیب ہو جاتی ہے۔ (اللھم ارزقنی منہ شیئا)۔

(۴۴) ذکر غلاموں کے آزاد کرنے، اللہ تعالیٰ کے راستے میں مال کے خرچ کرنے اور اس کے راستے میں جہاد کے برابر ہے۔

(۴۵) ذکر شکر کی جڑ ہے جو اللہ کا ذکر نہیں کرتا وہ شکر بھی ادا نہیں کرتا ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ جل جلالہ سے عرض کیا آپ نے مجھ پر بہت احسانات کئے ہیں مجھے ایسا طریقہ بتا دیجئے کہ میں آپ کا بہت شکر ادا کروں اللہ جل جلالہ نے ارشاد فرمایا کہ جتنا بھی تم میرا ذکر کرو گے اتنا ہی شکر ادا ہوگا۔ دوسری حدیث میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی یہ درخواست ذکر کی گئی ہے کہ یا اللہ تیری شان کے مناسب شکر کس طرح ادا ہو؟ اللہ جل جلالہ نے فرمایا کہ تمھاری زبان ہر وقت ذکر کے ساتھ تر و تازہ رہے۔

(۴۶) اللہ کے نزدیک پرہیزگار لوگوں میں زیادہ معزز وہ لوگ ہیں جو ذکر میں ہر وقت مشغول رہتے ہیں اس لئے کہ تقویٰ کا منتہا جنت ہے اور ذکر کا منتہا اللہ کی معیت ہے۔

(۴۷) دل میں ایک خاص قسم کی قساوت (سختی) ہے جو ذکر کے علاوہ کسی چیز سے بھی نرم نہیں ہوتی۔

(۴۸) ذکر دل کی بیماریوں کا علاج ہے۔

(۴۹) ذکر اللہ کے ساتھ دوستی کی جڑ ہے اور ذکر سے غفلت اس کے ساتھ دشمنی کی جڑ ہے۔

(۵۰) اللہ کے ذکر کے برابر کوئی چیز نعمتوں کو کھینچنے والی اور اللہ کے عذاب کو ہٹانے والی نہیں ہے۔

(۵۱) ذکر کرنے والے پر اللہ تعالیٰ کی صلوٰۃ (رحمت) اور فرشتوں کی صلوٰۃ (دعاء) ہوتی ہے۔

(۵۲) جو شخص یہ چاہے کہ دنیا میں رہتے ہوئے بھی جنت کے باغوں میں رہے وہ ذکر کی مجالس میں بیٹھے کیونکہ یہ مجالس جنت کے باغ ہیں۔

(۵۳) ذکر کی مجلسیں فرشتوں کی مجلسیں ہیں۔

(۵۴) اللہ جل شانہ ذکر کرنے والوں پر فرشتوں کے سامنے فخر کرتے ہیں۔

(۵۵) ذکر پر مداومت کرنے والا جنت میں ہنستا ہوا داخل ہوگا۔

(۵۶) تمام اعمال اللہ کے ذکر ہی کے واسطے مقرر کئے گئے ہیں۔

(۵۷) تمام اعمال میں وہی عمل افضل ہے جس میں ذکر کثرت سے کیا جائے، روزوں میں وہ روزہ افضل ہے جس میں ذکر کی کثرت ہو، حج میں وہ حج افضل ہے جس میں ذکر کی کثرت ہو، اسی طرح اور اعمال جہاد وغیرہ کا حکم ہے۔

(۵۸) یہ نوافل اور دوسری نفل عبادات کے قائم مقام ہے، چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ فقراء نے حضور ﷺ سے شکایت کی کہ یہ مالدار لوگ بڑے بڑے درجے حاصل کرتے ہیں، یہ روزے نماز میں ہمارے شریک ہیں اور اپنے مالوں کی وجہ سے حج، عمرہ اور جہاد میں ہم سے سبقت لے جاتے ہیں۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں تمھیں ایسی چیز بتاؤں جس سے کوئی شخص تم تک نہ پہنچ سکے مگر وہ شخص جو یہ عمل کرے، اس کے بعد حضور ﷺ نے ہر نماز کے بعد سبحان اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر پڑھنے کو

فرمایا اور آپ ﷺ نے اسے حج، عمرہ اور جہاد وغیرہ ہر عبادت کا بدل قرار دیا۔

(۵۹) ذکر دوسری عبادات کے لئے بڑا معین و مددگار ہے کہ اس کی کثرت سے ہر عبادت محبوب بن جاتی ہے اور عبادات میں لذت آنے لگتی ہے اور کسی عبادت میں بھی مشقت اور بار نہیں رہتا۔

(۶۰) ذکر کی وجہ سے ہر مشقت آسان بن جاتی ہے اور ہر دشوار چیز سہل بن جاتی ہے اور ہر قسم کے بوجھ میں خفت ہو جاتی ہے اور ہر مصیبت زائل ہو جاتی ہے۔

(۶۱) ذکر کی وجہ سے دل سے خوف و ہراس دور ہو جاتا ہے ڈر کے مقام پر اطمینان پیدا کرتا ہے۔

(۶۲) ذکر کی وجہ سے آدمی میں ایک خاص قوت پیدا ہوتی ہے جس کی وجہ سے ایسے کام اس سے صادر ہونے لگتے ہیں جو دشوار نظر آتے ہیں۔ حضور ﷺ نے اپنی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو جب انھوں نے چکی کی مشقت اور کاروبار کی دشواری کی وجہ سے ایک خادم طلب کیا تو سوتے وقت سبحان اللہ الحمد للہ ۳۳، ۳۳، مرتبہ اور اللہ اکبر ۳۴ مرتبہ پڑھنے کا حکم فرمایا اور یہ ارشاد فرمایا کہ یہ خادم سے بہتر ہے۔

(۶۳) آخرت کے لئے کام کرنے والے سب دوڑ رہے ہیں اور اس دوڑ میں ذاکرین کی جماعت سب سے آگے ہے۔ عمر مولی غفرہ سے نقل کیا گیا ہے کہ قیامت میں جب لوگوں کو اعمال کا ثواب ملے گا تو بہت سے لوگ اس وقت حسرت کریں گے کہ ہم نے ذکر کا اہتمام کیوں نہیں کیا کہ سب سے زیادہ سہل عمل تھا۔ ایک حدیث میں حضور ﷺ کا ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ مفرد لوگ آگے بڑھ گئے۔ صحابہ نے عرض کیا کہ مفرد لوگ کون ہیں؟ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ذکر پر مٹنے والے کہ ذکر ان کے بوجھوں کو ہلکا کر دیتا ہے۔

(۶۴) ذکر کرنے والے کی اللہ جل شانہ تصدیق کرتے ہیں اور اس کو سچا بتاتے ہیں اور جس شخص کو اللہ تعالی خود سچا بتائیں اس کا حشر جھوٹوں کے ساتھ نہیں ہو سکتا۔

حدیث میں آیا ہے کہ جب بندہ کہتا ہے: "لا الہ الا اللہ واللہ اکبر" تو حق تعالی شانہ فرماتے ہیں میرے بندے نے سچ کہا میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور میں سب سے بڑا ہوں۔

(۶۵) ذکر سے جنت میں گھر تعمیر ہوتے ہیں جب بندہ ذکر سے رک جاتا ہے تو فرشتے تعمیر سے رک جاتے ہیں، جب ان سے کہا جاتا ہے کہ فلاں تعمیر کو تم نے کیوں روک دیا تو وہ کہتے ہیں کہ اس تعمیر کا خرچ ابھی تک نہیں آیا ہے۔ جو شخص **سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم** سات مرتبہ پڑھے ایک گنبد اس کے لئے جنت میں تعمیر ہو جاتا ہے۔

(۶۶) ذکر جہنم کے لئے آڑ ہے اگر کسی بد عملی کی وجہ سے جہنم کا مستحق ہو جائے تو ذکر درمیان میں آڑ بن جاتا ہے اور جتنی ذکر کی کثرت ہوگی اتنی ہی پختہ آڑ ہوگی۔

(۶۷) ذکر کرنے والے کے لئے فرشتے استغفار کرتے ہیں۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا گیا کہ جب بندہ "**سبحان اللہ وبحمدہ**" یا "**الحمد للہ رب العالمین**" کہتا ہے تو فرشتے دعاء کرتے ہیں کہ اے اللہ اس کی مغفرت فرما۔

(۶۸) جس پہاڑ پر یا میدان میں اللہ کا ذکر کیا جائے وہ فخر کرتے ہیں۔ حدیث میں آیا ہے کہ پہاڑ دوسرے پہاڑ کو آواز دیکر پوچھتا ہے کہ کوئی ذکر کرنے والا آج تجھ پر سے گذرا ہے اگر وہ کہتا ہے گذرا ہے تو وہ خوش ہوتا ہے۔

(۶۹) ذکر کی کثرت نفاق سے بری ہونے کا اطمینان (سند) ہے کیونکہ اللہ جل شانہ نے منافقوں کی صفت یہ بیان کی ہے کہ "**لا یذکرون اللہ الا قلیلا**" نہیں ذکر کرتے اللہ کا مگر تھوڑا سا۔ کعب احبار سے نقل کیا گیا ہے جو کثرت سے اللہ کا ذکر کرے وہ نفاق سے بری ہے۔

(۷۰) تمام نیک اعمال کے مقابلہ میں ذکر کے لئے ایک خاص لذت ہے جو کسی

عمل میں بھی نہیں پائی جاتی اگر ذکر میں لذت کے سوا کوئی بھی فضیلت نہ ہوتی تو یہی چیز اس کی فضیلت کے لئے کافی تھی۔ مالک بن دینار کہتے ہیں کہ لذت پانے والے کسی چیز میں بھی ذکر کے برابر لذت نہیں پاتے۔

(۷۱) ذکر کرنے والوں کے چہرہ پر دنیا میں رونق اور آخرت میں نور ہوگا۔

(۷۲) جو شخص راستوں میں، گھروں میں، سفر میں، حضر میں کثرت سے ذکر کرے قیامت میں اس کے گواہی دینے والے کثرت سے ہوں گے۔ حق تعالیٰ قیامت کے دن کے بارے میں فرماتے ہیں: "یومئذ تحدث أخبارها" اس دن زمین اپنی خبریں بیان کرے گی۔ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جانتے ہو اس کی خبریں کیا ہیں؟ صحابہؓ نے لاعلمی ظاہر کی تو حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس مرد وعوت نے جو کام زمین پر کیا ہے وہ بتائے گی کہ فلاں دن فلاں وقت مجھ پر یہ کام کیا ہے - نیک ہو یا بد- اس لئے مختلف جگہوں میں کثرت سے ذکر کرنے والوں کے گواہ بھی زیادہ ہوں گے۔

(۷۳) زبان جتنی دیر ذکر میں مشغول رہے گی لغویات، جھوٹ اور غیبت وغیرہ سے محفوظ رہے گی اس لئے کہ زبان چپ تو رہتی ہی نہیں یا ذکر اللہ میں مشغول ہوگی ورنہ لغویات میں۔ اسی طرح دل کا حال ہے کہ اگر وہ اللہ کی محبت میں مشغول نہ ہوگا تو مخلوق کی محبت میں مبتلا ہوگا۔

(۷۴) شیاطین آدمی کے کھلے دشمن ہیں اور ہر طرح سے اس کو وحشت میں ڈالتے رہتے ہیں اور ہر طرف سے اس کو گھیرے رہتے ہیں جس شخص کا یہ حال ہو کہ ہر وقت اس کے دشمن اس کا محاصرہ کئے رہتے ہوں اس کا جو حال ہوگا ظاہر ہے اور دشمن بھی ایسے کہ ہر ایک ان میں سے یہ چاہے کہ جو تکلیف بھی پہنچا سکوں پہنچاؤں۔ ان لشکروں کو ہٹانے والی ذکر کے علاوہ اور کوئی چیز نہیں۔ بہت سی احادیث میں بہت سی دعائیں آئی ہیں جن کے پڑھنے سے شیطان قریب بھی نہیں آتا اور سوتے وقت پڑھنے سے رات بھر حفاظت رہتی ہے۔ حافظ ابن قیم نے بھی ایسی متعدد دعائیں ذکر کی ہیں۔

ان کے علاوہ مصنف نے چھ نمبروں میں انواع ذکر کا تفاضل اور ذکر کی بعض کلی فضیلتیں ذکر کی ہیں اور اس کے بعد پچھتر فصلیں خصوصی دعاؤں میں، جو خاص خاص اوقات میں وارد ہوئی ہیں ذکر کی ہیں، جن کو اختصار کی وجہ سے چھوڑ دیا گیا ہے کہ توفیق والے کے لئے جو ذکر کیا گیا ہے یہ بھی کافی سے زیادہ ہے اور جس کو توفیق نہیں ہے اس کے لئے ہزار ہا فضائل بیکار ہیں۔

"وما توفيقي الا بالله عليه توكلت وإليه أنيب"

رسالہ ذکر اللہ ص ۷۰

فضائل اعمال ص ۴۴۳

الوابل الصیب (ذکر اللہ وفوائدہ) ا/ ۱۱۷

انبیاء علیہم السلام اور ذکر اجتماعی وجہری

(۱) حضرت داود علیہ السلام کا ذکر اجتماعی وجہری:

قال الله تعالی :

(۱) انا سخرنا الجبال معه يسبحن بالعشي والاشراق والطير محشورة كل له اوّاب ".(۱)

(۲) وسخرنا مع داؤد الجبال يسبحن والطير. (۲)

ترجمہ: (۱) ہم نے پہاڑوں کو حکم کر رکھا تھا کہ ان کے ساتھ شریک ہو کر صبح وشام تسبیح کیا کریں اور اسی طرح پرندوں کو بھی یہی حکم دے رکھا تھا جو کہ تسبیح کے وقت ان کے پاس جمع ہو جاتے تھے اور سب ان کی تسبیح کی وجہ سے مشغول ذکر رہتے۔

ترجمہ: (۲) ہم نے حضرت داود علیہ السلام کے ساتھ تابع کر دیا تھا پہاڑوں کو کہ ان کی تسبیح کے ساتھ وہ بھی تسبیح کیا کرتے تھے اور اسی طرح پرندوں کو بھی۔

بیان القرآن میں ہے:

يوخذ منه امران الأول الإجتماع على الذكر تنشيطا للنفس وتقوية للهمة وتعاكس بركات الجماعة من بعض على بعض " (۳)

معارف القرآن میں ہے:

حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے ایک لطیف توجیہ فرمائی ہے کہ پہاڑوں اور پرندوں کی

---

(۱) سورۃ ص، الآیة: ۱۸، ۱۹۔

(۲) سورۃ الأنبیاء، الآیة: ۷۹۔

(۳) بیان القرآن ۳: ۳۸۔

تسبیح سے ذکر وشغل کا ایک خاص کیف پیدا ہو گیا تھا جس سے عبادت میں نشاط اور تازگی وہمت پیدا ہوتی ہے اور اجتماعی ذکر کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ ذکر کی برکتوں کا ایک دوسرے پر انعکاس ہوتا رہتا ہے۔ صوفیائے کرام کے یہاں ذکر وشغل کا ایک خاص طریقہ معروف ہے جس میں ذکر کرتے ہوئے یہ تصور کیا جاتا ہے کہ پوری کائنات ذکر کر رہی ہے۔ اصلاح باطن اور شوق عبادت میں اس طریقہ کی عجیب تاثیر ہے۔ اس آیت سے اس طریقہ ذکر کی بنیاد بھی مستنبط ہوتی ہے۔(۱)

تفسیر مظہری میں ہے:

محشورة أى مجتمعة اليه من كل جانب تسبح معه كل أى كل واحد من الجبال والطير له اواب اى رجاع الى التسبيح بتسبيحه والفرق بينه وبين ما قبله انه يدل على المرافقة في التسبيح وهذا على المداومة عليها ".(۲)

تفسیر ابوالسعود میں ہے:

يسبحن أى يقدسن الله عزوجل معه بصوت يتمثل له أو يخلق الله تعالى فيها الكلام". (۳)

روح المعانی میں ہے:

(يسبحن) يقدسن الله تعالى بلسان القال كما سبح الحصا فى كف رسول الله ﷺ وسمعه الناس، وكان عند الأكثرين يقول: سبحان الله تعالى، وكان داؤد عليه السلام وحده يسمعه على ماقاله يحيىٰ بن سلام، وقيل : يسمعه كل أحد ". (۴)

---

(۱) معارف القرآن ۷/ ۴۹۶۔

(۲) تفسیر مظہری ۸/ ۱۶۰۔

(۳) تفسیر ابو السعود ۴/ ۲۵۰۔

(۴) روح المعانی ۱۷/ ۷۶۔

احکام القرآن میں ہے:

(وسخرنا مع داؤد الجبال یسبحن) قال وهب: كان داؤد يمر بالجبال مسبحا والجبال تجاوبه بالتسبيح وكذالك الطير. وقيل كان داؤد إذا وجد فترة أمر الجبال فسبحت حتى يشتاق.(١)

مطلب یہ ہے کہ پہاڑوں کی تسبیح آواز بازگشت نہیں تھی بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے کلام پیدا فرمایا تھا جو ذکر اجتماعی اور جہری کے لئے معاون بنا تھا۔

فائدہ: ان آیات اور تفاسیر سے پتہ چلتا ہے کہ داود علیہ السلام کا ذکر پہاڑوں اور پرندوں کے ساتھ یہ ذکر اجتماعی اور جہری تھا۔

(۲) حضرت یونس علیہ السلام اور ذکر جہری:

قال الله تعالى: وذا النون اذ ذهب مغاضبا فظن ان لن نقدر عليه فنادى في الظلمت ان لا اله الا انت سبحنك انى كنت من الظلمين".(٢)

ترجمہ: مچھلی والے نبی جب قوم سے ناراض ہو کر چلے گئے اور گمان کیا کہ ہم ان پر تنگی نہیں ڈالیں گے تو اندھیروں میں اپنے رب کو پکارا۔

فائدہ: حضرت یونس علیہ السلام نے بلند آواز سے اللہ کا ذکر کیا جس میں ضمناً دعا بھی ہے۔

ندا بلند آواز سے پکارنے کو کہتے ہیں۔

المعجم الوسیط میں ہے:

"نادى الشئ مناداة ونداء فلانا دعاه وصاح بأرفع الأصوات" (٣)

(١) تفسير قرطبي ١١/ ٢١٢۔
(٢) سورة الأنبياء، الآية ٨٧۔
(٣) معجم الوسيط ص ٩١٢۔

القاموس الوحید میں ہے:

" نادى فلانا : زور سے پکارنا آواز دینا۔(١)

مصباح اللغات میں ہے: نادى الرجل : پکارنا۔(٢)

لغات کی عبارات سے پتہ چلتا ہے کہ نادی کے معنی بلند آواز سے پکارنا ہے۔

(۳) حضرت ایوب علیہ السلام اور ذکر جہری:

قال الله تعالى: " وايوب اذ نادى ربه انى مسنى الضر وانت ارحم الراحمين". (٣)

ترجمہ: اور حضرت ایوب علیہ السلام کے قصہ کا تذکرہ کیجئے جب انھوں نے اپنے رب کو پکارا کہ مجھ کو یہ تکلیف پہنچ رہی ہے اور آپ سب مہربانوں سے زیادہ مہربان ہیں۔

فائدہ: حضرت ایوب علیہ السلام نے اپنے رب کو پکارا اس میں دعا ہے اور ذکر جہری بھی ہے۔ وانت ارحم الراحمين اس کا قرینہ ہے۔

(۴) حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر اجتماعی:

" كى نسبحك كثيرا ونذكرك كثيرا " (٤)

ترجمہ: تاکہ ہم مل کر آپ کی خوب کثرت سے پاکی بیان کریں اور آپ کا خوب کثرت سے ذکر کریں۔

معارف القرآن میں ہے:

یعنی حضرت ہارون علیہ السلام کو وزیر اور شریک نبوت بنانے کا فائدہ یہ ہوگا کہ ہم کثرت سے آپ کی تسبیح و ذکر کیا کریں گے۔ یہاں یہ سوال ہو سکتا ہے کہ تسبیح و ذکر ایسی چیز ہے کہ ہر انسان تنہا بھی جتنا چاہے کر سکتا ہے اس کے لئے کسی ساتھی کے عمل کا

(١) القاموس الوحيد ٢/ ١٦٢٨۔ (٢) مصباح اللغات ص ٨٦٥
(٣) سورة الأنبياء، الآية ٨٣ (٤) سوره طه، الآية: ٣٣

کیا دخل؟ لیکن غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ذکر وتسبیح میں سازگار ماحول اور اللہ والے ساتھیوں کا بڑا دخل ہوتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص ذکر اللہ میں مشغول رہنا چاہے اس کو سازگار ماحول کی بھی تلاش کرنا چاہیے۔ یاد رہے کہ یہاں تسبیح عام ہے سری اور جہری دونوں کو شامل ہے۔(١)

فائدہ: اس آیت کریمہ سے اجتماعی ذکر کا ثبوت ملتا ہے۔

(١) معارف القرآن ٦/٧٩۔

ذکر جہری کا ثبوت قرآن واحادیث کی روشنی میں

فاذا قضيتم مناسككم فاذكروا الله كذكركم آبائكم أو أشد ذكراً. (١)

ترجمہ: پھر جب تم حج کے اعمال پورے کر چکو تو اللہ کا ذکر کیا کرو جس طرح تم اپنے آباء واجداد کا ذکر کیا کرتے ہو بلکہ اللہ کا ذکر اس سے بھی بڑھ کر ہونا چاہیے۔

فائدہ: اس آیت کریمہ سے واضح ہوتا ہے کہ ذکر اللہ جہراً ہونا چاہیے، کیونکہ جاہلیت میں آباء واجداد کا تذکرہ فخریہ اور علانیہ کرتے تھے سراً یا چھپ کر یا دل دل میں نہیں کرتے تھے۔

چنانچہ تفسیر قرطبی میں ہے:

كانت عادة العرب إذا قضت حجها تقف عند الجمرة ، فتفاخر بالآباء ، تذكر أيام أسلافها من بسالة و كرم ، وغير ذلک ، حتى ان الواحد منهم ليقول: اللهم إن أبى كان عظيم القبة ، عظيم الجفنة، كثير المال ، أعطنى مثل ما أعطيته ، فلا يذكر غير أبيه، فنزلت الآية ليلزموا أنفسهم ذكر الله أكثر من التزامهم ذكر آبائهم أيام الجاهلية . هذا قول جمهور المفسرين . (٢)

ترجمہ: جب عرب کے لوگ حج پورا کرتے تھے تو جمرہ کے پاس کھڑے ہو کر آباء واجداد کے مناقب ذکر کرتے تھے۔ ایک ان میں سے کہتا تھا میرے باپ کے مکان کا

(١) سورۃ البقرۃ، الآیۃ: ٢٠٠۔

(٢) تفسیر قرطبی ٢/٢٨٥۔

گنبد اونچا تھا، اس کے کھلانے کا برتن بڑا تھا، مال زیادہ تھا مجھے ان جیسی نعمتیں دیدے۔ تو صرف اپنے والد کو یاد کرتا تھا۔ تو آیت نازل ہوئی اور یہ بتلایا کہ اپنے آباء واجداد سے اللہ تعالیٰ کا ذکر زیادہ کرلیا کرو۔ جمہور مفسرین نے یہی کہا ہے۔

الفتوحات الالٰہیہ میں ہے:

(قوله كذكركم آباء كم) فقد كانت العرب إذا فرغوا من حجهم وقفوا بمنى وقيل عند البيت فيذكرون فضائل آبائهم ومناقبهم فيقول أحدهم كان أبي كبير الجفنة يقرى الضيف وكان كذا وكذا فيعدد مناقبه ويتناشدون في ذلك الأشعار ويتكلمون بالمنثور والمنظوم من الكلام الفصيح وغرضهم بذلك الشهرة والسمعة والرفعة فلما من الله عليهم بالإسلام أمرهم أن يكون ذكرهم لله لا لآبائهم. (١)

ترجمہ: جب عرب حج سے فارغ ہو جاتے تھے تو منیٰ میں اور بعض کہتے ہیں کہ بیت اللہ کے پاس کھڑے ہو جاتے تھے اور اپنے آباء واجداد کے مناقب وخوبیاں ذکر کرتے تھے۔ کوئی کہتا تھا میرے والد کے کھلانے کے برتن بڑے تھے، مہمانوں کو کھلاتے تھے اور ایسے تھے ویسے تھے۔ ان کی غرض شہرت وریاکاری اور سربلندی تھی۔ جب اللہ تعالیٰ نے ان کو اسلام سے مشرف کیا تو ان کو حکم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کریں آباء واجداد کا ذکر نہ کریں۔

قال الله تعالى: "ومن اظلم ممن منع مساجد الله أن يذكر فيها اسمه" (٢)

جو لوگ مساجد میں ذکر اللہ سے روکتے ہیں۔ ان کو جہری سے پتہ چلا کہ ذکر ہو رہا ہے تو اس میں جہر بالذکر کی طرف اشارہ ہے۔ (٣)

(١) الفتوحات الالٰهية ١٦١/١۔

(٢) سورة البقرة، الآية: ١١٤۔

(٣) امداد الفتاوى ١٥٢/٥، فتاوى عثمانى ٢٩٠/١۔

قال تعالى: " واذكر ربك في نفسك تضرعا وخيفة ودون الجهر" الآية. (١)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اپنے رب کو اپنے جی میں یاد کیا کرو عاجزی سے اور خوف سے اور زیادہ پکار کر نہیں۔

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ نے تالیفات رشیدیہ میں اس آیت کریمہ کو ذکر جہری پر محمول فرمایا ہے، چنانچہ فرماتے ہیں دون الجہر بھی جہر ہے کہ ادنیٰ درجہ ہے۔ (٢)

وذا النون اذ ذهب مغاضبا فظن ان لن نقدر عليه فنادى في الظلمت ان لا اله الا انت سبحنك انى كنت من الظلمين". (٣)

مچھلی والے نبی جب قوم سے ناراض ہو کر چلے گئے اور گمان کیا کہ ہم ان پر تنگی نہیں ڈالیں گے تو اندھیروں میں اپنے رب کو پکارا۔

فائدہ: حضرت یونس علیہ السلام نے بلند آواز سے اللہ کا ذکر کیا جس میں ضمنا دعاء بھی ہے۔ ندا بلند آواز سے پکارنے کو کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: " **ان الذين ينادونك من وراء الحجرات اكثرهم لا يعقلون** ". (٤)

ترجمہ: جو لوگ حجرے کے باہر سے آپ ﷺ کو پکارتے ہیں ان میں اکثروں کو عقل نہیں ہے۔

(۴۱) قال أبو داود: حدثنا محمد بن حاتم بن بزيع نا أبو نعيم عن محمد بن مسلم عن عمرو بن دينار قال اخبرني جابر بن عبد الله

(١) سورة الأرعاف، الآية: ٢٠٥۔

(٢) تاليفات رشيديه، ص ٢١٩۔

(٣) سورة الأنبياء، الآية: ٨٧۔

(٤) سورة الحجرات، الآية ٤۔

أو سمعت جابر بن عبد الله قال : " رأى ناس نارا في المقبرة فاتوها فاذا رسول الله ﷺ في المقبرة واذا هو يقول : ناولوني صاحبكم واذا هو الرجل الذي كان يرفع صوته بالذكر ". (١)

(٤٢) قال الإمام البيهقي : أخبرنا أبو عبد الله الحافظ حدثنا أبو العباس محمد بن يعقوب حدثنا احمد بن عبد الحميد الحارثي حدثنا اسحاق بن منصور السلولي حدثنا محمد بن مسلم الطائفي عن عمرو بن دينار عن جابر: " ان رجلا كان يرفع صوته بالذكر فقال

(١) أخرجه أبو داود ٢/١٥٤ ، في الجنائز باب دفن الليل - ورجاله ثقات -
- محمد بن حاتم بزيع - قال النسائي : ثقة ، قال الذهبي : ثقة ، قال في التقريب: ثقة
- أبو نعيم فضل بن دكين وهو لقب، اسمه عمرو بن حماد الملائي الكوفي - قال يعقوب بن شيبة : ثقة ، ثبت صدوق ، قال أبو زرعة الدمشقي قال احمد بن صالح : مارأيت محدثا أصدق من أبي نعيم - قال على بن المديني : أبو نعيم من الثقات، قال أبو حاتم: ثقة، قال العجلي: كوفي ثقة ،ثبت في الحديث ، قال احمد : قال يحيىٰ وعبد الرحمن : أبو نعيم الحجة، الثبت -
- محمد بن مسلم الطائفي يعد في المكيين - قال يحيىٰ بن معين: ثقة لا بأس به - قال البخاري: قال ابن مهدي: كتبه صحاح - قال أبو داود : ليس به بأس - قال العجلي ثقة - قال يعقوب بن سفيان: ثقة لا بأس به ، قال النووي وسنده على شرط الشيخين - عمدة القاري ١٢١/٨ ، وقال الأندلسي في تحفة المحتاج - رواه أبو داود فاسناد على شرط الصحيح لا جرم -
- والحاكم في المستدرك ٢/٣٤٥، وقال: هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه - واقره الذهبي أيضا ١/٣٦٨ في الجنائز باب فضيلة رفع الصوت بالذكر وصححه ، والبيهقي في شعب الإيمان ٢/٤٧٧ ، فصل في إدامة ذكر الله عزوجل ، وعلى حاشيته قال إسناده حسن - وأبو نعيم في الحلية ٣/٣٥١، سنن البيهقي الكبرى ٤/٣١، شرح المعاني الآثار ١/٣٤٤، باب الدفن بالليل - المعجم الكبير ٢/١٨٢ عن جابر بن عبد الله بن عمرو حزام بن ثعلبة والترمذي من حديث ابن عباس وقال حديث ابن عباس حديث حسن ١/٢٠٤، باب ما جاء في الدفن بالليل -

رجل: لو أن هذا خفض من صوته فقال رسول الله ﷺ : فانه اواه ، قال: فمات فرأى رجل نارا في قبره فاتاه فاذا رسول الله ﷺ فيه وهو يقول هلموا صاحبكم فاذا هو الرجل الذي كان يرفع صوته بالذكر". (١)

(٤٣) قال البيهقي رحمه الله تعالى : أخبرنا أبو زكريا بن اسحاق أخبرنا أبو عبد الله محمد بن يعقوب حدثنا أبو أحمد محمد بن عبدالوهاب أخبرنا جعفر بن عون أخبرنا هشام بن سعد عن زيد بن أسلم قال ابن الأدرع كنت أحرس رسول الله ﷺ ليلة فخرج رسول الله ﷺ فأخذ بيده فانطلقت معه فمر برجل في المسجد يصلي رافعا صوته قلت يا رسول الله عسى أن يكون هذا مرائيا قال: لا ولكنه أواه ، قال: فذهبت بعد ذلك انظر من هو فإذا هو عبد الله ذو النجادين ، قال أبو أحمد : إنما هو البجادين .(٢)

(٤٤) قال الإمام البيهقي رحمه الله تعالى: أخبرنا عبد الخالق بن على المؤذن أخبرنا أبو بكر بن خنب حدثنا محمد بن اسماعيل الترمذي حدثني ايوب بن سليمان حدثني أبو بكر بن أبي أويس عن سليمان بن بلال عن أبي عبد العزيز الربذي عن سعيد بن أبي سعيد عن ابن الأدرع الأسلمي قال :" جئت ليلة أحرس رسول الله ﷺ فإذا أنا

(١) أخرجه البهقي في شعب الإيمان ٢/٤٧٧ ، فصل في إدامة ذكر الله عزوجل وعلى هامشه إسناده حسن- والحاكم في المستدرك ١/٣٦٨، في الجنائز فضيلة رفع الصوت بالذكر- قال الذهبي : هكذا رواه اسحاق السلولي - وقال ابن حجر في تهذيب التهذيب ١/٢٢٧، قال ابن معين : ليس به باس - قلت: قال العجلي كوفي ثقة -
(٢) أخرجه البيهقي في شعب الإيمان ٢/٤٧٣، وعلى هامشه إسناده ، رجاله ثقات - وأحمد في مسنده ج٤/٣٣٧ من حديث ابن ادرع - ومجمع الزوائد ٩/٣٦٩، باب ما جاء في عبد الله بن أبي البجادين ، وقال الهيثمي : رواه أحمد ورجاله رجال الصحيح -

بعبد الله ذی البجادين يقرأ فی المسجد عالية قراء ته، قال: فخرج علی رسول الله ﷺ فقلت: يا رسول الله ﷺ بأبی أنت وأمی أمراء هذا ؟ قال : معاذ الله هذا عبد الله ذو البجادين ، قال : ثم توفی بالمدينة فلما رفع نعشه ، قال رسول الله ﷺ : ارفقوا به رفق الله عليه، ثم حضر حفرته فقال : وسعوا له وسع الله عليه، قال بعض أصحاب رسول الله ﷺ : أحزنت به يا رسول الله ؟ قال: انه يحب الله ورسوله ". (١)

ان دونوں احادیث میں نماز میں قرائت کو بلند آواز سے پڑھنے کا ذکر ہے لیکن یاد رہے کہ ذکر کے اقسام میں قرآن کریم بھی شامل ہے جیسے: إنا نحن نزلنا الذكر (٢) میں ذکر سے قرآن مراد ہے۔ والقرآن ذی الذکر (٣) میں قرآن کو ذکر والا کہا گیا۔ وهذا ذکر مبارک انزلناه (٤) میں قرآن کو ذکر کہا گیا۔ نیز ومن اعرض عن ذکری (٥) میں بھی ذکر سے مراد قرآن ہے تو جب ذکر کی ایک قسم قرآن کو جہرا پڑھ سکتے ہیں تو ذکر کی دوسری قسم کلمہ طیبہ وغیرہ کیوں جہرا نہیں پڑھ سکتے جبکہ ذکر ہونے میں دونوں برابر ہیں اور بیہقی میں عقبہ بن عامر کی روایت سے اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ ذکر عام ہے قرآن وغیر قرآن دونوں کو شامل ہے۔

(٤٥) قال الإمام البيهقی : أخبرنا أبو عبد الله الحافظ حدثنا

---

(١) أخرجه البيهقي في شعب الإيمان ٢/٤٧٥۔ وابن ماجة ص ١١٢، في الجنائز ۔ مصباح الزجاجة ١/٤٠٥ رقم ١٥٥٩۔ قال فيه بعد ذكر الحديث اسناد حديثه ضعيف لضعف موسى بن عبيدة الربذي - رواه أبو بكر بن أبي شيبة في مسنده بتمامه هكذا وله شاهد من حديث هشام بن عامر رواه أصحاب السنن الأربعة۔

(٢) سورة الحجر، الآية :٩۔

(٣) سورة ص، الآية :١۔

(٤) سورة الأنبياء، الآية :٥٠۔

(٥) سورة طه، الآية :١٤۔

أبو العباس محمد بن يعقوب حدثنا محمد بن اسحاق حدثنا سعيد بن أبی مريم عن ابی لهيعة حدثنی الحارث بن يزيد عن علی بن رباح عن عقبة بن عامر ان رسول الله ﷺ قال لرجل يقال له ذو البجادين :" انه اواه وذلک انه كان يكثر ذكر الله بالقرآن والدعاء ". (١)

ذکر کردہ احادیث کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک صحابی حضرت عبداللہ ذوالبجادین مسجد میں بلند آواز سے ذکر کرتے تھے ایک مرتبہ آپ کا گذر مسجد سے ہوا آپ ﷺ کے ساتھ ابن الادرع تھے انھوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ یہ شخص ریا کار ہوسکتا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا معاذ اللہ (اللہ کی پناہ) یہ تو عبداللہ ذوالبجادین ہے یہ تو اواہ ہے (گڑگڑانے والے ہیں) نیز ایک مرتبہ ایک شخص نے کہا کہ کاش یہ شخص اپنی آواز پست کرے آپ ﷺ نے فرمایا یہ تو اواہ ہے جب ان کا انتقال ہوا تو کچھ لوگوں نے قبرستان میں چراغ روشن دیکھے جب وہاں جاکر دیکھا تو آپ ﷺ قبر میں اترے ہوئے ہیں اور فرمارہے ہیں لاؤ اپنے ساتھی کو مجھے پکڑادو اور نرمی کرو اللہ تعالی نے ان پر نرمی کا معاملہ فرمایا ہے، جب قبر کھودی گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا وسعت رکھو اللہ نے وسعت فرمائی بعض نے عرض کیا آپ کو غم ہوا اس کی وفات کی وجہ سے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اس لئے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتے تھے۔ صحابی کہتے ہیں نعش کو جب دیکھا تو وہی صحابی تھے جو مسجد میں بلند آواز سے ذکر کرتے تھے۔

فائدہ: حضرت عبداللہ ذوالبجادین کا واقعہ ایمان افروز واقعہ ہے اس سے عبرت ملتی ہے اور تمام مسائل بھی حل ہوجاتے ہیں کہ مسجد میں ذکر جہری کرتے تھے اور آپ ﷺ نے ان کی تعریف فرمائی لہذا مسجد میں ذکر جہری کرنے میں کوئی شک وشبہ نہیں رہتا بلکہ یہ حضرات قابل تعریف اور قابل رشک ہیں۔

---

(١) أخرجه البيهقي في شعب الإيمان ٢/٤٧٥، وأحمد في مسنده ٤/١٥٩، والهيثمي في مجمع الزوائد ٩/٣٦٩، وقال: رواه أحمد والطبراني وإسناده حسن۔ معجم الكبير للطبراني ١٧/٢٩٥۔

(۴۶) قال الحاكم : أخبرني عبدالله بن موسى نا محمد بن ايوب انبأ أحمد بن عيسى وحدثنا محمد بن صالح ثنا محمد بن اسمعيل ثنا أبو طاهر قالوا ثنا عبد الله بن وهب قال واخبرني عمرو بن الحارث: ان دراجا ابا السمح حدثه عن أبي الهيثم عن أبي سعيد الخدري : " أن رسول الله ﷺ قال أكثروا ذكر الله حتى يقولوا مجنون ".(۱)

فیض القدیر میں ہے:

وأخذ المؤلف من هذا الحديث ونحوه أن ماعتاده الصوفية من عقد حلق الذكر والجهر به في المساجد ورفع الصوت بالتهليل لاكراهة فيه ذكره في فتاوى الحديثية قال : وقد وردت أخبار تقتضي ندب الجهر بالذكر وأخبار تقتضي الاسراء به والجمع بينهما ان ذلك يختلف باختلاف الاحول والاشخاص كما جمع النووي به بين الأحاديث الواردة بندب الجهر بالقراءة والواردة بندب الاسراء بها.(۲)

مذکورہ تشریح کا خلاصہ یہ ہے کہ اس حدیث اور ان جیسی احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ صوفیہ حضرات کے یہاں جو ذکر کے حلقے لگتے ہیں اور مساجد میں ذکر اجتماعی کی مجلس لگتی ہیں نیز لا الہ الا اللہ کے ورد میں آواز بلند کرتے ہیں (یعنی ذکر جہری کرتے ہیں) اس میں کوئی کراہت نہیں بلکہ بہت ساری احادیث سے ذکر جہری کا استحباب ثابت ہوتا ہے۔

---

(۱) أخرجه الحاكم في مستدركه ۱/۴۹۹۔ وأخرجه أحمد عن أبي سعيد، مسند احمد ۳/۶۸ وكذا ۳/۷۱۔ وابن السني في عمل اليوم والليلة، رقم ٤، وابن عدي في الكامل في الضعفاء ۳/۹۸۰، بيهقي في شعب الايمان ۲/۴۲۱ فصل في إدامة ذكر الله عزوجل۔ وأبو يعلى في مسنده ۲/۱۳۰، رقم ۱۳۷۱۔ والهيثمي في مجمع الزوائد ۱۰/۷۵ عن أبي سعيد رواه أحمد وأبو يعلى وفيه دراج وقد ضعفه جماعة وضعفه غير واحد وبقية رجال أحد اسنادي أحمد ثقات۔

(۲) فيض القدير ۲/۸٤۔

(۴۷) قال الطبراني : حدثنا عبد الله بن أحمد ثنا عقبة بن مكرم العمي ثنا سعيد بن سفيان الجحدري ثنا الحسن بن أبي جعفر عن عقبة بن أبي ثبيت الراسي عن أبي الجوزاء قال: قال رسول الله ﷺ "اكثروا ذكر الله حتى يقول المنافقون انكم تراؤن ".(۱)

فضائل اعمال میں ہے:

فائدہ: اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ منافقوں یا بے وقوفوں کے ریاکار کہنے یا مجنون کہنے سے ایسی بڑی دولت چھوڑنا نہ چاہیے بلکہ اس کو کثرت اور اہتمام سے کرنا چاہیے کہ یہ لوگ تم کو پاگل سمجھ کر تمہارا پیچھا چھوڑ دیں۔ اور مجنون جب ہی کہا جائے گا جب نہایت کثرت سے اور زور سے ذکر کیا جائے آہستہ میں یہ بات نہیں ہو سکتی۔

(۴۸) قال الحاكم : حدثنا أبو بكر بن اسحاق انبا اسمعيل بن عياش عن راشد بن شداد بن داود عن يعلى بن شداد قال حدثني أبي شداد بن اوس وعبادة بن الصامت حاضر يصدقه قال: انا لعند رسول الله ﷺ اذ قال : هل فيكم غريب (يعني اهل الكتاب) قلنا لا يا رسول الله فامر بغلق الباب فقال ارفعوا ايديكم فقولو لا اله الا الله فرفعنا ايدينا ساعة ثم وضع رسول الله ﷺ يده ثم قال الحمد لله اللهم انك بعثتني بهذه الكلمة وامرتني بها ووعدتني عليها الجنة انك لا تخلف الميعاد، قال: "ابشروا فان الله قد غفر لكم ." (۲)

---

(۱) المعجم الكبير للطبراني ۱۲/۱۶۹/۱۲۷۸۶، كتاب الزهد عبد الله بن مبارك رقم ۱۰۲۲، وعند احمد في زهده (۱۰۸)۔ أبو نعيم في الحلية ۳/۸۰۱۔ مجمع الزوائد ۱۰/۷۶، وقال الهيثمي : رواه الطبراني وفيه الحسن بن أبي جعفر الجفري وهو ضعيف۔

(۲) رواه الحاكم ۱/۵۰۱، وقال : حان اسماعيل بن عياش يغرب من الحديث قبل هذا باب احد ائمة اهل العلم الشام وقد نسب الى سوء الحفظ وانا على شرطي في امثاله، وقال الذهبي راشد ضعفه الدار قطني وغيره ووثقه دحيم۔ مسند بزار ۷/۱۵۷/۸۰۸، ۴۰۸۔ مسند الشاميين ۲۱/۱۵۷۔

خلاصہ: ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ نے دریافت فرمایا تم میں کوئی کتابی (غیر مسلم) ہے؟ صحابہ نے عرض کیا نہیں۔ پھر آپ ﷺ نے حکم دیا دروازہ بند کرنے کا اور فرمایا ہاتھ اٹھاؤ اور لا الہ الا اللہ پڑھو۔ صحابہ نے ہاتھ اٹھائے اور کچھ دیر ذکر کیا پھر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں اے اللہ! بے شک تو نے مجھے اس کلمہ کو لیکر بھیجا اور اس کا حکم دیا اور اس کلمے پر جنت کا وعدہ کیا بے شک تو وعدہ خلافی سے پاک ہے، پھر ارشاد فرمایا خوشخبری حاصل کرو بے شک اللہ تعالی نے تمھاری مغفرت فرمادی۔

(فیض القدیر میں علامہ مناوی نے اس حدیث کو جہر پر محمول فرمایا ہے۔(۱))

فائدہ: اس حدیث میں نبی پاک ﷺ نے بنفس نفیس صحابہ سے فرمایا: **قولوا لا الہ الا اللہ** (یہ مطلق ہے اور ذکر جہری اس سے مستفاد ہوتا ہے۔) پھر صحابہ کو مغفرت کی خوشخبری سنائی اس سے بخوبی ذکر جہری کی فضیلت واضح ہوتی ہے۔

(۴۹) عن أنس : ان رسول الله ﷺ غزا خيبر قال فصلينا عندها صلوة الغداة بغلس فركب نبي الله ﷺ إلى قوله – **فلما دخل القرية قال الله أكبر خربت خيبر انا اذا نزلنا بساحة قوم فساء صباح المنذرين قالها ثلاث مرات .** (۲)

خلاصہ: حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ نے غزوہ خیبر فرمایا تو خیبر کے قریب صبح کی نماز پڑھنے کے بعد حضور ﷺ بستی میں تشریف لے گئے اور تین مرتبہ بلند آواز سے تکبیر یعنی اللہ اکبر پڑھا اور فرمایا خیبر برباد ہوا۔

(۵۰) عن عبد الله قال : قال لنا رسول الله ﷺ : " اما ترضون ان تكونوا ربع اهل الجنة قال فكبرنا قال اما ترضون ان تكونوا ثلث

(۱) فیض القدیر [illegible]۔

(۲) مسلم [illegible]، ترمذی ۲/[illegible] باب ما جاء في صفة ابواب اهل الجنة۔ مسند احمد [illegible]۔

اهل الجنة ؟ قال فكبرنا ". الخ (۱)

خلاصہ: حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں نبی پاک ﷺ نے ہم سے فرمایا کیا تم راضی نہ ہو کہ تم جنتیوں کا چوتھائی حصہ ہو؟ صحابی فرماتے ہیں ہم نے اللہ اکبر کہا پھر حضور ﷺ نے فرمایا کیا تم راضی نہ ہو کہ تم اہل جنت کے تہائی ہو؟ تو پھر صحابہ نے اللہ اکبر کہا۔

(۵۱) عن البراء قال كان النبي ﷺ ينقل التراب يوم خندق حتى اغمر او اغبر بطنه يقول ، والله لو لا الله مااهتدينا . ولا تصدقنا ولا صلينا . فانزلن سكينة علينا . وثبت الاقدام ان لاقينا . ان الاولى قد بغوا علينا . اذا ارادو فتنة أبينا . ورفع بها صوته أبينا أبينا ".(۲)

خلاصہ: نبی کریم ﷺ غزوہ خندق کے موقع پر مٹی منتقل فرمارہے تھے آپ کا پیٹ مبارک گرد آلود ہوگیا تھا اور آپ یہ اشعار پڑھ رہے تھے اگر اللہ ہم کو ہدایت نہ دیتے تو ہم ہدایت یافتہ نہ ہوتے، نہ ہم صدقہ کرتے نہ ہم نماز پڑھتے۔ اے اللہ ہم پر رحمت وسکون نازل فرما جب دشمنوں سے مڈھ بھیڑ ہو تو ہمارے قدم جما دے۔ کفار نے

(۱) بخاری ۱/۲۲۱ باب رفع الصوت بالنداء ، صحيح مسلم ۱/۴۵۹ ، المستدرك على الصحيحين ۲/۴۹۹ ، تفسير سورة الفتح ـ صحيح ابن حبان ۱۱/۵۰ ، سنن كبرى للبيهقي ۲/۲۲۹ ، سنن كبرى ۱/۴۷۸ للنسائي ، سنن ترمذی ۲/۸۱ ، وقال الترمذی : هذا حديث حسن صحيح ، سنن النسائي ۱/۲۷۱ ، مسند ابو عوانة ۳/۵۶ ، شرح معاني الآثار ۳/۲۰۸ باب الامام يريد قتال اهل الحرب ، مصنف ابن أبي شيبة ۷/۳۹۳ غزوة خيبر ـ مؤطا امام مالك ۲/۴۶۸ باب ما جاء في الخيل المسابقة ـ

(۲) صحيح بخاری ۲/۵۸۹ باب غزوة خندق وهي الأحزاب ، مسلم ۳/۱۴۲۹ باب غزوة خيبر ، صحيح ابن حبان ۷/۴۷۰ ذكر اثبات الشهادة للمجاهد في سبيل الله ، سنن كبرى للنسائي ۳/۲۱ ثواب من قاتل في سبيل الله ـ سنن أبو عوانة ۴/۳۱۵ ، باب الخبر الدال على ان الشهيد في المعركة ، مصنف ابن أبي شيبة ۷/۳۷۷ غزوة خندق ، مصنف عبد الرزاق ۹/۴۱۳ باب الرجل يقتل ثم يفر۔

ہمارے اوپر زیادتی کی جب وہ فتنہ فساد کرتے ہیں تو ہم روکتے ہیں اور انکار کرتے ہیں آخری جملہ کو بلند آواز سے فرماتے تھے اپنا اپنا۔

فائدہ: ان تینوں احادیث مبارکہ سے تکبیر پڑھنا اور اشعار پڑھنا ثابت ہوتا ہے اور یہ سب ذکر اللہ میں داخل ہے تو اس سے ذکر جہری کی بھی طرف اشارہ ملتا ہے۔

(٥٢) وكان ابن عمر وأبو هريرة يخرجان إلى السوق في الأيام العشر يكبران ويكبر الناس بتكبيرهما. (١)

وكان عمر يكبر في قبة بمنى فيسمعه اهل المسجد فيكبرون ويكبر أهل الأسواق حتى يرتج منى تكبيراً. (٢) وقوله يرتج ... وهي مبالغة في اجتماع رفع الأصوات. (٣)

ترجمہ: اور حضرت عمرؓ منی مین اپنے خیمہ میں بلند آواز سے تکبیر پڑھتے تھے تو مسجد والے سن کر تکبیر پڑھتے اور بازار والے بھی تکبیر پڑھتے یہاں تک کہ منی تکبیر سے گونج اٹھتا۔

فائدہ: پہلی روایت میں مذکور ہے عبداللہ بن عمر اور حضرت ابو ہریرہؓ دونوں حضرات بازار کی طرف تشریف لے جاتے اور بلند آواز سے تکبیر پڑھتے تو بازار والے بھی ان دونوں حضرات کی اقتداء میں بلند آواز سے تکبیر پڑھتے۔ اور دوسری روایت میں حضرت عمرؓ کی اقتدا میں مسجد والے اور بازار والے بلند آواز سے تکبیر پڑھتے۔ ان دونوں روایتوں سے ذکر جہری واجتماعی کا ثبوت ملتا ہے۔

---

(١) رواه البخاري تعليقا ١/١٣٢۔ كذا في نيل الأوطار ٣/٣٣١، وفي تغليق التعليق ٢/٣٧٧، باب فضل العمل في أيام التشريق ۔ وقال الهيثمي : كذا ذكره البغوي والبيهقي عن ابن عمر وابي هريرة معلقا ۔ عمدة القاري ٥/١٨٣۔

(٢) نيل الأوطار ٣/٣٣١، قال الشوكاني وصله سعيد بن منصور وأبو عبيد ۔

(٣) نيل الأوطار ٣/٣٣٤)

(٥٣) عن أنس قال جعل المهاجرون والأنصار يحفرون الخندق حول المدينة وينقلون التراب على متونهم وهم يقولون : " نحن الذين بايعوا محمدا . على الجهاد ما بقينا أبدا " قال : يقول النبي ﷺ وهو يجيبهم ، " اللهم انه لا خير الا خير الآخرة - فبارك في الأنصار والمهاجرة " الحديث. (١)

فائدہ: اس حدیث شریف میں غزوہ خندق کے موقع پر آپ ﷺ اور صحابہ سے ذکر والے اشعار جہرا پڑھنے کا ثبوت ملتا ہے اور یہ سب ذکر اللہ میں داخل ہے لہذا ذکر جہری کی طرف بھی اشارہ ملتا ہے۔

(٥٤) عن أبي هريرة أن النبي ﷺ قال : " هل سمعتم بمدينة جانب منها في البر وجانب منها في البحر قالوا نعم يا رسول الله قال لا تقوم الساعة حتى يغزوها سبعون الفا من بني اسحاق فاذا جاؤها نزلوا فلم يقاتلوا بسلاح ولم يرموا بسهم قالوا : لا اله الا الله والله اكبر فيسقط احد جانبيها . قال ثور بن يزيد الراوي : لا اعلمه الا قال : الذي في البحر ، ثم يقولون الثانية : لا اله الا الله والله اكبر فيسقط جانبها الآخر . ثم يقولون الثالثة : لا اله الا الله والله اكبر فيفرج لهم فيدخلونها فيغنمون " الحديث (٢)

---

(٤) رواه البخاري ٢/٥٨٨، ومسلم ٢/١١٣، باب غزوة الخندق وهي الأحزاب ، والنسائي في الكبرى ٥/٢٧٠، الدعاء عند حفر الخندق . والبيهقي في الكبرى ٧/٤٣، وسعيد بن منصور ٢/٣٠٨، في باب جامع الشهادة ، وابن أبي شيبة ١٤/٤١٩، غزوة الخندق . واحمد بن حنبل في مسنده ٣/١٧٠۔

(٥) مشكوة ٢/٣٦٧، ورواه مسلم ٢/٣٩٦، وحاكم ٤/٤٧٦، كتاب الفتن والملاحم و ... في سنن الواردة في الفتن ٦/١١٤١۔

فائدہ: اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ تکبیر جہراً پڑھنے میں بہت بڑی تاثیر ہے کہ پورا شہر صرف تکبیر پڑھنے سے فتح ہوگا لہٰذا ذکر جہری میں بڑی تاثیر ہے جب شہر قبضہ میں آ سکتا ہے تو انسان کا دل بھی ذکر جہری سے قبضہ میں آ جائیگا اور دل پر گہرا اثر پڑیگا۔

(۵۵) عن ابن عباس قال سألت عمر رضي الله عنه لأى شئ سميت الفاروق ؟ قال أسلم حمزة قبلي بثلثة أيام ثم شرح الله صدري للإسلام فقلت : الله لا اله الا هو له الأسماء الحسنى فما في الأرض نسمة احب الي من نسمة رسول الله ﷺ قلت : " أين رسول الله ﷺ ؟ قالت اختي : هو في دار الأرقم بن الأرقم عند الصفا فأتيت الدار وحمزة في أصحابه جلوس في الدار ورسول الله ﷺ في البيت فضربت الباب فاستجمع القوم فقال لهم حمزة مالكم ؟ قالوا عمر قال فخرج رسول الله ﷺ فاخذ بمجامع ثيابه ثم نثره نثرة فماتما لك ان وقع على ركبتيه فقال: ما انت بمنته يا عمر؟ قال فقلت أشهد أن لا اله الا الله وحده لاشريك له واشهد أن محمدا عبده ورسوله ، قال : فكبر أهل الدار تكبيرة سمعها أهل المسجد " الحديث (۱)

خلاصہ: جب اللہ تعالی نے حضرت عمرؓ کے سینہ کو اسلام کے لئے کشادہ فرمایا تو حضرت عمرؓ نے مشرف باسلام ہونے کا ارادہ فرمایا اور کہا کہ نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ اسی کے اچھے نام ہیں پوری روئے زمین پر کوئی جی اللہ کے رسول کے جی سے محبوب میرے نزدیک نہیں ہے، حضور ﷺ کہاں ہیں؟ بہن نے فرمایا دار ارقم میں تشریف فرما ہیں

(۱) ابو نعیم فی الحلیة ۱/۴۰۔ صفة الصفوة ۱/۲۷۳، ذکر سبب اسلامه عن ابن عمرؓ۔ تاریخ مدینة دمشق ۴۴/۳۱۔

حضرت عمرؓ وہاں پہنچے صحابہ موجود تھے حضرت عمرؓ کلمہ شہادت اشهد ان لا الـه الا اللـه وحـده لا شريك له واشهد ان محمدا عبده ورسوله پڑھ کر مشرف باسلام ہوئے۔ حضرت عمرؓ کے اسلام کی خوشی کی وجہ سے صحابہ کرام نے اتنے بلند آواز سے اللہ اکبر کہا مسجد حرام میں جو کفار تھے انھوں نے بھی سنا۔

فائدہ: اس حدیث میں بھی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے حضرت عمرؓ کے اسلام لانے کی خوشی میں بلند آواز سے تکبیر پڑھی آپ ﷺ کی مجلس میں، تو اس سے اشارہ ملتا ہے ذکر اجتماعی اور ذکر جہری کی طرف۔

مساجد میں ذکر جہری فقہاء کرام کی عبارات کی روشنی میں

حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح میں ہے:

قال فی الفتاوی لا یمنع من الجهر بالذکر فی المساجد احترازا عن الدخول تحت قوله تعالی ومن أظلم ممن منع مساجد الله ان یذکر فیها اسمه کذا فی البزازیة ونص الشعرانی فی ذکر الذاکر للمذکور والشاکر للمشکور ما لفظه واجمع العلماء سلفا وخلفا علی استحباب ذکر الله تعالی جماعة فی المساجد وغیرها من غیر نکیر الا ان یشوش جهرهم بالذکر علی نائم او مصل او قاری قرآن کما هو مقرر فی کتب الفقه ".(۱)

شامی میں ہے:

وفی الفتاوی الخیریة من الکراهة والاستحسان: جاء فی الحدیث ما اقتضی طلب الجهربه نحو " وان ذکرنی فی ملأ ذکرته فی ملأ خیر منهم " رواه الشیخان. وهناک احادیث اقتضت طلب الاسرار والجمع بینهما بان ذلک یختلف باختلاف الاشخاص والاحوال کما جمع بذلک بین احادیث الجهر والاخفاء بالقراء ة ولایعارض ذلک حدیث "خیر الذکر الخفی ". (۲) لانه حیث خیف الریاء او تأذی المصلین او النیام فان خلا مما ذکر فقال بعض اهل

(۱) حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح ص ۱۷۴۔
(۲) اس حدیث کی سند پر کلام ہے جو مفصل آرہا ہے۔

العلم: ان الجهر افضل لانه اکثر عملا ولتعدی فائدته الی السامعین ویوقظ قلب الذاکر فیجمع همه الی الفکر ویصرف سمعه الیه ویطرد النوم ویزید النشاط ".(۱)

روح المعانی میں علامہ آلوسی مفتی بغداد فرماتے ہیں:

وفصل آخرون فقالوا: الإخفاء أفضل عند خوف الریاء، والإظهار أفضل عند عدم خوفه وأولی منه القول بتقدیم الإخفاء علی الجهر فیما إذا خیف الریاء أو کان فی الجهر تشویش علی نحو مصل أو قصد تعلیم جاهل أو مشتغل بعلم شرعی، وبتقدیم الجهر علی الإخفاء فیما إذا خلا عن ذلک وکان فیه قصد تعلیم جاهل أو نحو إزالة وحشته عن مستوحش أو طرد نحو نعاس أو کسل عن الداعی نفسه أو ادخال سرور علی قلب مؤمن أو تنفیر مبتدع عن بدعة أو نحو ذلک" (۲)

فتاویٰ خیریہ میں ہے:

فأما حلق الذکر والجهر به فقد جاء فی الحدیث ما اقتضی طلب الجهر نحو وان ذکرنی فی ملأ ذکرته فی ملأخیر منه. رواه البخاری ومسلم والترمذی والنسائی وابن ماجه ورواه احمد نحوه باسناد صحیح وزاد فی آخره قال قتادة: والله اسرع والذکر فی الملأ لایکون الا عن جهر وکذا حلق الذکر وطواف الملائکة بها وما ورد فیها من الأحادیث فإن ذلک انما یکون فی الجهر بالذکر وهناک احادیث اقتضت طلب الاسرار، والجمع بینهما بان ذلک یختلف باختلاف الأشخاص والاحوال کما جمع بین الاحادیث الطالبة للجهر

(۱) شامی ۱/۶۶۰۔ وایضا ۶/۳۹۸
(۲) روح المعانی ۸/۱۴۰۔

بالقرأة والطالبة للاسرار بها ولا يعارض ذلك "خير الذكر الخفي" لانه حيث خيف الرياء او تأذى المصلين او النيام والجهر ذكر بعض اهل العلم انه افضل حيث خلا مما ذكر لانه اكثر عملا ولتعدى فائدته الى السامعين ويوقظ قلب الذاكر فيجمع همه الى الفكر ويصرف سمعه اليه ويطرد النوم ويزيد النشاط الى قوله ... فان قلت صرح في الخانية بأن رفع الصوت بالذكر حرام ... محمول على الجهر الفاحش المضر " الخ. (۱)

درج کردہ عبارات سے حسب ذیل امور معلوم ہوتے ہیں:

(۱) ذکر بالجہر میں کسی قسم کی کوئی قباحت نہیں بلکہ فضیلت میں ذکر سری اور انفرادی سے بڑھ کر ہے۔

(۲) ذکر بالجہر جائز ہے لیکن چند عوارض کے لاحق ہونے کا خوف ہو تو سری کا اہتمام بہتر ہے، جبکہ جہر سے ریاء اور دکھلاوے کا خوف لاحق ہو، جب مصلین کو جہر سے اذیت پہنچنے کا اندیشہ ہو، جب جہر سے سونے والوں کو اذیت پہنچنے کا اندیشہ ہو۔

نوٹ: ذکر جہری کے استحباب کے قائلین بھی ان اعذار کے موقع پر ذکر سری ہی کی تلقین کرتے ہیں۔

(۳) اگر مذکورہ بالا موانع اور خرابیوں میں سے کوئی نہ ہو تو عام حالات میں جہر کے فوائد غالب ہیں۔

فائدہ نمبر۱: کیونکہ مجلس اور حلقہ میں کیا جانے والا ذکر انفرادی سے بہت بڑھ کر ہے از روئے حدیث **ان ذکرني في ملاء ذکرته في ملاء خير منه ۔**

فائدہ نمبر۲: ذکر جہری کا فائدہ سامعین تک متعدی ہوتا ہے ذکر سری کی طرح ذاکر کی ذات تک محدود نہیں رہتا۔

(۱) الفتاوى الخيرية ۲/۱۸۱۔

فائدہ نمبر۳: قلب بیدار رہتا ہے، غفلت دور رہتی ہے۔

فائدہ۴: نیند سے حفاظت رہتی ہے۔

فائدہ نمبر۵: ذکر جہری سے نشاط رہتا ہے۔

نوٹ: معلوم ہوا کہ حالات کے فرق سے ذکر جہری اور سری دونوں درست ہیں بلکہ بعض لوگوں کے لئے سر مفید ہے بعض کا علاج جہر سے ممکن ہے اور عمومی حالات میں جہر کا مفید ہونا اور قلب پر جلدی اثر انداز ہونا ظاہر ہے، جب دونوں طریقوں سے ذکر کی ضرورت مسلم ہے تو جو لوگ مطلقاً ذکر بالجہر اور مجالس ذکر کا انکار کرتے ہیں اس کا سبب دو باتوں میں سے ایک ضرور ہے یا تو ضد اور جمود کا شکار ہیں یا پھر ذکر جہری کے فوائد سے یا پھر اس کی حلاوت سے ہی نا آشنا ہیں۔

اگر یہ حضرات مجالس ذکر کی افادیت سے واقف ہوتے تو ان مجالس کے پیچھے ایسے سرگرداں رہتے جیسے ملائکہ ان مجالس کی تلاش میں سرگرداں رہتے ہیں۔ حدیث شریف میں آتا ہے: اللہ تعالی ملائکہ کی ایک جماعت سے جو راستوں میں مجالس ذکر کو تلاش کرنے کے لئے گشت کرتی ہیں اور جب کہیں انہیں ذکر کرنے والے ملتے ہیں تو خوشی سے ایک دوسرے کو یوں پکارتے ہیں **"هلموا الى حاجتكم"** یعنی تم آجاؤ اپنے مطلوب ومقصود کی طرف (سبحان اللہ) اور پھر فرشتے اس جماعت کو گھیرتے چلے جاتے ہیں حتی کہ ذکر کرنے والوں کے گرد آسمان تک جمع ہو جاتے ہیں: **" فيحفونها باجنحتهم الى السماء "** (رواه الشيخان والبيهقي في الأسماء والصفات)

اس کے بعد علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ تعالی نے اس تمام بحث کا فیصلہ ان الفاظ کے نقل کرنے کے ساتھ فرمایا ہے؛ حاشیہ حموی سے علامہ شعرانی کا قول نقل فرماتے ہیں: **" اجمع العلماء سلفا وخلفا على استحباب ذكر الجماعة في المساجد وغيرها الا ان يشوش جهرهم على نائم اومصل او قارى "** الخ

اس سے معلوم ہو گیا کہ علماء کا اجماع ہے ذکر بالجہر اور مجالس ذکر کے استحباب پر

خواہ اس کا انعقاد مسجد میں ہو یا کہیں اور ہو جب کہ جہر سے نائم، مصلی اور قاری قرآن کو اذیت نہ ہو۔ اور اعتدال بھی یہی ہے کہ اگر حدود وقیود کی رعایت کے ساتھ ان مجالس کا انعقاد ہو تو پھر ان پر لعن وطعن سے گریز کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح فہم دین عطا فرمائیں۔ آمین

فتاوی ہندیہ میں ہے:

" قاض عنده جمع عظيم يرفعون اصواتهم بالتسبيح و التهليل جملة " لا بأس به. (١)

خلاصہ یہ ہے کہ قاضی کے پاس بہت بڑی جماعت ایک ساتھ بلند آواز سے سبحان اللہ لا الہ الا اللہ کا ذکر کریں تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

فائدہ: اس عبارت سے ذکر اجتماعی اور جہری کا ثبوت ملتا ہے۔

فتاوی بزازیہ میں ہے:

" واما رفع الصوت بالذكر فجائز كما في الاذان والخطبة والحج" (٢)

خلاصہ: بزازیہ میں ہے بلند آواز سے ذکر کرنا جائز ہے جیسا کہ اذان، خطبہ اور حج میں بلند آواز سے ہوتا ہے۔

جہر بالذکر کے جواز میں فقہاء کے اقوال آپ کے سامنے پیش کئے گئے لیکن یہاں ایک اشکال پیدا ہوتا ہے کہ فقہاء کے نزدیک قاضی خان کا مرتبہ بہت بلند ہے۔ علامہ شامیؒ نے شرح عقود رسم المفتی میں تحریر فرمایا ہے کہ اگر کسی قول کی تصحیح قاضی خان فرمائیں تو ان کی تصحیح بہت قوی اور مضبوط ہے۔ ملاحظہ ہو:

وإن كان كل منهما بلفظ الأصح والصحيح فلا شبهة في أنه

---

(١) عالمكيرية ٣١٥/٥۔

(٢) فتاوى بزازية على هامش الهندية ٣٧٩/٦۔

يتخير بينهما اذا كان الامامان مصححان في رتبة واحدة اما لو كان احدهما اعلم فانه يختار تصحيحه كما لو كان أحدهما في الخانية والآخر في البزازية مثلا فان تصحيح قاضي خان أقوى فقد قال العلامة قاسم أن قاضي خان من أحق من يعتمد على تصحيحه.(١)

جبکہ قاضی خان نے جہر بالذکر کے بارے میں یہ تحریر فرمایا ہے: ويكره رفع الصوت بالذكر ". (٢)

وفي البزازية ناقلا عن الخانية : رفع الصوت بالذكر حرام ". (٣)

اس کا جواب یہ ہے کہ قاضی خانؒ نے خود دوسری جگہ جہر بالذکر کا جواز تحریر فرمایا ہے چنانچہ لکھتے ہیں:

ولا بأس بالتسبيح والتهليل وان رفع صوته بذلك ". (٤)

لہٰذا دونوں اقوال میں تطبیق کی یہ شکل ہوگی کہ یا تو جہر مفرط کی ممانعت ہے نفس جہر کی ممانعت نہیں اور اس کی تائید فتاوی خیریہ کی عبارت سے ہے: فان قلت: صرح في الخانية بأن رفع الصوت بالذكر حرام. محمول على الجهر الفاحش المضر. (٥)

یا پھر جہر اس جگہ ممنوع ہے جہاں کوئی ذکر وارد ہے مگر اس میں جہر وارد نہیں جیسے سبحانك اللهم الخ نماز میں یا انی وجهت وجهي الخ وغيره وارد ہے لیکن

---

(١) شرح عقود رسم المفتي، ص ٣٣۔

(٢) فتاوى قاضي خان على هامش الهندية ١٩٠/١، باب غسل الميت۔

(٣) فتاوى بزازية على هامش الهندية ٣٧٨/٦۔

(٤) فتاوى قاضي خان على هامش الهندية ١٦٢/١، مسائل كيفية القراءة۔

(٥) الفتاوى الخيرية ١٨١/٢۔

ان میں جہر وارد نہیں تو یہ اذکار سراً پڑھنا چاہیے۔ علاوہ ازیں جن علامہ شامی نے قاضی خان کی تصحیح کو مقدم فرمایا ہے انہیں علامہ شامی نے ردالمحتار میں قاضی خان کے ایک قول کے خلاف جہر بالذکر کا فتوی دیا ہے کما مر۔ لہٰذا علامہ شامی کے نزدیک متاخرین کو دلائل کی روشنی میں قاضی خان جیسے محقق کے کسی قول کے خلاف فتوی دینے کا حق حاصل ہے۔

علامہ شامی فرماتے ہیں: وفی فتاوی العلامة ابن الشبلی لیس للقاضی ولا للمفتی العدول عن قول الامام الا اذا صرح احد من المشائخ بأن الفتویٰ علی قول غیرہ فلیس للقاضی ان یحکم بقول غیر ابی حنیفة فی مسئلة لم یرجح فیها قول غیرہ .(۱)

روح المعانی میں علامہ آلوسی حنفی بغدادیؒ نے فرمایا:

امام ابوحنیفہ سے ایک روایت ذکر جہری کے استحباب کی ہے اور مسند امام اعظم کی روایت سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے کہ امام صاحب استحباب کے قائل ہیں۔

ملاحظہ ہو:

روایة عن الإمام أبی حنیفة نفسه رضی الله تعالی عنه بل فی مسنده ما ظاهره استحباب الجهر بالذکر مطلقا ".(۲)

(۱) شرح عقود رسم المفتی، ص ۳۳۔

(۲) روح المعانی ۱۶۲/۱۶۔

ذکر جہری اکابرین کے فتاویٰ کی روشنی میں

عالم ربانی حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ القول الجمیل میں تحریر فرماتے ہیں:

فأول ما یلقنوا له الجهر بذکر الله تعالی والمراد بهذه الجهر هو غیر المفرد فلا منافاة بینه وبین ما نهی رسول الله ﷺ حیث قال اربعوا علی انفسکم فانکم لا تدعون اصم ولا غائبا . الحدیث .

ترجمہ: سو پہلا شغل جس کو مشائخ تلقین کرتے ہیں ذکر اللہ ہے جہر سے یعنی بلند آواز سے ذکر کرنا اور مراد اس جہر سے یہ ہے کہ افراط سے نہ ہو تو اس تقریر سے کچھ مخالفت نہ رہی اس کے جواز میں اور اس میں جس کو رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا اس طرح کہ اعتدال اختیار کرو اور نرمی کرو اپنی جانوں پر کہ تم بہرے اور غائب کو نہیں پکارتے ہو الی آخر الحدیث۔

فائدہ: پوری حدیث یوں ہے بروایت ابو موسیٰ اشعریؓ کہ تم سمیع اور بصیر کو پکارتے ہو اور وہ تمھارے ساتھ ہے اور جس کو تم پکارتے ہو وہ تم سے قریب تر ہے اونٹ کی گردن سے۔ انتہی۔ یہ تمثیل ہے شدت قرب سے ورنہ حق تعالیٰ حبل الورید سے بھی زیادہ قریب تر ہے۔

شعر: اتصالے بے تکیف بے قیاس ہست رب الناس را با جان ناس

کذا فی حاشیۃ العزیزیۃ (۱)

شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ فتاوی عزیزی میں تحریر فرماتے ہیں:

تیسرا مطلب: حقیقت ذکر جہر کی ہے اور اصل یہ ہے کہ اس کا انکار سراسر نادانی

(۱) القول الجمیل مع شرحہ شفاء العلیل ص ۵۰-۵۱۔

ہے اور قرآن شریف سے جہر صراحتاً ثابت ہے اور یہ بھی ثابت ہے کہ : **ما اذن الله لشئ ما اذن** . یعنی اللہ تعالی نے تغنی بالقرآن بطریق جہر کے لئے اجازت فرمائی ہے اور تلبیہ حج کے بارے میں آیا ہے: **افضل الحج العج والثج** . یعنی بہترین حج وہ ہے کہ اس میں لبیک کہنے میں آواز بلند کی جائے اور اللہ تعالی کی راہ میں زیادہ جانور ذبح کئے جائیں اور قرآن کی فضیلت مشہور ہے اور روایت ہے کہ :

کنا نعرف انقضاء صلوٰة رسول الله ﷺ بالذکر .

یعنی صحابہ کہتے تھے کہ ہم لوگ ذکر کی آواز سن کر معلوم کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز تمام فرمائی یہ بھی ثابت ہے کہ:

" فضل الذکر الذی یسمعه الحفظة علی الذی لا یسمعه الحفظة بسبعین ضعفا ".

یعنی وہ ذکر کہ اس کو حفظہ یعنی فرشتگان نگہبان اور نویسندگان اعمال سنتے ہیں۔ اس ذکر کی فضیلت ستر درجہ زیادہ ہے بہ نسبت اس ذکر کے کہ اس کو فرشتگان نگہبان ونویسندگان اعمال نہیں سنتے ۔ طریقہ چشتیہ اور اویسیہ اور قادریہ کا کہ یہ سب حضرات ہمارے پیر ہیں ان سب طریقوں کی بناء ذکر جہری پر ہے ۔ اور یہ کہنا باطل ہے کہ یہ حرام ہے اور فعل حرام سے قرب الہی حاصل نہیں ہوسکتا۔ اس واسطے کہ ذکر جہری سے جمعیت خاطر حاصل ہوتی ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی دوسری جمعیت نہیں اور جب حضرت خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ حج کے لئے گئے اور آپ کے جانے کے بعد خواجہ علاء الدین غجدوانی نے ذکر جہری کرنا شروع کیا اور جب حضرت خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ حج سے واپس تشریف لائے تو خواجہ علاء الدین غجدوانی نے عذر کیا کہ قوت باطن کی وجہ سے آپ کو ذکر جہری کی ضرورت نہیں ، لیکن ہم کو تو اس سے بڑا فائدہ ہوا۔ تو حضرت خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ نے اس بارہ میں انکار نہ فرمایا اور حضرت خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ نے حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانیؒ سے ذکر خفی کا طریق حاصل کیا تھا۔ حضرت خواجہ نقشبند کا عمل عزیمت

پر تھا اس واسطے حضرت خواجہ نقشبندؒ خود ذکر جہری نہ کرتے تھے اور آپ کے ایسے لوگ جو کہ مسائل فقہیہ میں حدیث کو اجتہاد پر مقدم جانتے ہیں اگر چہ وہ اجتہاد مذہب حنفی میں ہو، اگر اس میں شبہ کریں تو محض بیجا ہے اور حضرت خواجہ علاء الدین کا واقعہ مذکور ومشہور ہے۔ لیکن فقیر کو یاد نہیں کہ کس کتاب میں لکھا ہے۔ اس کی تلاش کی ضرورت نہیں۔

ایک مرتبہ خواجہ سرا عالم فقہیات بادشاہ روم کی طرف سے حج کے لئے مامور ہوکر مدینہ منورہ میں آئے اور شیخ ابراہیم کردیؒ سے ملاقات کی اور کہا کہ اس سفر میں میں نے ایک بدعت عظیم دور کی ہے تو شیخ ابراہیمؒ نے فرمایا کہ کون سی بدعت دور کی ہے، تو خواجہ سرا نے کہا کہ مسجد اور شہر بیت المقدس سے ذکر جہری میں نے موقوف کرادیا تو شیخ ابراہیم کردیؒ نے یہ آیت پڑھی:

" ومن اظلم ممن منع مساجد الله ان یذکر فیها اسمه وسعی فی خرابها ".

یعنی اور کون شخص زیادہ ظالم ہے اس سے کہ اس نے اللہ کی مسجدوں میں منع کردیا کہ وہاں اللہ کا نام ذکر کیا جائے اور ان مسجدوں کی خرابی میں کوشش کی۔ (۱)

خیر الفتاوی میں ہے:

سوال: (۱) علمائے احناف کے یہاں ذکر بلند آواز سے کرنا جائز ہے یا ناجائز ہے؟

مساجد میں اگر کسی کی نماز خراب ہونے یا کسی مسافر کی نیند خراب ہونے یا ریا کا خوف نہ ہو تو ذکر جہری کرنا کیسا ہے۔ اور اگر ان میں سے کسی کا خوف ہو تو کیا حکم ہے نیز جہر اکتنا اونچا جائز ہے؟

(۲) بعض صوفیاء کے یہاں حلقہ بنا کر ذکر بالجہر کیا جاتا ہے یہ عمل کیسا ہے؟

(۳) سلاسل اربعہ: نقشبندی، سہروردی، قادری، چشتی - یہ دلائل اربعہ کی رو سے حق ہیں یا نہیں؟

---

(۱) فتاوی عزیزی، ص ۱۰۴-۱۰۵۔

(۴) حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ تعالی اوران کے جانشین حضرت مولانا عبیداللہ انور جمعرات کو بعد از مغرب لائٹ بند کر کے حلقہ بنا کر شیرانوالہ مسجد میں ذکر بالجہر کرواتے ہیں اور جہرا تنا اونچا ہوتا ہے کہ پاس بیٹھنے والے سن اور سمجھ سکتے ہیں یہ کیسا ہے؟

الجواب:

(۱-۲) ذکر بالجہر ہر طرح سے جائز ہے کسی کو کسی طریقہ سے منع نہیں کرنا چاہیئے۔ ذکر کسی ہیئت کے ساتھ مقید نہیں بلکہ بوجہ اطلاق ادلہ مطلق ہے؛ خواہ منفرد یا مجتمع، حلقہ باندھ کر یا صف باندھ کر، یا کسی اور صورت سے کھڑے ہوکر یا بیٹھ کر غرضیکہ کوئی ہیئت ہو جائز ہے۔

عن أبی ہریرۃؓ وأبی سعید الخدریؓ قالا : قال رسول اللہ ﷺ "لایقعد قوم یذکرون اللہ الا حفتہم الملائکۃ".

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابوسعید دونوں حضرات اس کی گواہی دیتے ہیں کہ ہم نے حضور اکرم ﷺ سے سنا ارشاد فرماتے ہوئے کہ جو جماعت اللہ کے ذکر میں مشغول ہو فرشتے اس جماعت کو سب طرف سے گھیر لیتے ہیں۔

وعن أبی ہریرۃؓ قال : قال رسول اللہ ﷺ : یقول اللہ تبارک وتعالی : " انا عند ظن عبدی بی وانا معہ اذا ذکرنی فان ذکرنی فی نفسی ذکرتہ فی نفسی وان ذکرنی فی ملإ ذکرتہ فی ملإ خیر منہ ".

ترجمہ: حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ حق تعالی شانہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں بندہ کے ساتھ ویسا ہی معاملہ کرتا ہوں جیسا کہ وہ میرے ساتھ گمان رکھتا ہے اور جب وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں پس اگر وہ مجھے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اس کو اپنے دل میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ میرا مجمع میں ذکر کرتا ہے تو میں اس سے بہتر مجمع یعنی فرشتوں کے مجمع میں (جو معصوم اور بے گناہ ہیں) اس کا تذکرہ کرتا ہوں۔

وقال اللہ تعالی : "الذین یذکرون اللہ قیاما وقعودا وعلی جنوبہم" الآیۃ وفی التفسیر الاحمدی فی بحث الجہر والإخفاء:

" مختلف فیہ بین الأنام فی زماننا ولا طائل تحتہ إذ المقصود بکل الوصول إلی اللہ تعالی بأی طریق کان ".

البتہ اس میں اس بات کا خیال ضروری ہے کہ یہ جواز اس شرط کے ساتھ ہے کہ کسی نائم یا نمازی کو اذیت نہ ہو اور جہر نہایت مفرط نہ ہو، نیز کسی طریقہ کو لازم نہ سمجھا جائے۔ نیز ذکر بالجہر ادنی کی حد تو متعین ہے کہ ساتھ والوں کے علاوہ دوسرے بھی سن سکیں۔ "وادنی الجہر اسماع غیرہ ممن لیس بقربہ" لیکن اکثر کی کوئی حد نہیں۔ "واعلاہ لا حد لہ فافہم" اپنے نشاط پر موقوف ہے مگر اس کے جواز کی شرط وہی ہے کہ کسی مصلی یا نائم کو تشویش نہ ہو۔ " کما صرف بہ الفقہاء ".

(۳) سلاسل اربعہ حق ہیں۔

(۴) جائز ہے بشرطیکہ نہ کرنے والوں پر نکیر نہ کی جاتی ہو اور اس کو عبادت مقصودہ نہ سمجھا جاتا ہو۔(۱)

فضائل اعمال میں ہے:

عن أبی سعید الخدری أن رسول اللہ ﷺ قال: " أکثروا ذکر اللہ حتی یقولوا مجنون".

ترجمہ: حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ کا ذکر اتنی کثرت سے کیا کرو کہ لوگ مجنون کہنے لگیں۔

فائدہ: مجنون جب ہی کہا جائیگا جب نہایت کثرت سے اور زور سے ذکر کیا جائے آہستہ میں یہ بات نہیں ہوسکتی۔

---

(۱) خیر الفتاوی ۱/ ۳۴۹، وامداد الفتاوی ۵/۱۵۴-۱۵۵۔

(۲) فضائل اعمال ص ۴۳۱۔

فتاویٰ محمودیہ میں ایک طویل سوال کے جواب میں مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند حضرت مفتی محمود حسن گنگوہی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

سوال: (ملخصاً) ہمارے صوبۂ بنگال میں کچھ ایسی وباء پھیلی ہے کہ جس سے دین کو زیادہ نقصان ہورہا ہے۔ جس نے صرف قرآن پڑھا ہوا سے میانجی اور جس نے اردو کی ایک دو کتابیں پڑھ لی ہوں وہ منشی کہلاتا ہے۔ اور جس نے قدوری یا منیۃ پڑھی ہو وہ مولوی اور جس نے مشکوٰۃ، ہدایہ اور جلالین پڑھی ہوں اسے مولانا صاحب کہتے ہیں۔ یہاں جہالت کا غلبہ ہے اس لئے ان کے مزے ہیں کبھی دھوکہ کرتے ہیں اور کبھی کچھ۔ اس اطراف کے لوگوں کو نماز روزہ کا پتہ ہی نہ تھا پہلے شرک میں مبتلاء تھے۔ رفتہ رفتہ علماء کے وعظ ونصیحت سے لوگ ہدایت کی طرف آئے اور ہندوستان کے بعض (مشائخ) پیروں کا آنا جانا ہوا اور لوگ مرید ہوگئے، نماز کا اہتمام اور اجتماعی وانفرادی ذکر اذکار کرنے لگے۔ اس پر منشیوں اور مولویوں کو بڑا حسد ہوا کہ لوگوں کو تو دین کی سمجھ آرہی ہے اور ہماری اجارہ داری ختم ہورہی ہے لہذا حسد اور بغض وعناد کی وجہ سے کہنے لگے ذکر جہری قطعاً حرام ہے اور سلسلہ چشتیہ قادریہ میں داخل ہونے والا شیطانوں کی جماعت میں شرکت کرتا ہے اور ذکر جہری والوں کے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔ اور جو بزرگوں کی اہانت بیان کرتا ہے اس کا کیا حکم ہے؟

جواب:

عبارت مذکورہ (شامی اور طحطاوی علی مراقی الفلاح کی عبارت مراد ہیں جو رسالہ میں پہلے آچکی ہیں) سے معلوم ہوا کہ ذکر بالجہر بلا اختلاف جائز ہے، بلکہ مستحب ہے البتہ کسی عارض کی وجہ سے ممنوع ہوجائیگا۔ مثلاً نمازیوں یا تلاوت قرآن کرنے والوں کو تکلیف ہو یا ریاء کا خوف ہو تو آہستہ ذکر کرنا چاہئے۔ سلسلہ قادریہ چشتیہ کے اکابر اہل حق بزرگ تھے اور ان میں بہت بڑے بڑے اہل اللہ اور اولیاء اللہ ہوئے ہیں اور اب بھی موجود ہیں جو شخص یہ کہتا ہے کہ ان میں داخل ہونے والا شیطان کی جماعت میں شرکت

کرتا ہے اور داخل ہوتا ہے اگر وہ ان کے اکابر اور بزرگوں کے ساتھ حسد کی وجہ سے کہتا ہے تو وہ خود شیطان اور مردود ہے اور اگر ان کے بعض افراد کے خلاف شرع کام دیکھ کر کہتا ہے تب بھی اس کے لئے ایسا کہنا جائز نہیں ہے۔ ایک شخص کے افعال قبیحہ کی وجہ سے تمام سلسلہ کو شیطان کی جماعت کہنا خدائے تعالیٰ کے بڑے غضب کا سبب ہے۔

بزرگوں کی ارواح کو عالم میں متصرف ماننا کہ جو کچھ دنیا میں ہوتا ہے وہ سب بزرگوں کی ارواح کرتی ہیں اور خدا کے حکم کو کہیں دخل نہیں اور ان سے مدد مانگنا کہ وہ سب ہماری آواز کو براہ راست سنتے ہیں اور ہماری مدد کرتے ہیں چاہے خدا کا حکم ہو یا نہ ہو یہ مشرکانہ عقیدہ ہے اس سے بھی توبہ لازم ہے۔ (۱)

امدادالاحکام میں مولانا ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

"قال النووی ان الاخفاء افضل حیث خاف الریاء اوتأذی المصلون او ینام بجهره والجهر افضل فی غیر ذلک لان العمل فیه اکثر ولأن فائدته تتعدی الی السامعین ولانه یوقظ قلب القاری ویجمع همه الی الفکر ویصرف سمعه الیه ویطرد النوم ویزید فی النشاط ویدل علی هذا الجمیع حدیث أبی داود بسند صحیح عن أبی سعید رضی الله عنه اعتکف رسول الله ﷺ فی المسجد فسمعهم یجهرون بالقرأة فکشف الستر وقال ان کلکم مناج ربه فلا یؤذین بعضکم بعضا ولا یرفع بعضکم علی بعض فی القراءة . وقال بعضهم یستحب الجهر ببعض القراءة والاسرار ببعضها لان الراقد یمل فیانس بالجهر والجاهر قد یکل فیستریح بالاسرار . الخ

پس ذکر جہری اس حد تک جائز ہے کہ اس سے سونے والوں اور نمازیوں کو تکلیف نہ ہو اور نہ خود اپنے آپ کو تعب ہو اور نہ ریاء کا خوف ہو اور اگر قصد ریاء نہ ہو

---

(۱) فتاویٰ محمودیہ ۶/ ۳۷-۳۹

محض وسوسہ ریاء کا آتا ہو تو وہ ریاء نہیں ہے اس کی پرواہ نہ کرنا چاہیئے۔ خلاصہ یہ ہے کہ ذکر جہری کے لئے حد یہ ہے کہ جس سے نہ اپنے کو ایذا ہو نہ دوسروں کو ایذاء ہو۔ اور اگر کسی نے ذکر جہری تو شروع کیا حد کے اندر پھر بے اختیار بلاقصد کسی کیفیت یا حالت کے غلبہ سے تجاوز عن الحد ہو گیا تو اس شخص پر ملامت نہیں **فان الامور الغیر الإختیاریة خارجة عن التکلیف کما لا یخفی**".(۱)

قطب الارشاد امام ربانی علامہ رشید احمد گنگوہی نور اللہ مرقدہ تحریر فرماتے ہیں:

سوال: ذکر جہری قرآن واحادیث سے ثابت ہے یا صوفیاء نے اپنی طرف سے مقرر کرلیا ہے؟ زید کہتا ہے امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک بدعت ہے تو بڑے بڑے حنفی اس ذکر جہر کو کرنے کی کیوں اجازت دیتے ہیں، مفتی بہ کس طور پر ہے؟

جواب: ذکر جہری اور خفی دونوں حدیث سے جائز معلوم ہوتے ہیں۔ امام صاحب نے جہر کو بدعت اس موقع پر فرمایا ہے جہاں ذکر کا موقع ہے اور آپ ﷺ سے وہاں جہر ثابت نہیں جیسا عید الفطر کی نماز کو جاتے ہوئے اور مطلقاً ذکر کو منع نہیں فرمایا ذکر ہر طرح درست ہے۔ (نیز چونکہ ذکر جہری کے بارہ میں فقہاء کے اقوال مختلف ہیں: بعض نے مستحب کہا اور بعض نے بدعت۔ اس موقع پر یہ سوال ہوسکتا ہے کہ بدعت کیوں کہا اس کا جواب حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کے فتوی مذکورہ بالا سے معلوم ہو چکا ہے کہ بدعت سے کیا مراد ہے۔ دوم یہ کہ ہم نے استحباب کے قول کو ترجیح دی احادیث سے ثبوت اور زیادہ موافق ہونے کی وجہ سے۔)

سوال: ذکر جہری افضل ہے یا خفی؟ بالدلائل ارقام فرمائیں۔

جواب: دونوں میں فضیلت ہے من وجہ۔ کسی وجہ سے جہر افضل ہے اور بعض وجہ سے خفی افضل ہے اور دلیل یہ ہے کہ حق تعالی نے مطلق ذکر کا حکم فرمایا ہے: "**اذکروا اللہ ذکرا کثیرا**" مطلق کی فرد میں جو ہو مامور ہے اور فضائل خارجی مختلف ہوتے ہیں

(۱) امداد الاحکام ۱/۳۲۰۔

باعتبار ذکر اور وقت اور کیفیت اور ثمرات کے۔

ذکر جہری کے جواز کی دلیل یہ ہے: **قال اللہ تعالی: "اذکر ربک فی نفسک تضرعا وخیفة ودون الجهر"**. الآیة.

ترجمہ: اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا کہ اپنے رب کو اپنے جی میں یاد کیا کرو عاجزی سے اور خوف سے اور زیادہ پکار کر نہیں۔

دون الجہر بھی جہر ہی ہے کہ ادنی درجہ ہے۔ **قال علیه السلام: "اربعوا علی انفسکم"** الحدیث یہ بھی ذکر ہی ہے رفق فرمایا گلا پھاڑنے سے منع کیا ہے اور مطلق آیات اور حدیث بہت جواز پر دال ہیں۔

نیز مذکور ہے: ذکر خواہ کوئی ذکر ہو وے امام ابوحنیفہ کے نزدیک سوائے ان مواقع کے کہ ثبوت جہر نص سے ہے وہاں مکروہ اور صاحبین اور دیگر فقہاء ومحدثین جائز کہتے ہیں اور مشرب ہمارے مشائخ کا اختیار مذہب صاحبین علیہما الرحمہ ہے۔ (۱)

مفتی اعظم حضرت مفتی کفایت اللہ دہلوی رحمہ اللہ کفایت المفتی میں رقم طراز ہیں:

سوال: زید کہتا ہے جلی ذکر حرام ہے اور عمر کہتا ہے ذکر جلی جائز ہے۔

جواب: ذکر جلی جائز ہے اور مشائخ صوفیہ کا معمول ومتوارث ہے احادیث کثیرہ سے اس کا ثبوت ہوتا ہے۔ جن مواقع میں شریعت نے خود ذکر جلی مقرر فرمایا ہے اس کے اندر تو کوئی کلام ہی نہیں کر سکتا ہے جیسے اذان تکبیر، تلبیہ حج، تکبیر تشریق، وغیرہ کہ یہ سب اذکار ہیں اور جہر سے ثابت ہیں۔ ہاں جن مواقع میں کہ شریعت سے ثبوت نہیں وہاں اگر کوئی وجہ عارضی مانع نہ ہو تو نفس حکم یہی ہے کہ جائز ہے اور اگر کوئی وجہ عارضی مانع ہو تو ناجائز ہو جائیگا۔ موانع عارضیہ کی مثال یہ ہے کہ ذاکر کے جہر سے کسی کو تکلیف ہو یا کسی نماز پڑھنے والے کو نماز میں خلل پڑتا ہو یا ذکر کرنے والا جہر کو ضروری یا لازم سمجھے وغیرہ

(۱) تالیفات رشیدیہ ص ۲۱۸-۲۲۰

اور جہاں یہ موانع موجود نہ ہو وہاں ذکر جلی جائز ہے، مگر ذکر خفی اولیٰ ہے۔(۱)

فتاوی دارالعلوم دیوبند میں ہے:

اہل تحقیق نے روایات مختلفہ کی تطبیق اس طرح فرمائی ہے کہ اگر ریاء کا اندیشہ ہو یا سونے والوں کے آرام میں خلل یا نمازیوں کی تشویش کا سبب ہو تو ذکر جہری ممنوع ہے اور روایات منع ایسے ہی مواقع پر محمول ہیں اور جس کسی نے ذکر جہری کو بدعت کہا ہے وہ بھی مطلق نہیں بلکہ خاص قسم کے التزامات کے ساتھ ہو تو وہ بدعت ہے مطلق جہر بالذکر کو بدعت کہنے کے کوئی معنی نہیں۔ جبکہ روایت صحیحہ میں اس کا جواز واستحسان ثابت ہے جیسے حدیث: ''ان ذکرنی فی ملأ'' الحدیث اور جب ذکر جہری ان غوائل اور ریاء وتشویش مصلین ونائمین وغیرہ سے خالی ہو تو وہ جائز ہے اور نصوص جواز اسی صورت پر محمول ہیں رہا افضل وغیر افضل کا سوال سو وہ احوال واشخاص کے اعتبار سے مختلف ہے کسی کے لئے جہر افضل ہے کسی کے لئے سر افضل اور کسی وقت جہراً افضل کسی وقت سراً تعین اس کا عوام کو خود نہیں کرنا چاہیے کسی شیخ کامل سے کرانا چاہیئے۔ تقریباً یہی مضمون اس مسئلہ کے متعلق حضرت مرزا مظہر جان جاناں رحمہ اللہ نے بھی اپنی ایک مکتوب میں تحریر فرمایا ہے۔

(۲) اور حد جہر مفرط ومتوسط کی عرفی امر ہے اس کا کوئی پیمانہ مقرر نہیں کیا جاسکتا عرفاً جس کو جہر مفرط سمجھا جاوے وہ مفرط ہے جس کو متوسط سمجھا جاوے وہ متوسط ہے۔ اور مختار ہمارے مشائخ کا یہ ہے کہ جس کے لئے اس کا شیخ جہر کو تجویز کرے ان کو اتنا جہر کرنا چاہیئے جس سے قلب پر اثر پہنچ سکے اور دماغ پریشان نہ ہو۔ اس سے زیادہ جہر فضول ہے، البتہ کسی وقت غیر اختیاری طور پر جہر میں شدت پیدا ہو جاوے تو اس میں بھی مضائقہ نہیں اور یہ امر ہر حال میں قابل نظر ہے کہ اس کے جہر سے دوسروں کی نماز تسبیح

(۱) کفایۃ المفتی ۲/۷۷۔

یا نیند میں خلل بغیر ان کی اجازت کے نہ آئے۔(۱)

فتاوی خلیلیہ میں ہے:

سوال: ذکر باخفاء افضل ہے یا بجہر؟ اور حالت ذکر میں بعض مرتبہ وجد میں آ کر زانو پر ہاتھ مارنا، تالی بجانا، کودنا، چلانا وغیرہ امور کا کیا حکم ہے؟

الجواب: ذکر الٰہی خواہ باخفاء ہو یا بجہر ہو عبادت ہے اور اگرچہ ذکر خفی بوجہ عدم مظنہ ریا ذکر جہر سے افضل ہے لیکن اگر ذکر جہری خالی از ریاء ودیگر مفاسد مثل تأذی مصلین، نائمین وقارئین وغیرہ ہو تو بوجہ مشقت ذکر خفی سے افضل ہوتا ہے۔ (بحوالہ شامی)

اور بحالت ذکر اگر وجد (یعنی شور وغل وغیرہ) ریا وسمعہ کے طور پر ہو تو مذموم وحرام ہے اور جو بلا اختیار بلا ریا وبلا سمعہ ہو (تو) مضائقہ نہیں بحوالہ شامی۔(۲)

عمدۃ الفقہ میں ہے:

ذکر سے آواز کا بلند کرنا (یعنی ذکر جہری) مسجد میں اس وقت مکروہ ہے جبکہ اس میں ریا کا خوف ہو یا نمازیوں وقاریوں یا سونے والوں کی ایذا کا خوف ہو اور اگر ان باتوں کا خوف نہ ہو تو مکروہ نہیں، بلکہ بعض علماء کے نزدیک ذکر جہری ہی افضل ہے اس لئے کہ اس کا فائدہ سننے والوں کو بھی ہوتا ہے اور خود ذکر کرنے والا بیدار دل رہتا ہے اور اس کی ہمت فکر کی طرف متوجہ رہتی ہے اور اپنے کان اس کی طرف لگاتا ہے اور یہ نیند کو دور کرتا ہے اور نشاط کو بڑھاتا ہے۔(۳)

(۱) فتاوی دارالعلوم دیوبند ۲/۲۴۹۔
(۲) فتاوی خلیلیہ ۱/۳۲۷۔
(۳) عمدۃ الفقہ ۲/۲۸۷۔

ذکر جہری کی ایک جھلک اکابرین کی خانقاہوں میں

(۱) گنگوہ کی خانقاہ میں ذکر جہری:

حضرت حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحب قاسمیؒ نے فرمایا کہ خانقاہ کے پاس ہی تالاب تھا جس کے دوسری طرف ایک مسجد تھی اس مسجد میں حضرت مولانا یحییٰ کاندھلویؒ کا اپنے تلامذہ و متعلقین کے ساتھ قیام تھا نصف شب کے بعد سے خانقاہ سے بھی ذکر جہری شروع ہو جاتا اور حضرت مولانا یحییٰ والی مسجد سے بھی، جس کے اثر سے پوری فضا لا الہ الا اللہ ، الا اللہ اور اللہ اللہ کی ضربوں سے گونج اٹھتی تھی جس کے نتیجے میں تالاب پر کپڑے دھونے والے دھوبی بھی اس ذکر جہری سے متاثر ہوئے اور ان کا دائمی معمول بھی یہ بن گیا کہ جب کپڑا پتھر پر مارتے تو زبان سے ضرب کے ساتھ اللہ اللہ کا نعرہ بھی لگاتے۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریاؒ نے تحریر فرمایا ہے کہ:

قطب الارشاد حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کی طریقت کا حال یہ تھا کہ حضرت قدس سرہ کی خانقاہ کے قریب جو عام گڑھا ''تالاب'' مشہور ہے اس میں پچاس ساٹھ دھوبی آخر شب میں کپڑے دھویا کرتے تھے وہ بجائے مختلف آوازوں کے اللہ اللہ کی صدائیں لگایا کرتے تھے۔

(۲) بنگلہ والی مسجد ''مرکز تبلیغ'' میں ذکر جہری:

امام التبلیغ اسوۃ السلف الصالحین حضرت اقدس مولانا محمد الیاس صاحب کاندھلویؒ کے زمانہ میں بنگلہ والی مسجد ''مرکز تبلیغ'' میں ہمیشہ کا معمول تھا کہ لوگ تہجد پڑھنے کے بعد مسجد میں اور باہر صحن میں اور برآمدے میں ذکر جہری میں مشغول ہو جاتے اور ان سب

کی آواز سے مسجد اور اس کے باہر کا سارا حصہ ذکر جہری سے گونجتا رہتا تھا، نیز یہی معمول حضرت مولانا یوسف صاحب کاندھلویؒ کے زمانہ میں بھی تھا۔

(۳) مسجد خانقاہ امدادیہ اشرفیہ تھانہ بھون میں ذکر جہری:

حضرت اقدس حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے زمانہ میں نماز فجر کے بعد لوگ مسجد میں وظیفہ پڑھتے رہتے تھے اور کچھ اہل خانقاہ اور طالب علم کلام پاک کی تلاوت میں مشغول رہتے تھے اور کچھ لوگ ذکر جہری میں محو ہوتے تھے پھر سورج نکلنے پر مدرسہ شروع ہوتا تھا۔

نیز حضرت تھانویؒ جب نماز تہجد کے بعد ذکر فرماتے تھے تو حضرت کے ذکر کے ساتھ ساتھ حضرت خواجہ صاحب اور دوسرے حضرات بھی ذکر شروع کر دیا کرتے تھے۔ اور آپ اس سے منع نہیں فرماتے تھے۔

(۴) مسجد شیرانوالہ میں ذکر جہری:

امام الاولیاء شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ ہر جمعرات کو بعد نماز مغرب ذکر بالجہر کا اہتمام فرماتے۔ تاعمر آپ نے اس پر مواظبت فرمائی اور اپنی اجازت سے جگہ جگہ ذکر کی مجالس قائم کروائیں آپ کے سلسلہ عالیہ میں الحمد للہ اب بھی پاک و ہند کے علاوہ عرب اور یورپین ممالک میں خانقاہیں قائم ہیں اور مجالس ذکر کا اہتمام جاری ہے۔

حضرت اقدس لاہوریؒ اور ان کے جانشین امام الہدیٰ حضرت عبیداللہ انورؒ یہ مجلس ذکر جہری ہر جمعرات کو مغرب کے بعد مسجد شیرانوالہ میں اہتمام سے منعقد کرتے رہے، اس مجلس میں عموماً دو سو کے قریب حضرات شرکت کرتے تھے۔

(۵) برکۃ العصر حضرت شیخ مولانا محمد زکریاؒ کی مجلس میں ذکر جہری:

ہر جمعہ کو حضرت شیخ کا معمول تھا کہ عصر سے مغرب تک مسجد میں ہی معتکف رہتے اور اس دوران مختلف لوگ مریدین و متعلقین بھی حضرت کے ساتھ ہی مسجد میں رہتے

جن میں اکثر ذکر جہری میں مشغول رہتے اور ان کے ذکر سے مسجد گونجتی رہتی۔

دار العلوم دیوبند سے بھی بہت سے اساتذہ وطلبہ شرکت کرتے تھے۔ حضرت اقدس مفتی محمود حسن گنگوہی بھی ہمیشہ اس مجلس میں بہت اہتمام سے شرکت فرماتے۔

یہ مجلس پورے سال ہوتی اور ہندوستان کے اکابر علماء ومشائخ اور مفتیان کرام میں سے اکثر کوئی نہ کوئی اس میں ضرور شرکت کرتا۔ کبھی کسی سے اس بارے میں نکیر سننے میں نہیں آئی۔

حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ کا معمول رمضان المبارک میں اعتکاف کا تھا اس میں دیگر معمولات کے علاوہ ظہر تا عصر ذکر جہری کی مجلس ہوتی تھی جس میں وقت کے اکابر، علماء، مشائخ اور مفتی حضرات شرکت فرمایا کرتے تھے۔

چودہ سو ہجری کا رمضان حضرت مفتی زین العابدین صاحب کی مسجد فیصل آباد میں ہوا، جہاں جم غفیر شریک تھا ان میں حضرت مفتی محمود صاحب گنگوہی، حضرت مفتی اعظم پاکستان، حضرت مفتی ولی حسن صاحبؒ کے علاوہ بہت سے وقت کے اکابر نہ صرف شریک رہتے بلکہ خود بھی اس مبارک مجلس میں ذکر جہری میں محو رہتے تھے۔

(۶) چھتہ والی مسجد دیوبند میں ذکر جہری:

فقیہ الامت مفتی اعظم قطب زمان حضرت مفتی محمود حسن گنگوہیؒ کی قیام گاہ چھتہ والی مسجد دیوبند میں ہمیشہ مجلس ذکر پورا سال روزانہ ہوتی تھی، انتقال سے دو تین سال قبل سے یہ حال ہو گیا تھا کہ روزانہ ذکر جہر کرنے والے کافی تعداد میں آجاتے تو سب مسجد ہی میں مجتمع ہو کر ذکر جہری اپنے اپنے معمول کے مطابق کرتے۔

یہ مجلس ذکر جہری روزانہ بلاناغہ مسجد چھتہ میں ہوتی جب تک حضرت مفتی صاحب کا وہاں قیام رہتا اور جب سفر میں تشریف لے جاتے تو جہاں جاتے وہیں روزانہ مجلس ذکر کا اہتمام ہوتا کہیں مسجد میں اور کہیں کسی مکان پر۔ آپ کا وجود ہی ایک چلتی پھرتی خانقاہ تھا۔

(۷) رائے پور کی خانقاہ میں ذکر جہری:

ہمارے اکابرؒ کی خانقاہوں میں رائے پور شریف کی خانقاہ کی بھی امتیازی شان ہے مفکر اسلام حضرت مولانا ابو الحسن علی ندویؒ سوانح حضرت رائے پوریؒ میں زیر عنوان ''رائے پور شریف کی خانقاہ'' تحریر فرماتے ہیں:

جنگل کی اس خاموش فضا میں خانقاہ اللہ کے نام کی صداؤں سے اور ذکر کی آوازوں سے گونج جاتی۔ رائے پور کی فضا میں ہر آنے جانے والے کو سب سے پہلے جو چیز متوجہ کرتی تھی وہ ذکر کی کثرت ہے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ پتہ پتہ سے اللہ کے نام کی آواز کی صدا آرہی ہے، دن رات کے کم اوقات ذکر کی آواز سے خالی نظر آتے۔

حضرت رائے پوریؒ کی ایک نصیحت:

''اللہ کے ذکر کو دانتوں سے مضبوط پکڑ لینا اور اس میں کسی کی نہ ماننا، چاہے کوئی کتنے ہی دلائل دے۔ مجھے تم اس میں تجربہ کار سمجھو''۔ (۱)

---

(۱) مساجد میں مجالس ذکر جہری کا استحباب (ص ۳۹-۸۸)

ذکر جہری پر ہونے والے اعتراضات اور ان کے جوابات

پہلا اعتراض:

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: " ادعوا ربکم تضرعا وخفية ". (۱)

نیز فرمان باری ہے: " واذکر ربک فی نفسک تضرعا وخیفة ودون الجهر من القول" (۲)

ان دونوں آیات کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ دعاء اور ذکر آہستہ ہونا چاہیئے نہ کہ جہراً۔

جواب:

پہلی آیت کریمہ کا جواب: جمہور مفسرین نے فرمایا کہ یہ آیت کریمہ دعاء کے بارے میں نازل ہوئی ہے نہ کہ ذکر کے بارے میں علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے فرمایا: " الآية في الدعاء لا في الذكر، والدعاء بخصوصه الافضل فيه الاسرار لأنه اقرب الى الإجابة ولذا قال تعالى:" اذ نادى ربه نداء خفيا ومن ثم استحب الاسرار بالاستعاذة في الصلوٰة اتفاقا لانها دعاء. (۳)

مفسرین کی عبارات حسب ذیل درج ہیں:

تفسیر ابن کثیر میں ہے: "واذکر ربک فی نفسک" الآية. وفي الصحيحين عن أنس عن أبي موسى الأشعري قال رفع الناس اصواتهم بالدعاء فقال رسول الله ﷺ ايها الناس اربعوا على انفسكم فانكم

(۱) سورة اعراف، الآية: ۵۵۔
(۲) سورة اعراف، الآية ۲۰۵۔
(۳) الحاوی للفتاوی ۱/۴۷۱۔

لاتدعون اصم ولا غائبا ان الذى تدعون سميع قريب " الى قوله " ولقد كان المسلمون يجتهدون في الدعاء وما يسمع لهم صوت ان كان الا همسا بينهم وبين ربهم وذلك ان الله تعالى يقول " ادعوا ربكم تضرعا وخفية " وذلك ان الله ذكر عبدا صالحا رضى فعله فقال: " اذ نادى ربه نداء خفيا " وقال ابن جريج يكره رفع الصوت والنداء والصياح في الدعاء ويومر بالتضرع والاستكانة. (۱)

روح المعانی میں ہے:

ادعوا ربكم تضرعا وخفية وانه سبحانه ذكر عبدا صالحا فرضى له فعله فقال تعالى اذ نادى ربه نداء خفيا وفي رواية عنه انه قال بين دعوة السر ودعوة العلانية سبعون ضعفا. (۲) وجاء من حديث أبي موسى الأشعري أنه صلى الله عليه وسلم قال لقوم يجتهدون " ايها الناس الى قوله، والمعنى ارفقوا بانفسكم واقصروا من الصياح في الدعاء " (۳)

ترجمہ: تم اپنے رب کو پکارو عاجزی کے ساتھ اور آہستہ اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے نیک بندے کا ذکر فرمایا اس کے فعل سے راضی ہوتے ہوئے پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جب پکارا اپنے رب کو آہستہ۔ اور ایک روایت میں ہے آہستہ دعا کرنے اور جہرا دعا کرنے کے درمیان ستر گنا اضافہ ہے اور ابو موسیٰ اشعریؓ کی روایت میں حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا ایسی قوم کو جو دعا میں اپنے آپ کو تھکا رہی تھی " اے لوگو...الخ اور ارفقوا بانفسکم کا معنی یہ ہے کہ اپنے آپ پر نرمی کرو یعنی دعا میں چلانا کم کرو۔

الفتوحات الالٰہیہ میں ہے:

(۱) تفسیر ابن کثیر ۲/۲۴۷۔
(۲) اس حدیث پر کلام ہے۔
(۳) روح المعانی ۸/۱۳۹۔

قوله خفية " أي فالأدب في الدعاء ان يكون سرا لهذه الآية " (۱)

معارف القرآن میں ہے:

اپنے پروردگار سے دعا کیا کرو عاجزی سے اور چپکے یعنی دعا کا ادب یہ ہے کہ عاجزی اور فروتنی کے ساتھ ہو اور آہستہ آہستہ ہو معلوم ہوا کہ دعا میں اخفاء بہ نسبت جہر کے اولی ہے۔(۲)

فائدہ: تمام عبارات سے واضح ہوتا ہے کہ اس آیت کریمہ سے دعا مراد ہے ذکر جہری کے بارے میں کسی نے تفسیر نہیں فرمائی۔

نیز انہ لا یحب المعتدین کی تفسیر میں بھی مفسرین نے فرمایا کہ اس سے مراد نامناسب چیزوں کا طلب کرنا اور دعاء میں آواز حد سے زیادہ بلند کرنا ہے۔

تفسیر ابن کثیر میں ہے:

لا يسأل منازل الأنبياء وقال احمد : حدثنا عبد الرحمن بن مهدى الى قوله ان سعدا سمع ابنا له يدعوا وهو يقول: اللهم انى أسئلك الجنة ونعيمها واستبرقها ونحوا من هذا واعوذبك من النار وسلاسلها واغلالها فقال لقد سألت الله خيرا كثيرا وتعوذت به من شر كثير وانى سمعت رسول الله ﷺ يقول : " انه سيكون قوم يعتدون فى الدعاء"(۳)

ترجمہ: دعا میں انبیاء کا مرتبہ نہیں مانگا جائیگا روایت میں ہے کہ حضرت سعدؓ نے اپنے بیٹے کو سنا دعا کرتے ہوئے اور وہ اس طرح دعا کررہا تھا اے اللہ میں جنت اور اس کی خوشگواری اور اس کی رونق کا سوال کرتا ہوں اور اس کے مانند اور میں دوزخ اور اس کی زنجیریں اور اس کے طوق سے پناہ چاہتا ہوں تو حضرت سعدؓ نے فرمایا البتہ تو نے بہت

---

(۱) الفتوحات الالٰهية ۲/۱۵۰۔

(۲) معارف القرآن ۳/۱۳۲ – از مولانا ادیس۔

(۳) تفسیر ابن کثیر ۲/۲۴۷۔

زیادہ خیر مانگی اور تو نے بہت برائی سے پناہ مانگی اور میں نے سنا رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے بے شک عنقریب ایسی قوم آئیگی جو دعا میں حد سے تجاوز کریگی۔

دوسری آیت کریمہ کا جواب:

علامہ سیوطیؒ نے نتیجۃ الفکر میں اور مفتی خیر الدین رملیؒ نے فتاوی خیریہ میں چند جوابات تحریر فرمائے ہیں:

قلت : الجواب عن هذه الآية من ثلثة أوجه: الأول أنها مكية كآية الإسراء ولا تجهر بصلاتك ولا تخافت بها وقد نزلت حين كان النبى ﷺ يجهر بالقرآن فيسمعه المشركون فيسبون القرآن ومن أنزله فأمر بترك الجهر سدا للذريعة كما نهى عن سب الأصنام لذلك فى قوله تعالى ﴿ولا تسبوا الذين يدعون من دون الله فيسبوا الله عدوا بغير علم﴾ وقد زال هذا المعنى وأشار إليه ابن كثير فى تفسيره . الثانى: أن جماعة من المفسرين منهم عبد الرحمن بن زيد بن أسلم شيخ مالك، وابن جرير حملوا الآية على الذاكر حال قراءة القرآن وانه أمر له بالذكر على هذه الصفة تعظيما للقرآن أن ترفع عنده الأصوات ويقويه اتصالها بقوله: ﴿واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وأنصتوا﴾ قلت: وكأنه لما أمر بالأنصات خشى من ذلك الإخلاد الى البطالة فنبه على أنه وان كان مأمورا بالسكوت باللسان إلا أن تكليف الذكر بالقلب باق حتى لا يغفل عن ذكر الله ولذا ختم الآية بقوله ﴿ولا تكن من الغافلين﴾ . الثالثة ماذكره الصوفية أن الأمر فى الآية خاص بالنبى ﷺ الكامل المكمل ، وأما غيره ممن هو محل الوساوس والخواطر الرديئة فمأمور بالجهر لأنه أشد تأثيرا فى دفعها ".(۱)

---

(۱) الحاوى للفتاوى ۱/۴۷۱، والفتاوى الخيرية ۲/۱۸۱۔

اس عبارت مذکورہ میں علامہ سیوطیؒ اور مفتی خیر الدین رملیؒ نے آیات کریمہ کے تین جوابات دیئے ہیں، ان کا خلاصہ یہ ہے:

(۱) یہ مکی آیت ہے مکہ مکرمہ میں جہراً تلاوت کرنا منع تھا تاکہ مشرکین سن کر گالیاں نہ دیں جیسا کہ نبی ﷺ کو بھی اس علت کی وجہ سے ﴿ولا تجهر بصلاتك﴾ کا حکم دیا گیا۔ اب یہ مانع ختم ہوگیا۔ تفسیر ابن کثیر میں اس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے، چنانچہ تفسیر ابن کثیر میں ہے "فان المشركين كانوا اذا سمعوا القرآن سبوه وسبوا من انزله وسبوا من جاء به فامره الله تعالى ان لا يجهر به لئلا ينال منه المشركون" (۱)

ترجمہ: اس لئے کہ مشرکین جب قرآن سنتے تھے تو قرآن کو برا بھلا کہتے اور جس نے قرآن اتارا اس کو برا بھلا کہتے اور جو قرآن لے کر آیا اس کو بھی برا بھلا کہتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ قرآن بلند آواز سے نہ پڑھیں تاکہ مشرکین عیب نہ لگائیں۔

(۲) اس آیت کریمہ میں آہستہ ذکر ودعاء کا حکم اس وقت ہے جبکہ قراءتِ قرآن جاری ہوتا کہ ذکر قرآن پر بلند نہ ہو قرآن پاک کی تعظیم کے لئے۔

(۳) یہ حکم نبی کریم ﷺ کے ساتھ خاص ہے، چونکہ آپ ﷺ کامل ومکمل تھے اور ہم لوگ تو محلِ وساوس ہیں اور ہمارے لئے وساوس کو دور کرنے کے لئے ذکر جہری مفید ہے۔

نیز مولانا عبدالحی لکھنوی نے اس آیت کا تفصیلی جواب اپنے رسالہ "سباحۃ الفکر فی الجہر بالذکر" میں تحریر فرمایا ہے۔ مختصراً ذکر کیا جاتا ہے۔

(۱) یہ اللہ تعالیٰ کا حکم شفقت ونرمی کے لئے ہے فرض یا واجب کرنے کے لئے نہیں ہے۔

(۲) اس آیت کریمہ سے مطلق جہر کی ممانعت نہیں ثابت ہوتی بلکہ جہر مفرط کی

(۱) تفسیر ابن کثیر ۲/۳۱۳۔

ممانعت ثابت ہوتی ہے، چنانچہ امام رازی نے اپنی تفسیر میں بیان فرمایا ہے: ودون الجهر المفرط جیسا کہ باری تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿ولا تجهر بصلاتك ولا تخافت بها وابتغ بين ذلك سبيلا﴾ (۱)

نیز مذکورہ آیت مکی ہے۔ اور ﴿فاذا قضيتم مناسككم فاذكروا الله كذكركم آبائكم﴾ یہ آیت مدنی ہے اس کے شان نزول کے بارے میں تمام مفسرین کا اتفاق ہے کہ مشرکین اپنے آباء واجداد کا تفاخر جہراً کیا کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا جس طرح آباء واجداد کا ذکر کرتے ہو اسی طرح اللہ تعالیٰ کا بھی کثرت سے ذکر کرو تو اس میں دو چیزیں مقصود ہیں: (۱) آباء واجداد کی جگہ اللہ تعالیٰ کا کثرت سے ذکر کو۔ (۲) تفاخر ومشاعرہ کو دل سے نکالنے اور اس کو بھلانے کے لئے اللہ تعالیٰ کا ذکر جہراً کرو تاکہ اوقع فی القلب ہو۔

روح المعانی میں اس آیت کا جواب لکھا ہے:

وفصل آخرون فقالوا: الإخفاء أفضل عند خوف الرياء، والإظهار أفضل عند عدم خوفه وأولى منه القول بتقديم الإخفاء على الجهر فيما إذا خيف الرياء أو كان في الجهر تشويش على نحو مصل أو قصد تعليم جاهل أو مشتغل بعلم شرعي، وبتقديم الجهر على الإخفاء فيما إذا خلا عن ذلك وكان فيه قصد تعليم جاهل أو نحو إزالة وحشة عن مستوحش أو طرد نحو نعاس أو كسل عن الداعي نفسه أو ادخال سرور على قلب مؤمن أو تنفير مبتدع عن بدعة أو نحو ذلك" (۲)

ترجمہ: اور دوسرے حضرات نے تفصیل بیان کی ہیں پس فرمایا: سری افضل ہے

(۱) سباحۃ الفکر فی الجہر بالذکر (ص ۳۲)۔

(۲) روح المعانی ۸/۱۴۰۔

جبکہ ریا کا اندیشہ ہو اور جہری افضل ہے جبکہ ریاء کا اندیشہ نہ ہو اور بہتر یہ ہے کہ سری کو مقدم کرے جہری پر ان مواقع میں جہاں ریاء کا خوف کرے یا جہر میں نمازی کو یا سونے والے کو یا تلاوت کرنے والے کو یا علم شرعی میں مشغول شخص کو اذیت کا اندیشہ ہو اور اگر یہ موانع موجود نہ ہوں تو جہر کو سر پر مقدم کیا جائیگا اور اس میں نہ جاننے والے کو سکھانے کا یا وحشت کے دور کرنے کا یا نیند بھگانے کا یا خود اپنے آپ سے سستی دفع کرنے کا یا مومن کے قلب میں خوشی پیدا کرنے کا یا بدعتی کو بدعت سے باز رکھنے کا یا اس کے علاوہ کا ارادہ ہو یعنی ان تمام صورتوں میں جہری مقدم ہوگا سری پر۔

دوسرا اعتراض:

صحاح ستہ کی روایت ہے حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

كنا مع رسول الله ﷺ في غزاة فجعلنا لا نهبط واديا ولا نصعد شرفا إلا رفعنا أصواتنا بالتكبير فدنا منا وقال: يا أيها الناس اربعوا على أنفسكم فإنكم لا تدعون أصم ولا غائبا إنما تدعون سميعا بصيرا إن الذى تدعون أقرب إليكم من عنق راحلة أحدكم .

خلاصہ: حضرت ابوموسی اشعری فرماتے ہیں کہ کسی غزوہ میں ہم حضور ﷺ کے ساتھ تھے ہم جب کسی نیچی جگہ اترتے اور اوپر کو چڑھتے تو بلند آواز سے تکبیر پڑھتے تھے تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: اے لوگو اپنی ذات پر نرمی کا معاملہ کرو اس لئے کہ تم لوگ کسی بہرے کو اور غائب کو نہیں پکارتے ہو بلکہ تم سمیع بصیر سننے والے دیکھنے والے کو پکارتے ہو جس کو تم پکارتے ہو وہ تمھاری سواری کی گردن سے بھی زیادہ قریب ہے۔

فائدہ: اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ ذکر و اذکار آہستہ کرنا چاہیے۔

جواب:

حضرت مولانا عبدالحی لکھنوی نے اپنے رسالہ میں جواب تحریر فرمایا ہے:

(۱) اربعوا: اس میں اشارہ ہے شفقت اور نرمی کی طرف اور بتانا مقصود یہ ہے کہ

اپنے آپ پر نرمی اور آسانی کا معاملہ کرو، چنانچہ اللمعات شرح المشکوۃ میں ہے:

اربعوا اشارة الى ان المنع من الجهر للتيسير والارفاق لا لكون الجهر غير مشروع. یعنی جہر بذات خود ممنوع نہیں ہاں اگر ذاکر پر بہت بوجھ بنے تو جہر نہ کرے۔

حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا رحمہ اللہ کے خلفاء میں قاری امیر حسن صاحب جہر بالذکر نہیں کرتے تھے ہمارے پیارے دوست مولانا سلیمان گھانجی دامت برکاتہم نے ان سے پوچھا آپ جہر نہیں کرتے؟ انھوں نے فرمایا مجھ سے حضرت شاہ عبد القادر رائپوریؒ نے فرمایا کہ آپ کمزور ہیں آپ ذکر سری کرلیا کریں ذکر جہری آپ کی صحت کے لئے مناسب نہیں۔

فلا يثبت من ذلك استحباب السر ولا كلام فيه وإلى هذا اشار النووى فى شرح المسلم

(۲) جہر مفرط سے روکنا تھا جیسا کہ بعض روایات سے اشارہ ملتا ہے۔ فتح الودود شرح سنن ابی داود میں ہے: **"رفعوا اصواتهم" دلالة على انهم بالغوا فى الجهر فلا يلزم منه المنع من الجهر مطلقا" وقال القارى "فانه ﷺ قال لبعض اصحابه حين رفعوا اصواتهم على وجه المبالغة " اربعوا على انفسكم"**

خلاصہ: بعض صحابہ نے آواز بہت زیادہ بلند کی تھی اس وجہ سے آپ ﷺ نے فرمایا اپنے آپ پر نرمی کرو ورنہ فی نفسہ جہر ممنوع نہیں ہے اس کا قرینہ (۱) یہ ہے کہ ربع کا لفظ شفقت کے لئے آتا ہے۔ (۲) غزوہ خیبر کے موقع پر جہر بالتکبیر کو منع نہیں فرمایا، بلکہ عادت کے خلاف جہر سے منع فرمایا۔ (۳) روایت میں سمیع قریب کا لفظ آیا ہے اور جب آدمی قریب سے بات کرتا ہے تو چپکے چپکے نہیں کرتا۔ اس کا مدار عرف پر ہے۔ عرفا اتنا جہر مراد ہوتا ہے کہ سامنے والا سن لے اس سے زیادہ بلند آواز عادت کے خلاف بھی

جاتی ہے اس حدیث میں عادت کے خلاف کچھ زیادہ آواز بلند ہوئی تھی اس وجہ سے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے منع فرمایا۔ اس کی مناسبت سے میرے استاذ اور شیخ حضرت مفتی رضاء الحق مدظلہ کا واقعہ یاد آیا؛ حضرت نے فرمایا میرے استاذ حضرت مولانا اسحاقؒ صاحب کانوں سے ذرا کم سنتے تھے لہذا ہم کو اونچی آواز سے بولنا پڑتا تھا بعد میں حضرت مفتی ولی الحسن صاحبؒ کے پاس جانا ہوا تو عادت کے مطابق اونچی آواز سے بولنا شروع کیا تو حضرت نے فرمایا میں بہرا نہیں ہوں وہ مولانا اسحاق صاحب ہیں، ذرا پست آواز سے بولو۔ معلوم ہوا بلند آواز عادت کے خلاف معیوب ہے ورنہ فی نفسہ جہر کرنا چاہئے جو عادت کے مطابق ہو ورنہ سامنے والا بات کیسے سنے گا؟

(۳) اگر آپ ﷺ منع نہ فرماتے تو صحابہ کو یہ گمان ہوتا کہ سفر میں بلند آواز سے تکبیر پڑھنا یا وادی میں اترتے وقت اور چڑھتے وقت تکبیر بلند آواز میں پڑھنا مسنون ہے حالانکہ ایسا نہیں، اس وجہ سے منع فرمایا۔(۱)

تیسرا اعتراض:

روایت میں آتا ہے کہ آہستہ ذکر بہتر ہے: "خیر الذکر الخفی". نیز دوسری روایت میں آتا ہے: " فضل الذکر الخفی الذی لا یسمعه الحفظة یزید علی الذکر الذی یسمعه الحفظة سبعین ضعفا " یعنی وہ ذکر جس کو فرشتے نہیں سنتے اس ذکر سے ستر گنا فضیلت رکھتا ہے جس کو فرشتے سنتے ہیں۔

جواب:

اولاً تو دونوں احادیث کی سند پر کچھ کلام ہے اور راوی ضعیف ہیں لہذا دونوں روایتیں ضعیف ہیں اس کے بالمقابل جہر کی روایتیں پہلے گذر چکی ہیں جو صحیح ہیں۔

پہلی حدیث کی تحقیق:

قال الامام البیهقی فی شعب الایمان: أخبرنا محمد بن عبد الله الحافظ

(۱) مباحثة الفكر فی الجهر بالذكر (ص ۳۶-۳۷)

حدثنا أبو العباس محمدبن يعقوب حدثنا الحسن بن مكرم حدثنا عثمان بن عمر حدثنا أسامة بن زيد عن محمد بن عبد الرحمن بن أبى لبيبة عن سعد بن مالك أن رسول الله ﷺ قال : " خير الذكر الخفى وخير الرزق ما يكفى " اسناده ضعيف . فيه محمد بن عبد الرحمن بن أبى لبيبة يقال ابن لبيبة " (۱)

وفى تهذيب الكمال :

قال يحيى بن معين : ليس حديثه بشئ . وفى حاشيته وروى ابن لبيبة عن سعد ابن أبى وقاص مرسلا . قال ابن أبى حاتم سمعت أبى يقول ابن لبيبة لم يدرك سعداً " المراسيل (۲)

قال الحافظ فى تهذيب التهذيب : قلت وقال ابن سعد : كان قليل الحديث . وقال الدارقطنى : ضعيف . (۳)

وفى الجامع فى الجرح والتعديل :

وذكره الدار قطنى فى الضعفاء والمتروكين .(٤)

وقال الذهبى فى ميزان الاعتدال قال يحيىٰ: ليس حديثه بشئ .

وقال الدارقطنى : ضعيف ، وقال آخر : ليس بقوى . (٥)

وقال ابن حجر فى تقريب التهذيب : ويقال ابن لبيبة كثير الارسال من السادسة. (٦)

(۱) بیهقی فی شعب الایمان ۲/ ٤٤٦، فصل فی إدامة ذكر الله عزوجل - مع الحاشية۔
(۲) تهذیب الكمال مع الحاشية ۲۵/ ۶۲۰۔
(۳) تهذیب التهذیب ۹/ ۲۶۰۔
(٤) الجامع فی الجرح والتعديل ۳/ ۳۸۔
(٥) میزان الاعتدال ۵/ ۱۶۔
(٦) تقریب التهذیب ص۳۰۸۔

خلاصہ: یہ حدیث ضعیف ہے اس میں محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لبیبہ راوی جو سعد بن ابی وقاص سے مرسل یعنی منقطع روایت کرتے ہیں اور کثیر الارسال ضعیف راوی ہے۔

دوسری حدیث کی تحقیق:

قال الامام البیهقی فی شعب الایمان: اخبرنا ابو الحسن محمد بن القاسم حدثنا ابو اسحاق ابراهیم بن احمد بن رجاء حدثنا ابو الحسن الغازی حدثنا محمد بن حمید حدثنا ابراهیم بن المختار حدثنا معاویة عن الزهری عن عروة عن عائشة ان النبی ﷺ قال: " الذكر الذی لاتسمعه الحفظة " الحدیث (۱) وعلی هامشه: اسناده ضعیف فیه ضعیفان أحدهما محمد بن حمید. ثانیهما معاویة بن یحییٰ الصدفی.

(۱) محمد بن حمید قال الذهبی فی میزان الاعتدال: محمد بن حمید الرازی الحافظ وهو ضعیف قال یعقوب بن شیبة: كثیر المناكیر وقال البخاری: فیه نظر وكذبه أبو زرعة وقال ابن خراش حدثنا ابن حمید وكان والله یكذب. وجاء عن غیر واحد ان ابن حمید كان یسرق الحدیث ویحدثنا بها وقال النسائی: لیس بثقة، وقال أبو علی النیسابوری: قلت لابن خزیمة: لو اخذت الاسناد عن ابن حمید فان احمد بن حنبل قد أحسن الثناء علیه قال انه لم یعرفه ولو عرفه كما عرفناه ما اثنی علیه اصلاً. (۲)

قال ابن حجر فی تقریب التهذیب:

محمد بن حمید بن حیان الرازی حافظ ضعیف وكان ابن معین

---

(۱) بیهقی فی شعب الایمان ٢/٤٤٩، فی إدامة ذكر الله عزوجل۔

(۲) میزان الاعتدال ٤/٥٠ وكذا فی تهذیب الكمال ٢٥/١٠٢۔

حسن الرای فیه من العاشرة. (۱)

(۲) معاویة بن یحییٰ الصدفی قال ابن حجر فی تقریب التهذیب: معاویة بن یحیی الصدفی هالک لیس بشیئ. وقال ابراهیم بن یعقوب الجوزجانی واضع الحدیث وقال أبو زرعة: لیس بقوی وقال أبو حاتم: ضعیف الحدیث فی حدیثه انكار، وقال أبو داود: ضعیف. وقال النسائی: ضعیف وقال فی موضوع آخر: لیس بثقة، وفی موضع آخر: لیس بشیئ. (۳)

وفی میزان الاعتدال: احادیثه مناكیر وقال ابن معین لیس بشیئ وقال أبو زرعة احادیثه كانها مقلوبة وقال الدارقطنی وغیره: ضعیف وقال ابن حبان: " كان یسرق الكتب ویحدث بها. (٤)

خلاصہ: یہ حدیث ضعیف ہے اس میں دوراوی ہیں: محمد بن حمید اور معاویہ بن یحییٰ الصدفی دونوں انتہائی ضعیف راوی ہیں لہٰذا دونوں روایتیں ضعیف ہیں اس سے استدلال درست نہیں۔

سوال:

اگر کسی کے ذہن میں یہ خلجان پیدا ہو کہ فضائل میں تو ضعیف احادیث پر عمل درست ہے؟

جواب:

(۱) صحیح روایت جو پہلے مذکور ہوئیں اس کے مطابق عمل زیادہ راجح ہوگا۔

---

(۱) تقریب التهذیب ص٢٩٥۔

(۲) تقریب التهذیب ص٣٤٢۔

(۳) تهذیب الكمال ٢٨/٢٢٢۔

(٤) میزان الاعتدال ٥/٢٦٣۔ وكذا فی تهذیب التهذیب ١٠/١٩٩۔

(۲) تطبیق: عمل کرنے کی گنجائش ہے ذکر خفی بھی ناجائز نہیں ہے البتہ احوال اور اشخاص اور زمانہ کا اعتبار کرتے ہوئے ذکر جہری کو افضل قرار دیا ہے اور علماء نے احادیث کی تطبیق بھی زمانہ واشخاص واحوال کے اعتبار سے دی ہے۔

چنانچہ فیض القدیر میں ہے:

اذكروا الله ذكرا خاملا. قيل وما الذكر الخامل؟ قال الذكر الخفي الى قوله وعورض هذا بما قبله ونحوه من الاخبار الدالة على ندب الجهر بالذكر صريحا او التزاما لحديث الحاكم عن شداد بن اوس قال انا لعند رسول الله ﷺ اذ قال ارفعوا ايديكم فقولوا لا اله الا الله ... وخبر البيهقي عن ابن الادرع قال: " انطلقت ...

وأجيب بأن الإخفاء افضل حيث خاف الرياء او تأذى به مصل أو نائم والجهر افضل في غير ذلك لان العمل به اكثر ولان فائدته تتعدى الى السامع ولانه يوقظ قلب الذاكر ويجمع همه الى الفكر ويصرف سمعه اليه ويطرد النوم ويزيد في النشاط". (۱)

اس عبارت میں علامہ مناوی نے احادیث میں تطبیق دی ہے کہ اگر ریاء کا خوف ہو یا جہر کی وجہ سے نمازی یا سونے والے کو تکلیف کا اندیشہ ہو تو سری ذکر افضل ہے۔ اور اس کے علاوہ یعنی یہ باتیں نہ پائی جائیں تو ذکر جہری افضل ہے کیونکہ اس کے فوائد زیادہ ہیں۔

(۱) اس میں عمل زیادہ ہے بنسبت سری کے۔

(۲) ذکر جہری کا فائدہ سننے والوں کو بھی پہنچتا ہے؛ سری میں یہ بات نہیں۔

(۳) غفلت دور ہوتی ہے اور ذاکر کا قلب بیدار رہتا ہے۔

(۴) خیالات ذکر کی طرف متوجہ رہتے ہیں۔

---

(۱) فيض القدير ١/٤٥٧۔

(۵) سننے والوں کو بھی اسی طرف متوجہ رکھتا ہے۔

(۶) نیند سے حفاظت رہتی ہے۔

(۷) ذکر جہری سے نشاط (چستی) بڑھتی ہے، کاہلی وسستی دور ہوتی ہے۔

خلاصہ: یہ ہے کہ موجودہ زمانہ میں جب کہ غفلت دلوں پر چھائی ہوئی ہے اور قساوت کا پردہ دلوں پر پڑا ہوا ہے نیز خیالات پراگندہ ومنتشر ہیں اور لوگ برے خیالات کا شکار ہیں اس حالت میں ذکر جہری سے جتنا فائدہ ہوگا سری سے غالباً نہ ہوگا الا ماشاء اللہ۔ نیز اس کے ساتھ ساتھ کسی کو ضرر وتکلیف نہ پہنچے اس کا ضرور خیال رکھے کہ ایذاء مسلم حرام ہے۔

یہ تطبیق روح المعانی ۸/۱۴۰، اور الاتقان فی علوم القرآن ۱/۱۱۲ میں علامہ نووی سے منقول ہے۔ نیز الحاوی للفتاوی ۱/۴۷۱، اسی طرح علامہ شامی نے بھی ذکر فرمایا ہے۔ شامی ۶/۳۹۸، نیز ۱/۶۶۰ وطحطاوی علی مراقی الفلاح ص ۱۷۴ اور یہ تمام عبارتیں اپنے اپنے موقع پر گذر چکی ہیں۔

چوتھا اعتراض:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایسے لوگوں کے بارے میں فرمایا: " ما أراكم الا مبتدعين " معلوم ہوا کہ بلند آواز سے ذکر کرنا بدعت ہے۔

جواب (۱): علامہ آلوسی نے روح المعانی میں ذکر فرمایا کہ یہ اثر عبداللہ بن مسعود سے ثابت نہیں ہے اگر بالفرض ثابت مان لیں تب بھی اس روایت کے خلاف ہے جو حضرت عبداللہ بن مسعود سے ذکر جہری کے بارے میں ثابت ہے، نیز مولانا عبدالحی لکھنوی نے بھی فرمایا کہ یہ اثر کتب حدیث میں نہیں ملتا اور علامہ سیوطی نے فرمایا ضروری ہے کہ اس کی تحقیق کی جائے کہ اس کی سند کیا ہے اور محدثین میں سے کس نے بیان فرمایا ہے؟

چنانچہ عبارات حسب ذیل ہیں:

روح المعانی میں ہے:

وما ذكر في الواقعات عن ابن مسعود من انه رای قوما يهللون

برفع الصوت فی المسجد فقال : " ما اراکم الا مبتدعین حتی اخرجهم من المسجد " لا یصح عند الحفاظ من الأئمة المحدثین وعلی فرض صحته هو معارض بما یدل علی ثبوت الجهر منه رضی الله عنه مما رواه غیر واحد من الحفاظ اومحمول علی الجهر البالغ". (۱)

سباحۃ الفکر فی الجہر بالذکر میں ہے:

ومنها اخراج ابن مسعود رافعی أصواتهم فی المساجد وقوله لهم : ما أراکم الا مبتدعین. والجواب عنه من وجوه :

أحدها : ان هذا الأثر وان ذکره جمع من الفقهاء لکن لم یوجد له اثر فی کتب الحدیث بل الثابت عنه خلافه " (۲)

الحاوی للفتاوی میں ہے:

فان قلت: فقد نقل عن ابن مسعود انه رأی قوما یهللون برفع الصوت فی المسجد فقال ما أراکم الا مبتدعین حتی أخرجهم من المسجد. قلت: هذا الاثر عن ابن مسعود یحتاج الی بیان سنده ومن اخرجه من الأئمة الحفاظ فی کتبهم ". (۳)

فیض القدیر میں ہے:

وأما ما نقل عن ابن مسعود من انه رأی قوما یهللون برفع الصوت فی المسجد فقال ما أراکم الا مبتدعین وامر باخراجهم فغیر ثابت. (۴)

ان تمام حضرات کی عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ عبداللہ بن مسعود کا اثر ثابت

(۱) روح المعانی ۱۶/۱۶۳۔

(۲) سباحۃ الفکر ص ۴۲۔

(۳) الحاوی للفتاوی ۱/۴۷۲۔

(۴) فیض القدیر ۱/۴۵۷۔

نہیں ہے لیکن یہ جواب درست نہیں کیونکہ یہ اثر سنن دارمی، مصنف عبدالرزاق اور طبرانی میں کئی طرق سے مروی ہے لہٰذا ان حضرات کے غیر ثابت کہنے کی کوئی وجہ ضرور ہوگی۔

چنانچہ سنن دارمی، مصنف عبدالرزاق اور طبرانی کی تمام روایات پر غور کرنے سے نفس واقعہ کا ثبوت ملتا ہے، لیکن مسجد سے نکالنے کا صحیح روایت سے ثبوت نہیں ملتا، چنانچہ فأمر باخراجهم کے الفاظ تتبع کثیر کے باوجود کسی صحیح روایت میں نہ ملے صرف طبرانی کی ایک روایت میں مذکور ہے فأمرهم ان یتفرقوا نیز مصنف عبدالرزاق میں بھی یہی الفاظ ہے ایک ہی سند سے اور اس سند میں انقطاع ہے ابوالبختری عبداللہ بن مسعود سے روایت کرتے ہیں اور ان کا سماع عبداللہ بن مسعود سے ثابت نہیں ہے لہٰذا مسجد سے نکالنا کسی بھی صحیح روایت میں نہ ملا تمام روایتیں حسب ذیل درج کی جاتی ہے:

سنن دارمی میں ہے:

أخبرنا الحکم بن المبارک (۱) أنا عمر بن یحییٰ (۲) قال : سمعت أبی (۳)

(۱) قال الحافظ صدوق ربما وهم، تقریب التهذیب ص ۸۰ وقال الذهبی : صدوق۔ میزان الاعتدال ۱/۵۷۹۔

(۲) والصحیح عمرو بن یحییٰ قال الذهبی : قال یحی بن معین: لیس حدیثه بشیء، قد رأیته (میزان الاعتدال ۳/۲۹۳)۔ کذا فی المغنی فی الضعفاء ۲/۷۶، وأیضاً فی لسان المیزان ۶/۲۳۲۔ وقال ابن عدی حدثنا احمد بن علی، ثنا اللیث بن عبدة قال : سمعت یحییٰ بن معین یقول : عمرو بن یحییٰ بن سلمة سمعت منه لم یکن برضی۔ الکامل فی ضعفاء الرجال ۵/۱۲۲۔ وقال ابن الجوزی : قال یحییٰ بن معین : لیس حدیثه بشیء وقال مرة لم یکن بمرضی۔ وقال الرازی : ذکره أبی عن اسحاق بن منصور عن یحییٰ ابن معین انه قال : عمرو بن یحییٰ بن سلمة ثقة۔ کتاب الجرح والتعدیل ۶/۲۶۹۔

(۳) أبی أی یحییٰ بن عمرو بن سلمة: قال البخاری فی تاریخ الکبیر : یحی بن عمرو بن سلمة الهمدانی ویقال الکندی الکوفی عن ابیه روی عنه الثوری وشعبة وعاصم الاحول۔ التاریخ الکبیر ۸/۲۹۲۔ وقال الرازی فی الجرح والتعدیل : روی عن ابیه روی عنه شعبة والثوری والمسعودی وقیس بن الربیع وابنه عمرو بن یحی سمعت ابی یقول ذلک، کتاب الجرح والتعدیل ۹/۱۷۶۔

يحدث عن ابيه (١) قال كنا نجلس على باب عبد الله بن مسعود قبل صلاة الغداة ، فإذا خرج مشينا معه إلى المسجد فجاء نا أبو موسى الأشعرى فقال: أخرج اليكم أبو عبد الرحمن بعد؟ قلنا لا ، فجلس معنا حتى خرج ، فلما خرج قمنا إليه جميعا فقال له أبو موسى : يا أباعبد الرحمن إني رأيت في المسجد آنفا أمرا أنكرته ولم أر والحمد لله إلا خيرا . قال فما هو ؟ فقال: إن عشت فستراه . قال رأيت في المسجد قوما حلقا جلوسا ينتظرون الصلاة في كل حلقة رجل وفي أيديهم حصا فيقول : كبروا مائة ، فيكبرون مائة ، فيقول: هللوا مائة ، فيهللون مائة ويقول سبحوا مائة فيسبحون مائة. قال : فما ذا قلت لهم؟ قال : ما قلت لهم شيئا انتظار رأيك أو انتظار أمرك . قال : أفلا أمرتهم أن يعدوا سيئاتهم ، وضمنت لهم أن لا يضيع من حسناتهم، ثم مضى ومضينا معه حتى أتى حلقة من تلك الحلق ، فوقف عليهم فقال : ماهذا الذى أراكم تصنعون؟ قالوا : يا أبا عبدالله حصا نعد به التكبير والتهليل والتسبيح . قال : فعدوا سيئاتكم ، فأنا ضامن أن لا يضيع من حسناتكم شئى ، ويحكم يا أمة محمد ما أسرع هلكتكم ، هؤلاء صحابة نبيكم صلى الله عليه وسلم متوافرون ، وهذه ثيابه لم تبل ، وآنيته لم تكسر ، والذى نفسي بيده إنكم لعلى ملة هى أهدى من ملة محمد ؟ أو مفتتحوا باب ضلالة ؟ قالوا : والله ياأبا عبد الرحمن ، ما أردنا إلا الخير ؟ قال وكم من مريد للخير لن يصيبه ، أن رسول الله حدثنا فقال عمرو بن سلمة: رأينا عامة أولئك الحلق يطاعنونا يوم

(١) ابيه أي عمرو بن سلمة بن الحارث الهمداني الكوفي : قال الحافظ : ثقة ، تقريب التهذيب ص ٢٦٠ ، وقال محمد بن سعد : وكان ثقة قليل الحديث ، الطبقات الكبرى ٢١١/٦ ، وترجم له البخاري في التاريخ الكبير ٣٣٧/٦ ـ

النهروان مع الخوارج. (١)

طبرانی میں ہے:

(١) حديث : حدثنا على بن عبد العزيز ثنا أبو نعيم ثنا سفيان عن سلمة بن كهيل عن أبي الزعراء ، قال جاء المسيب بن نجية الى عبدالله فقال انى تركت قوما بالمسجد يقولون من سبح كذا وكذا فله كذا وكذا قال قم يا علقمة ، فلما رآهم قال يا علقمة اشغل عنى أبصار القوم، فلما سمعهم وما يقولون ، قال انكم لتمسكون بذنب ضلالة أو أنكم لا هدى من أصحاب محمد ﷺ .

(٢) حديث : حدثنا اسحاق بن ابراهيم الدبرى عن عبد الرزاق عن ابن عيينة عن بيان عن قيس بن أبى حازم قال ذكر لابن مسعود قاص يجلس بالليل ويقول للناس قولوا كذا وقولوا كذا ، فقال اذا رأيتموه فأخبرونى قال فأخبروه، فجاء عبد الله متقنعا فقال: من عرفنى فقد عرفني ومن لم يعرفنى فأنا عبد الله بن مسعود تعلمون انكم لأهدى من محمد ﷺ وأصحابه وإنكم لمتعلقون بذنب ضلالة. (٢)

(٣) حديث : حدثنا اسحاق بن ابراهيم الدبرى عن عبد الرزاق عن جعفر بن سليمان أنا عطاء بن السائب لا أعلمه الا عن أبى البخترى – قال بلغ عبد الله بن مسعود ان قوما يقعدون من المغرب إلى العشاء يسبحون يقولون قولوا كذا وقولوا كذا قال عبد الله ان قعدوا فأذنونى فلما جلسوا أتوه فانطلق فدخل معهم ، فجلس وعليه برنس، فأخذوا

(١) سنن دارمی ٧٩/١ ـ

(٢) المعجم الكبير للطبراني ١٣٣/٩ ـ

فی تسبیحهم ، فحسر عبد الله عن رأسه البرنس وقال أنا عبد الله بن مسعود ، فسكت القوم ، فقال لقد جئتم ببدعة ظلماء ، أو لقد فضلتم أصحاب محمد ﷺ علما ، فقال رجل من بنی تمیم ما جئنا ببدعة ظلما ولا فضلنا أصحاب محمد ﷺ علما، فقال عمرو بن عتبة بن فرقد استغفر الله یا ابن مسعود وأتوب الیه فأمرهم أن یتفرقوا ، قال ورأى ابن مسعود حلقتین فی مسجد الکوفة فقام منها فقال أیتکما کانت قبل صاحبتها ؟ قالت احداهما نحن، فقال للاخرى قوموا الیها فجعلهم واحدة. (۱)

(۳) حدیث: حدثنا أبو مسلم الکشی ثنا أبو عمر الضریر أنا حماد بن سلمة أن عطاء بن السائب أخبرهم عن أبی عبد الرحمن السلمی قال کان عمرو بن عتبة بن فرقد السلمی ومعضد فی أناس من أصحابهما اتخذوا مسجدا یسبحون فیه بین المغرب والعشاء کذا ویهللون کذا ویحمدون کذا ، فأخبر بذلک عبد الله بن مسعود ، فقال للذی أخبره اذا جلسوا فأذنونی فلما جلسوا آذنه ، فجاء عبد الله علیه برنس حتى دخل علیهم فکشف البرنس عن رأسه ثم قال أنا ابن أم عبد والله لقد جئتم ببدعة ظلماء ، أو قد فضلتم أصحاب محمد ﷺ ، فقال معضد وکان رجلا مفوها والله ما جئنا ببدعة ظلماء، ولا فضلنا أصحاب محمد ﷺ فقال عبد الله لئن أتبعتم القوم، لقد سبقوکم سبقا مبینا ، ولئن جرتم یمینا وشمالا لقد ضللتم ضلالا بعیدا .(۲)

(۱) المعجم الکبیر للطبرانی ۹/۱۲٤ـ قال الهیثمی فی مجمع الزوائد وفیه عطاء ابن السائب وهو ثقة لکنه اختلط ـمجمع الزوائد ۱/۱۸۱ـ وعلى هامش المجمع ابن (ابو) البختری لم یسمع من ابن مسعود فالحدیث منقطع ۱/۱۸۲ـ
(۲) المعجم الکبیر للطبرانی ۹/۱۳٥ـ

(٥) حدیث: حدثنا علی بن عبد العزیز ثنا أبو النعمان عارم ثنا حماد بن زید عن مجالد بن سعید عن عمرو بن سلمة قال کنا قعودا عند باب ابن مسعود بین المغرب والعشاء ، فأتى أبو موسى، فقال أخرج الیکم أبو عبد الرحمن؟ قال فخرج ابن مسعود ، فقال أبو موسى ما جاء بک هذه الساعة ؟ قال لا والله الا أنی رأیت أمرا ذعرنی ، وانه لخیر ، ولقد ذعرنی وانه لخیر، قوما جلوس من المسجد ، ورجلا یقول لهم سبحوا کذا وکذا ، احمدوا کذا وکذا، قال فانطلق عبد الله وانطلقنا معه حتى أتاهم ، فقال ما أسرع ما ضللتم وأصحاب محمد ﷺ أحیاء وأزواجه شواب وثیابه وآنیته لم تغیر واحصوا سیئاتکم فأنا أضمن على الله ان یحصی حسناتکم . (۱)

مصنف عبدالرزاق میں ہے:

عبد الرزاق عن ابن عیینة عن بیان عن قیس بن أبی حازم قال: ذکر لابن مسعود قاص یجلس باللیل ویقول للناس، قولوا کذا، قولوا کذا ، (فقال) إذا رأیتموه فأخبرونی، فأخبروه . قال : فجاء عبدالله متقنعا . فقال من عرفنی فقد عرفنی . ومن لم یعرفنی فأنا عبد الله بن مسعود، تعلمون أنکم لأهدى من محمد وأصحابه وإنکم لمتعلقین بذنب ضلالة.

عبد الرزاق عن جعفر قال: أخبرناعطاء بن السائب قال : لا أعلمه إلا عن أبی البختری (۲) قال : بلغ عبد الله بن مسعود أن قوما یقعدون

(۱) المعجم الکبیر للطبرانی ۹/۱۳٦ـ وفیه مجالد بن سعید وثقه النسائی وضعفه البخاری وأحمد بن حنبل ویحیى۔
(۲) ابو البختری لم یسمع من ابن مسعود فالحدیث منقطع۔

من المغرب إلى العشاء يسبحون يقولون : قولوا كذا " قال عبدالله إن قعدوا فأنوني بهم ، فلما جلسوا آذنوه فانطلق إذا آذنوه . فدخل معهم وعليه برنس فأخذوا في تسبيحهم فحسر عبد الله عن رأسه البرنس . وقال أنا عبد الله بن مسعود ، فسكت القوم فقال لقد جئتم ببدعة ظلماء أو لقد فضلتم أصحاب محمد ﷺ علما فقال عمرو بن عتبة بن فرقد : أستغفر الله يا ابن مسعود وأتوب إليه . قال فأمرهم أن يتفرقوا. ورأى ابن مسعود حلقتين في مسجد الكوفة فقال : أيتكما كانت قبل صاحبتها ؟ فقالت إحداهما : نحن . قال للأخرى تحولوا إليهم فجعلها واحدة.

عبد الرزاق عن معمر عن عطاء بن السائب قال سمع ابن مسعود بقوم يخرجون الى البرية معهم قاص يقول : سبحوا ثم قال أنا عبد الله بن مسعود ولقد فضلتم أصحاب محمد ﷺ علما أو لقد جئتم ببدعة ظلماء . وان تكونوا قد أخذتم بطريقتهم فقد سبقوا سبقا بعيدا . وان تكونوا خالفتموهم فقد ضللتم ضلالا بعيدا على ما تعددون أمر الله . (۱)

جواب(۲): علماء نے دوسرا جواب یہ دیا ہے کہ اگر عبداللہ بن مسعود کا اثر ثابت ہے تو یہ دوسری بہت ساری صحیح مرفوع روایات سے متعارض ہے جو پہلے گذر چکیں، نیز عبداللہ بن مسعود سے بھی اس اثر کے خلاف روایت مروی ہے جس کو علامہ سیوطی اور دوسرے حضرات نے نقل کی ہے مفہوم یہ ہے کہ ابووائل کہتے ہیں کہ یہ لوگ عبداللہ بن مسعود کے بارے میں گمان کرتے ہیں کہ وہ ذکر سے روکتے ہیں حالانکہ میں عبداللہ بن مسعود کی مجلس میں جب بھی بیٹھا اس مجلس میں ذکر کرنا ثابت ہے تو معلوم ہوا کہ راوی کا عمل اپنے پہلے عمل کے خلاف ہو تو اس کے دوسرے عمل کو ترجیح ہوگی اس لئے کہ شاید ان کے

(۱) مصنف عبدالرزاق ۳/ ۲۲۱، ۲۲۲۔

نزدیک وہ عمل منسوخ ہوگا جیسا کہ حضرت عائشہ کی روایت فنكاحها باطل اس کے خلاف ان کا عمل تھا کہ انھوں نے خود اپنی بھتیجی کا نکاح کروایا تھا والد کی عدم موجودگی میں تو علماء احناف نے اسی کو ترجیح دی۔ عبارات حسب ذیل ہیں:

الحاوی للفتاوی میں ہے:

وعلى تقديره ثبوته فهو متعارض بالاحاديث الكثيرة الثابتة المتقدمة وهي مقدمة عليه عند التعارض ثم رأيت ما يقتضي انكار ذلک عن ابن مسعود قال الإمام احمد بن حنبل في كتاب الزهد : ثنا حسين بن محمد ثنا المسعودي عن عامر بن شقيق عن أبي وائل قال هولاء الذين يزعمون عن عبدالله كان ينهى عن الذكر ما جلس عبد الله مجلسا قط الا ذكر الله فيه . (۱)

نیز مذکورہ بالا روایات میں عبداللہ بن مسعود کا یہ عمل مروی ہے کہ انھوں نے مسجد میں ذکر کے دو حلقوں کو ایک بنایا۔ طبرانی اور مصنف عبدالرزاق کی حدیث ملاحظہ کیجئے۔ معلوم ہوا کہ وہ حلقات ذکر کے خلاف نہیں تھے، نیز جس روایت میں بدعة ظلماء کا لفظ آیا ہے وہ روایت منقطع ہے ابوالبختری کا سماع عبداللہ بن مسعودؓ سے ثابت نہیں لہٰذا وہ قابل استدلال نہیں اور سنن دارمی کی روایت سے پتہ چلتا ہے کہ سد باب کے طور پر فرمایا تھا، تاکہ آگے چل کر کہیں بدعت کا کام شروع نہ ہو جائے، چنانچہ سنن دارمی میں ہے: أو مفتحوا باب ضلالة یعنی گمراہی کا دروازہ کھل سکتا تھا اس وجہ سے پہلے ہی سے سدِ باب فرمادیا جس کی مزید وضاحت آگے آرہی ہے۔

رواح المعانی میں ہے:

وعلى فرض صحته هو متعارض بما يدل على ثبوته الجهر منه

(۱) الحاوی للفتاوی ۱/ ۴۷۲۔

رضی اللہ عنہ ممارواہ غیر واحد من الحفاظ أو محمول علی الجہر البالغ".(١)

فیض القدیر میں ہے:

وبفرض ثبوتہ یعارض ما فی کتاب الزہد لاحمد عن شقیق بن أبی وائل قال ہولاء الذین یزعمون ان عبد اللہ کان ینہی عن الذکر. ما جلستہ مجلسا قط الا ذکر اللہ فیہ".(٢)

جواب (٣) صاحب بزازیہ نے جواب دیا ہے کہ عبداللہ بن مسعود کا نکالنا ان لوگوں کے اس طرح مجلس لگانے کو عبادت سمجھنے کی وجہ سے تھا اور لوگوں کو بتانے کے لئے کہ ذکر کی مجلس کو عبادت مقصودہ سمجھنا بدعت ہے ورنہ فی نفسہ جائز ہے۔ مگر اس کو شریعت اور سنت کا درجہ نہ دیں۔

فتاوی بزازیہ میں ہے:

قلت الإخراج عن المسجد لو نسب الیہ بطریق الحقیقة. یجوز أن یکون لاعتقادہم العبادة فیہ ولتعلیم الناس بانہ بدعة والفعل جائز.(٣)

یعنی فعل جائز ہے لیکن اس کو عبادت مسنونہ مقصودہ سمجھنا بدعت ہے۔

جواب (٤): علامہ آلوسی کی ذکر کردہ عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ مسجد میں بہت زیادہ آواز بلند کرکے ذکر کررہے تھے اس وجہ سے منع فرمایا۔ أو محمول علی الجہر البالغ".(٤)

جواب (٥): سنن دارمی کی روایت سے پتہ چلتا ہے کہ یہ کوئی گمراہ فرقہ کے لوگ تھے

(١) روح المعانی ١٦/١٦٣۔
(٢) فیض القدیر ١/٤٥٧۔
(٣) فتاوی بزازیہ علی ہامش الہندیة ٦/٣٧٨۔
(٤) روح المعانی ١٦/١٦٣۔

جو بدعت کا رواج ڈالنا چاہتے تھے مسلمانوں کے درمیان کسی خاص طریقہ کو لازم کرکے؛ اس وجہ سے جب عبداللہ بن مسعود کو اس بات کا علم ہوا تو آپ نے سخت الفاظ میں ڈانٹا اور فرمایا: لقد جئتم ببدعة ظلماء تم لوگوں نے گمراہی کا کام شروع کردیا۔ انکم لا ہدی من محمد ﷺ و أصحابہ ؟ کیا تم اصحاب محمد ﷺ سے زیادہ ہدایت پر ہو؟ انکم لعلی ملة ہی اہدی من ملة محمد ؟ کیا تم لوگ محمد ﷺ کی شریعت سے زیادہ ہدایت پر ہو؟

فقال عمرو بن سلمة رأینا عامة اولئک الحلق یطاعنونا یوم النہروان مع الخوارج ".(١)

عمرو بن سلمہ فرماتے ہیں ان میں اکثر لوگوں کو ہم نے دیکھا جنگ نہروان کے دن خوارج کے ساتھ ملکر ہم پر نیزے سے وار کرتے تھے۔

نوٹ: یہ تمام الفاظ اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ وہ کسی گمراہ فرقہ کے لوگ تھے اور بدعت کی بنیاد ڈالنا چاہتے تھے اور بعد میں خوارج کے ساتھ مل گئے اور اس حقیقت کو عبداللہ بن مسعود نے اپنی ایمانی فراست سے پہلے ہی معلوم کرلیا تھا اسی وجہ سے ڈانٹا، ورنہ ذکر کرنے والوں کو برا بھلا کہنا وہ بھی ایک جلیل القدر صحابی جو ہمیشہ ذکر وفکر میں رہنے والے سے بہت بعید ہے، نیز ہمیشہ ذکر واذکار میں رہنے والے صوفیاء کرام خیر القرون والے اتنے جلدی گمراہ ہوجائیں یہ بھی سمجھ سے بعید ہے۔ واللہ اعلم۔

جواب (٦): شیخ الاسلام حضرت اقدس مدنیؒ کا جواب:

حضرت سے عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت مذکورہ کے بارے میں دریافت کیا گیا تو حضرت نے جواب میں تین احادیث ذکر فرمائی جو فضائل ذکر میں گزر گئیں اس کے بعد فرمایا: یہ روایات اور ان کے ہم معنی شیخین وغیرہما کی مرفوعات صحیحہ ہیں ان کے مقابلہ میں دارمی کی وہ روایت جو آپ نے ذکر فرمائی ہیں کیا حیثیت رکھتی ہیں؟ جبکہ وہ موقوف

(١) سنن دارمی ١/٧٩۔

ہیں اور اس کے روات متفق علیہ نہیں ہیں اگر چہ ثقات ہیں ۔ (روات کی مختصر تحقیق سنن دارمی کی روایت کے تحت حاشیہ میں گزر چکی ہیں) اس لئے معارضہ کیا جائے گا تو مذکورہ بالا (یعنی صحیح روایات) ہی کو ترجیح ہوگی ۔ (۱)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت پر مزید تبصرہ:

(۱) جب کوئی عمل قرآن اور احادیث سے ثابت ہو تو کسی صحابی کا اس کو بدعت کہنا مضر نہیں ہے ۔ حضرت ابن عمرؓ نے صلوۃ الضحیٰ کو بدعت کہا لیکن صلوۃ الضحیٰ بدعت نہیں بلکہ مستحب ہے ہاں ابن عمرؓ کے قول کی تاویل کی جائیگی ۔

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے:

حدثنا وکیع قال حدثنا حاجب بن عمر عن الحکم بن الاعرج قال سألت ابن عمر عن صلوة الضحی فقال بدعة".(۲)

حضرت عمرؓ اور ابن مسعودؓ جنبی کے لئے تیمّم کو ممنوع سمجھتے تھے ۔

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے:

عن عمر قال لا یتیمم الجنب و ان لم یجد الماء شهرا.(۳)

وعن شقیق قال کنت جالسا مع عبد الله و ابی موسی فقال أبوموسی یا ابا عبد الرحمن أرأیت لو ان رجلا اجنب فلم یجد الماء شهرا کیف یصنع بالصلوة فقال عبد الله لا یتیمم و ان لم یجد الماء شهرا. الحدیث .(٤)

---

(۱) مساجد میں مجالس ذکر جہری کا استحباب ص ۴۷-۵۱ ۔

(۲) مصنف ابن أبی شیبة ۲/۴۰۶، بخاری شریف ۱/۲۳۸، صحیح مسلم ۱/۴۰۹، سنن الکبری للبیهقی ۵/۱۰، صحیح ابن حبان ۷/۱۰٤ ۔

(۳) مصنف ابن ابی شیبة ۱/۵۷، المحلی ۲/۱۵۰ ۔

(٤) بخاری شریف ۱/۵۰، مصنف ابن ابی شیبة ۱/۱۵۷، الاستذکار ۱/۳۰۲، المحلی ۲/۱۵۰ ۔

حالانکہ جنب کے لئے تیمّم ثابت ہے لیکن منع اس لئے فرمایا تاکہ لوگ معمولی سردی کو بہانہ بنا کر تیمّم نہ کیا کریں ۔

نیز عبداللہ بن مغفلؓ نے بسم اللہ کے جہر کو نماز میں بدعت کہا:

ترمذی شریف کی روایت ہے:

عن عبد الله بن مغفل قال سمع أبی و أنا فی الصلوٰة اقول بسم الله الرحمن الرحیم فقال لی أبی أی بنیّ محدث ایاک و الحدث .(۱) حلانکہ شوافع دوسرے دلائل کے پیش نظر اس کو سنت سمجھتے ہیں ۔

نیز ابو مالک اشجعی کی روایت میں ہے کہ انھوں نے اپنے والد سے قنوت فی الفجر کے بارے میں دریافت کیا تو ان کے والد نے فرمایا بدعت ہے ۔

مشکوٰۃ میں ہے:

عن أبی مالک الاشجعی قال قلت لأبی یا أبت انک قد صلیت خلف رسول الله ﷺ وأبی بکر وعمر وعثمان وعلی ههنا بالکوفة نحوا من خمس سنین اکانوا یقنتون قال أی بنی محدث. (۲)

حالانکہ شوافع اس کو دوسرے دلائل کے پیش نظر سنت سمجھتے ہیں ۔ اس سے معلوم ہوا کہ کسی صحابی کے بدعت کہنے سے وہ عمل بدعت نہیں ہوگا جب اس کے سنت ہونے یا جائز ہونے کے دوسرے دلائل موجود ہوں ہاں صحابی کے قول کی مناسب تاویل کی جائیگی مثلاً یہ کہا جائیگا کہ جمع ہونے والوں میں بعض مشکوک قسم کے لوگ تھے اگر اس کو جاری رکھتے تو لوگ اس کو مسجد کے اعمال میں شمار کرتے پھر آگے ایسی صورت حال پیدا

---

(۱) ترمذی شریف ۱/۵۷ ۔ حسنه الترمذی لکن قال الدکتور بشار عواد فی تعلیقه مداره علی ابن عبد الله بن مغفل وهو مجهول ، وانکر علی الترمذی تحسینه فانکره النووی وابن خزیمة وابن عبد البر والخطیب . انتهی ملخصا ۱/۲۸٤ الجامع الکبیر للترمذی ۔

(۲) رواه الترمذی والنسائی وابن ماجة ، مشکوة ۱/۱۱٤ ، والطحاوی ۱/۱۷۷، وابو داود الطیالسی وابن حبان وابن أبی شیبة ۔

ہو جائیگی جو بدعت ہوگی جیسے اہل بدعت مسجد میں کچھ اعمال کرتے ہیں اور اس کو مسجد کے اعمال سمجھتے ہیں اور پھر نہ کرنے والوں پر انکار کرتے ہیں اور اس کو دین کا جزء سمجھ کر بدعت کا ارتکاب کر لیتے ہیں۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ بدعت کی تعریف بھی بیان کی جائے تا کہ بدعت کا جاننا آسان ہو جائے چنانچہ بدعت کی مختلف تعریفات علماء نے بیان فرمائی ہیں علامہ شامی اور علامہ ابن نجیم مصری رحمہما اللہ بدعت کی تعریف ان الفاظ میں نقل فرماتے ہیں: " **ما احدث علی خلاف الحق المتلقی عن رسول الله ﷺ من علم او عمل او حال بنوع شبهة واستحسان وجعله دينا قويما وصراطا مستقيما**". (۱)

ترجمہ: بدعت وہ چیز ہے جو اس حق کے خلاف ایجاد کی گئی ہو جو آنحضرت ﷺ سے لیا گیا ہو یا عمل یا حال یا اور کسی شبہ کی بنا پر اس کو اچھا سمجھ کر دین قویم اور صراط مستقیم بنالیا گیا ہو۔

اسی طرح عبادات کے اندر اوقات اور کیفیات کا تعین کرنا بدعت ہے۔

مسلم شریف کی روایت ہے: **لا تختصوا ليلة الجمعة بقيام من بين الليالي ولا تختصوا يوم الجمعة بصيام من بين الأيام الا ان يكون في صوم يصوم احدكم**. (۱)

ترجمہ: آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جمعہ کی رات کو دوسری راتوں سے نماز اور قیام کے لئے خاص نہ کرو اور جمعہ کے دن کو دوسرے دنوں سے روزہ کے لئے خاص نہ کرو، مگر ہاں اگر کوئی شخص روزے رکھتا ہے اور جمعہ کا دن بھی اس میں آجائے تو الگ بات ہے۔

---

(١) شامی ١/٥٦٠، البحر الرائق ١/٣٤٩۔

(٢) مسلم شریف ١/٣٦١۔

علامہ ابو اسحاق شاطبی فرماتے ہیں: **ومنها التزام العبادات المعينة في اوقات معينة لم يوجد لها ذلك التعيين في الشريعة**". (۱)

ترجمہ: وہ اپنی بدعات میں سے خاص اوقات کے اندر ایسی عبادات معینہ کا التزام کر لینا بھی ہے جن کے لئے شریعت مطہرہ نے وہ اوقات مقرر نہیں کئے ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ کسی مستحب یا مباح عمل کو اس کی حیثیت سے بڑھانا اور اس کو لازم کا درجہ دینا بدعت ہے کہ بالکل رخصت پر عمل نہ کرے یا رخصت کا انکار کر دے اور اس کو برا سمجھے۔ علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے حدیث کی شرح کرتے ہوئے نقل فرمایا: **إن المندوبات قد تنقلب مكروهات إذا رفعت عن رتبتها لأن التيامن مستحب في كل شئ أى من أمور العبادة، لكن خشي ابن مسعودؓ أن يعتقدوا وجوبه**". (۲)

درمختار میں ہے:

وكل مباح يؤدي إليه أي إلى اعتقاد السنية او الوجوب فمكروه". (۳)

علامہ شامی نے فرمایا: **قوله: " فمكروه ". الظاهر أنها تحريمة لأنه يدخل في الدين ما ليس منه**. (۴)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا: **لا يجعل أحدكم للشيطان شيئا من صلاته يرى حقا عليه أن لا ينصرف إلا عن يمينه لقد رأيت رسول الله ﷺ كثيراً ينصرف عن شماله**". (۵)

---

(١) الاعتصام ١/٢٩)

(٢) فتح الملهم ٤/٥٩٨)

(٣) در مختار ٢/١٢٠)

(٤) رد المحتار (٢/١٢٠)

(٥) رواه البخاري (١/١١٨)

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ہے: قال الطیبی : من أصر علی أمر مندوب وجعله عزما ولم یعمل بالرخصة فقد أصاب منه الشیطان من الإضلال فکیف من أصر علی بدعة أو منکر ".(۱)

لیکن یہ کہنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فلاں عمل نہیں کیا اور اگر کسی نے کیا تو بدعت ہے یہ بات درست نہیں ہے۔ مثلاً کوئی کہے کہ موجودہ ترتیب کے ساتھ مجالس ذکر اور عمل دعوت آنحضرت ﷺ اور صحابہ نے نہیں کیا تو یہ بدعت ہے، یہ بات صحیح نہیں، جو کام شریعت میں مسکوت عنہ ہو وہ مباح ہے۔ اس کا کرنا اس وقت بدعت ہوگا جب اس کو شریعت اور سنت کا درجہ دے کر کیا جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ما أمرتکم به فخذوه وما نهیتکم عنه فانتهوا ".(۲) یہ نہیں فرمایا: ما سکتُّ عنه فانتهوا .

فقہاء اور اصولیین کے یہاں احکام کے ثبوت کے لئے چار دلائل ہیں: قرآن وسنت اجماع وقیاس۔ حرمت کے ثبوت کے لئے بھی چار دلائل میں سے ایک ہے: ترک رسول ﷺ کو دلیل خاص کے طور پر اصولیین نے پیش نہیں کیا، نیز حدیث کی مصطلحات میں سنت قولیہ، سنت فعلیہ، سنت تقریریہ کا ذکر ہے۔ سنت ترکیہ کا ذکر نہیں۔ متروکات کی چند مثالیں درج ذیل ہیں:

(۱) ضب (گوہ) کا کھانا عند الشوافع:

بخاری شریف میں ہے:

عن عبد الله بن دینار قال سمعت ابن عمرؓ قال النبی ﷺ : الضب لست آکله ولا احرمه وفی روایة له عن خٰلد بن الولید انه دخل مع رسول الله ﷺ بیت میمونة فاتی بضب محنوذ فاهوی الیه رسول الله ﷺ بیده فقال بعض النسوة اخبروا رسول الله ﷺ بما یرید

(۱) مرقاۃ ۳/۲۵۳۔

(۲) ابن ماجه ۱/۲، مسند ابی یعلی ۴/۲۴۳۔

ان یاکل فقالوا هو ضب یا رسول الله فرفع یده فقت احرام هو یا رسول الله قال لاولکن لم یکن بارض قومی فاجدنی اعافه الخ (۱)

(۲) رکعتین قبل المغرب:

بخاری شریف میں ہے:

عن أنس بن مالک قال کان المؤذن اذا اذن قام ناس من اصحاب النبی ﷺ یبتدرون السواری حتی یخرج النبی ﷺ وهم کذلک یصلون رکعتین قبل المغرب لم یکن بین الاذان والاقامة شیٔ ".(۲)

(۳) کعبہ کی تعمیر:

بخاری شریف میں ہے:

عن عائشة زوج النبی ﷺ ان رسول الله ﷺ قال لها الم تری ان قومک حین بنوا الکعبة اقتصروا عن قواعد ابراهیم فقلت یا رسول الله الا تردها علی قواعد ابراهیم قال لولا حدثان قومک بالکفر لفعلت الخ .(۳)

(۴) صوم داودی:

بخاری شریف میں ہے:

عبد الله بن عمرو بن العاص قال قال لی النبی ﷺ انک لتصوم الدهر وتقوم اللیل فقلت نعم فقال : انک اذا فعلت ذلک هجمت له العین ونفهت له النفس لا صام من صام الدهر صوم ثلاثة ایام

(۱) رواهما البخاری ۲/۸۳۱، باب الضب ـ ومسلم ۲/۱۵ ـ والنسائی ۲/۱۹۷ ـ وابو داود ۲/۵۳۲ ـ وابن ماجة ۱/۲۳۳)

(۲) رواه البخاری ۱/۸۷، والنسائی ۱/۹۷، وابو داود ۱/۱۸۲)

(۳) رواه البخاری ۱/۳۱۵، باب فضل مکة ـ ومسلم ۱/۴۲۹)

صوم الدهر کله فقلت انی اطیق اکثر من ذلک قال فصم صوم داود وکان یصوم یوما ویفطر یوما ولا یفر اذا لاقی .(۱)

یہ سب متروکات میں سے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے یہ کام نہیں کئے، لیکن ممنوعات میں سے نہیں، بلکہ ان میں سے بعض تو مطلوب افعال ہیں۔(۲)

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ما احل الله فی کتابه فهو حلال وما حرم فهو حرام، وما سکت عنه فهو عفو .(۳)

اس سے معلوم ہوا کہ مسکوت عنہ معاف ہے۔ ہاں اس کو شریعت کا درجہ دیا جائے تو بدعت ہے ہمارے علماء دیوبند تیجہ، برسی، چہلم اور وفات کے بعد کے رسوم کو اس لئے منع کرتے ہیں کہ اس کو شریعت کا درجہ دے کر مقصود سمجھا جاتا ہے۔ مجالس ذکر اور ان کے مخصوص طرق کو کوئی بھی شریعت اور مقصد کا درجہ نہیں دیتا، بلکہ بعض صوفیہ نے ایک طریق کو سالک کی اصلاح میں مفید پا کر اختیار کیا اور بعض نے دوسرے طریق کو، کسی نے جہر کو، کسی نے اخفاء کو، کسی نے ضرب کے ساتھ بارہ تسبیح کو، یہ طرق ایسے ہیں جیسے جہاد جو مقصود ہے اور اس کے لئے مختلف طریقے مثلاً تلوار، بندوق، ٹینگ، ہوائی جہاز سب کو اختیار کرنا جائز ہے۔ کیونکہ یہ شریعت نہیں، بلکہ وسائل ومصالح ہیں۔ اسی طرح مدارس کا نصاب اور چھٹیاں وغیرہ۔ ان کا شمار مقاصد میں نہیں۔ اگرچہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہؓ سے ثابت نہیں۔

---

(۱) رواه البخاری ۱/۲۶۶، ومسلم ۱/۳۶۶۔

(۲) رسالة حسن التفهم والدرك لمسألة الدرك، ص ۱۰-۱۱۔ اس رسالہ کے تمام مندرجات سے ہمارا اتفاق نہیں ہے۔

(۳) إسناده حسن۔ أخرجه البیهقی ۱۰/۲۱، وعبد الرزاق ۴/۵۳۴، والحاکم ۲/۳۱۷، سورة الأنعام، وقال: هذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین ولم یخرجاه بهذه السیاقة۔ والهیثمی فی مجمع الزوائد ۱/۱۷۱، وقال: رواه البزار والطبرانی فی الکبیر واسناده حسن ورجاله موثقون۔

آپ ﷺ نے فرمایا: من احدث فی امرنا هذا ما لیس منه فهو رد .(۱) احداث فی الدین منع ہے۔ حاصل یہ ہے کہ غیر دین کو دین سمجھنا بدعت ہے اور متروک کو شریعت اور سنت کا درجہ دینا بھی بدعت ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت ابن عمرؓ بقرہ عید کے ایام میں بازاروں میں گھومتے ہوئے بلند آواز سے تکبیر پڑھتے تھے، لیکن چونکہ اس کو شریعت کا درجہ نہیں دیتے تھے لہٰذا بدعت میں شمار نہیں۔ درج ذیل روایت ملاحظہ فرمائیں:

وکان ابن عمر وأبو هریرة یخرجان الی السوق فی الأیام العشر یکبران ویکبر الناس بتکبیرهما .(۲)

نیز ایک صحابی ہر رکعت میں قل ہو اللہ احد سورہ فاتحہ کے بعد سورت سے پہلے پڑھتے تھے۔ ان کے مصلیوں نے رسول اللہ ﷺ سے ان کی شکایت کی، کیونکہ یہ عمل رسول اللہ ﷺ کا متروک عمل تھا، کبھی آنحضرت ﷺ نے سورہ اخلاص ہر سورت سے پہلے نہیں پڑھی۔ تو آنحضرت ﷺ نے ان کو بلایا اور ان سے پوچھا کہ ایسا عمل کیوں کرتے ہیں؟ انھوں نے فرمایا کہ مجھے اس سورت سے محبت ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس سورت کی محبت آپ کو جنت میں داخل کر دیگی۔ حدیث کے الفاظ وشرح ملاحظہ ہوں:

عن أنسؓ کان رجل یؤمهم فی مسجد قباء وکان کلما افتتح سورة یقرأ بها لهم فی الصلاة مما یقرأ به افتتح بقل هو الله احد حتی یفرغ منها ثم یقرأ بسورة اخری معها وکان یصنع ذلک فی کل رکعة فکلمه أصحابه وقالوا انک تفتتح بهذه السوة ثم لا نری إنها تجزئک حتی تقرء بأخری فاما تقرء بها واما ان تدعها وتقرء بأخری فقال:

---

(۱) متفق علیه، مشکوٰة ۱/۲۷۔

(۲) رواه البخاری تعلیقا ۱/۱۳۲۔

ما انا بتاركها ان احببتم ان اؤمكم بذلك فعلت وان كرهتم تركتكم وكانوا يرون انه من افضلهم وكرهوا ان يؤمهم غيره فلما اتاهم النبي ﷺ اخبروه الخبر فقال يا فلان ما يمنعك ان تفعل ما يأمرك به أصحابك وما يحملك على لزوم هذه السورة في كل ركعة فقال انى احبها قال حبك اياها ادخلك الجنة . (۱)

قال العلامة العينى في شرح هذا الحديث : فكأنه قال أقرءها لمحبتى لها وأقرء سورة اخرى اقامة للسنة كما هو المعهود في الصلوٰة". (۲)

مطلب یہ ہے کہ قل ہواللہ احد محبت کی وجہ سے پڑھتے تھے نہ کہ سنت ہونے کی وجہ سے ۔اور بعد میں سورت اس وجہ سے پڑھتے تھے کہ نبی ﷺ سے ثابت ہے ۔اس حدیث نے علم کا بہت بڑا دروازہ ہمارے لئے کھول دیا وہ یہ کہ اگر ہم آپ ﷺ کا کوئی متروک عمل سنت سمجھ کر معمول بنادیں تو یہ قابل اشکال اور بدعت ہے اور اگر کسی عمل کو مصلحت یا محبت یا کسی اور وجہ سے اختیار کریں تو یہ بدعت نہیں۔حدیث کے الفاظ بار بار پڑھئے اور اس نکتہ کو سمجھئے۔

حضرت ابن عمرؓ حج کے تلبیہ میں لبيك اللهم لبيك کے بعد سعديك والخير بيديك لبيك والرغباء اليك والعمل. (۳) کا اضافہ فرماتے تھے ،لیکن اس اضافہ کو سنت سمجھ کر دوسروں کو اس کی تلقین نہیں کرتے تھے لہٰذا یہ بدعت نہیں۔

---

(۱) رواہ البخاری ۱/۱۰۷۔

(۲) عمدة القاری ٤/٤٩١۔

(۳) رواه مسلم ۱/۳۷۵، باب التلبية ، والترمذى ۱/۱٦۹، وابن ماجة ۱/۲۰۹، والبيهقى فى الكبرى ٥/٤٤، ومالك فى الموطا ۱/۳۳۱، والنسائى فى الكبرى ۲/۳۵۳، وابن جارود فى المنتقى ۱/۱۱٤۔

امام بخاریؒ ہر حدیث درج کرنے سے پہلے غسل کرکے دو رکعت نفل پڑھتے تھے،

مقدمۃ جامع المسانید والسنن میں ہے: كان (البخارى) لا يصنف حديثاً الا بعد ان يغتسل ويصلى ركعتين ثم يستخير الله تعالى فى وضعه .(۱)

امام ابوحنیفہؒ فجر کی نماز عشاء کے وضو سے پڑھتے تھے۔

مقدمہ نورالایضاح میں ہے: وروى الخطيب عن حماد بن يوسف قال سمعت اسد بن عمرو يقول صلى ابو حنيفة فى ما حفظ عليه صلاة الفجر بوضوء العشاء اربعين سنة وكان عامة الليل يقرأ جميع القران فى ركعة واحدة حفظه أنه ختم القران فى الموضع الذى توفى فيه سبعين الف مرة .(۲)

ان سب امور کو شریعت کا درجہ نہیں دیا گیا ، بلکہ محبت کا درجہ دیا گیا لہٰذا یہ بدعت نہیں ۔

ایک اشکال اور اس کا جواب:

یہاں ایک اشکال وارد ہوتا ہے کہ فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالی رسول اللہ ﷺ کے ترک یا کسی کام نہ کرنے سے بعض افعال کے بدعت ہونے پر استدلال کرتے ہیں مثلاً: عید سے پہلے نفل نہیں پڑھنا چاہئے کیونکہ آپ ﷺ نے نہیں پڑھی۔

ہدایہ میں ہے: ولا يتنفل فى المصلى قبل العيد لان النبى ﷺ لم يفعل ذلك مع حرصه على الصلاة.(۳)

---

(۱) مقدمة جامع المسانيد والسنن ،ص٥٦ ـ ارشاد السارى ۱/٤٤ـ ارشاد القارى ۱/٥٥، سيرة البخارى ،ص۱٥۹ـ

(۲) مقدمة نور الايضاح ،ص٤ـ سيرة النعمان ،ص٥٤ـ

(۳) هداية ۱/۱۷۳ـ

علامہ ابن نجیم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ودليل الكراهة ما في الكتب الستة عن ابن عباس ان النبی ﷺ خرج فصلی بهم العيد لم يصل قبلها ولا بعدها.(۱)

شیخ ابوالفضل عبداللہ بن محمد بن الصدیق الغماری نے اس کے جواب میں جو فرمایا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ کوئی کام نہ کرنا دلیل بدعت نہیں ہاں عبادات میں السكوت فی موضع البيان حصر کا قاعدہ جاری ہوتا ہے جب رسول اللہ ﷺ نے عید کے احکام اورآداب قولاً اور فعلاً بیان کئے اور نفل کو قولاً وفعلاً بیان نہیں فرمایا تو یہ حصر اور نوافل کے نہ ہونے کی دلیل ہے۔(۲)

یا اذان کے آخر میں لا الہ الا اللہ کے ساتھ محمد رسول اللہ کا بیان نہ کرنا اس کے نہ ہونے کی دلیل ہے یا عصر کی چار رکعت چار سے زائد نہ ہونے کی دلیل ہے۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ کسی چیز یا کسی کام کی طرف رغبت شرعی یا طبعی ہونے کے باوجود اس کو ترک کرنا کراہت کی دلیل ہے جبکہ بظاہر کوئی رکاوٹ ومانع نہیں مثلاً آپ ﷺ اشراق اور چاشت کی نماز پڑھتے تھے۔

اشراق کی نماز کا ثبوت:

ابن ماجہ میں ہے:

حدثنا علي بن محمد قال حدثنا وكيع قال حدثنا سفيان وأبي واسرائيل عن أبي اسحاق عن عاصم بن حمزة السلولي قال: سألنا عليا عن تطوع رسول الله ﷺ بالنهار فقال انكم لا تطيقونه فقلنا أخبرنا به نأخذ منه ما استطعنا قال: كان رسول الله ﷺ اذا صلى

(۱) بحر الرائق ۲/۱۶۰۔
(۲) حسن التفہم والدرک لمسألۃ الترک ص ۲۴۔ یاد رہے کہ اس رسالہ کے تمام مندرجات سے ہمارا اتفاق نہیں۔

الفجر يمهل حتى اذا كانت الشمس من ههنا يعني من قبل المشرق بمقدارها من صلاة العصر من ههنا يعني من قبل المغرب قام فصلى ركعتين ثم يمهل حتى اذا كانت الشمس من ههنا يعني من قبل المشرق بمقدارها من صلاة الظهر من ههنا قام فصلى اربعا". الحديث.

قال الدكتور بشار عواد في تعليقه على ابن ماجة اسناده حسن، ثم قال: ما حاصله أن عاصم ابن حمزة في اسناده وثقه ابن المديني والعجلي وابن سعد والترمذي لكن قال فيه ابن حبان كان ردى الحفظ فاحش الخطأ يرفع عن علي قوله كثيرا، ثم قال وانما قلنا بحسن الحديث لأن حبيب بن ثابت قال في آخر الحديث: يا ابا اسحاق ما احب أن لي بحديثك هذا ملأ مسجدك هذا ذهبا مما يشير الى قوته. (۱)

چاشت کی نماز کا ثبوت:

جمع الفوائد میں ہے:

معاذة أنها سألت عائشة رضي الله عنها كم كان رسول الله ﷺ يصلي صلاة الضحى قالت أربع ركعات ويزيد ما شاء. (۲)

عن أبي سعيد الخدري قال كان نبي الله ﷺ يصلي الضحى حتى نقول لا يدع ويدعها حتى نقول لا يصلي". (۳)

(۱) ابن ماجة ۲/۳٤٦۔
(۲) رواه مسلم، رقم ۷۱۹۔ جمع الفوائد ۱/۳٦۳۔ وعلى هامشه: أخرجه ابن ماجة، رقم ۱۳۸۱۔ واحمد، رقم ۲۵۷۵۵۔
(۳) رواه الترمذي، رقم ٤۷۷۔ جمع الفوائد ۱/۳٦۳۔ وعلى هامشه: أخرجه أحمد، رقم ۱۰۷۷۱)

عن علیؓ أن رسول الله ﷺ کان یصلی من الضحی .(۱)

اور عید کے دن نہیں پڑھی یہ اس کی کراہت کی دلیل ہے یا ہمیشہ لا الہ الا اللہ کے ساتھ محمد رسول اللہ کا جملہ ہوتا تھا اور اذان کے آخر میں نہ ہونا اس کے نہ ہونے کی دلیل ہے یا جمعہ کے لئے اذان کا ہونا اور عیدین کے لئے نہ ہونا یا گوشت طبعاً مرغوب تھا پھر بھی ضب (گوہ) نہ کھانا کراہت کی دلیل ہے۔

اس علت کی طرف صاحب ہدایہ نے **لم یفعل ذلک مع حرصه علی الصلوٰة** میں اشارہ فرمایا ورنہ اگر صاحب ہدایہ عدم فعل کو بدعت اور کراہت کی دلیل مانتے تو نماز سے پہلے تلفظ بالنیۃ کو کیوں حسن یعنی مستحب فرماتے **ویحسن ذلک لاجتماع عزیمته**. (۲) جبکہ تلفظ بالنیۃ رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں۔ دوسرے الفاظ میں اس کے کرنے کا مقتضی وسبب موجود ہوتے ہوئے پھر بھی نہ کرنا کراہت کی دلیل ہے شیخ غماری لکھتے ہیں: **قسم العلماء ترک النبی ﷺ لشئ ما علی نوعین نوع لم یوجد ما یقتضیه فی عهده ثم حدث له مقتضی بعده فهذا جائز علی الأصل وقسم ترکه النبی ﷺ مع وجود المقتضی لفعله فی عهده وهذا الترک یقتضی منع المتروک ومثل ابن تیمیة لذلک بالاذان بصلوٰة العیدین فمثل هذا الفعل ترکه النبی ﷺ مع وجود ما یقتضی لانه امر بالاذان للجمعة وصلی العیدین بلا اذان ولا اقامة دل ترکه علی ان ترکه سنة فلیس لاحد ان یزید فیه وذهب الیه الشاطبی وابن حجر الهیثمی . انتهی ملخصا** .(۳)

---

(۱) أحمد، رقم ٦٨٤، والموصلي۔ قال الهیثمی (٤٠٤/٣): رواه احمد وأبو یعلی إلا أنه قال: کان یصلی الضحی. رجال أحمد ثقات. أخرجه الترمذی، رقم ٥٩٨، والنسائی، رقم ٨٧٥، وابن ماجة رقم ١١٦١۔ جمع الفوائد ٣٦٤/١ مع الحاشیة)

(۲) هدایة ٩٦/١، باب شروط الصلوٰة)

(۳) حسن التفهم والدرك، ٢٤)

(۲) نیز عبداللہ بن مسعود کا فرمانا احتیاط اور سد باب کے طور پر تھا تاکہ لوگ اس کو مسجد کے اعمال میں سے اور خاص خاص تعداد کو اور طریقہ کو سنت سمجھ کر بدعت شروع نہ کردیں۔ اور اس کا واضح قرینہ سنن دارمی کی روایت ہے اس میں یہ الفاظ ہیں: **او مفتتحوا باب ضلالة** یعنی گمراہی کا دروازہ کھل سکتا تھا اس لئے پہلے ہی سے اس کو ختم کردیا۔ (اور جس روایت میں بدعۃ ظلماء کا لفظ آیا ہے وہ روایت منقطع ہے۔) پھر جب لوگوں کو معلوم ہوگیا تو اب درست ہے شریعت میں اس کی بہت ساری مثالیں موجود ہیں چند ذکر کی جاتی ہیں:

(۱) زیارت قبور سے آپ ﷺ نے منع فرمایا تھا بعد میں اجازت دیدی۔

ترمذی شریف کی روایت ہے:

عن سلیمان بن بریدة عن أبیه قال قال رسول الله ﷺ قد کنت نهیتکم عن زیارة القبول فقد اذن لمحمد فی زیارة قبر امه فزوروها فانها تذکر الآخرة".(۱)

(۲) حضرت عمرؓ نے تمتع کرنے سے منع فرمایا تھا اور وجہ یہ تھی کہ بیت اللہ خالی نہ رہے ہمیشہ آباد رہے پھر جب مقصود حاصل ہوگیا تو اب بلا اختلاف تمتع جائز ہے کوئی منع نہیں کرتا۔

مسلم شریف کی روایت ہے:

عن أبی نضرة قال کنت عند جابر بن عبد الله فاتاه آت فقال ابن عباس وابن الزبیر اختلفا فی المتعتین فقال جابر فعلنا هما مع رسول الله ﷺ ثم نهانا عنهما عمر فلم نعد لهما".(۲)

---

(۱) ترمذی شریف ۲۰۳/۱۔

(۲) مسلم شریف ۴۰۸/۱۔

(۳) جب شراب کی حرمت نازل ہوئی تو آپ ﷺ نے برتنوں کے استعمال سے بھی منع فرمایا تاکہ حرمت اچھی طرح دلوں میں بیٹھ جائے پھر مقصد حاصل ہوگیا تو برتنوں کے استعمال کی اجازت مرحمت فرمائی۔

بخاری شریف کی روایت ہے:

باب ترخیص النبی ﷺ فی الأوعیة والظروف بعد النهی حدثنا یوسف بن موسی الی قوله - عن جابر قال نهی رسول الله ﷺ عن الظروف فقالت الانصار انه لا بدلنا منها قال فلا اذا". (۱)

(۴) ابتداءً قربانی کا گوشت صرف تین دن کھانے کی اجازت تھی ذخیرہ کرنے کی اجازت نہ تھی مصلحت کی بناء پر، پھر جب مصلحت پوری ہوگئی تو اب اجازت ہے تین دن کے بعد کھانے کی بھی اور ذخیرہ اندوزی بھی کر سکتے ہیں۔

ابوداؤد شریف کی روایت ہے:

عن ابن بریدة عن ابیه قال قال رسول الله ﷺ نهیتکم عن ثلاث وانا امرکم بهن نهیتکم عن زیارة القبور فزوروها فان فی زیارتها تذکرة ونهیتکم عن الأشربة ان لا تشربوا الا فی ظروف الإدام فاشربوا فی کل وعاء غیر أن لا تشربوا مسکرا ونهیتکم عن لحوم الأضاحی ان تاکلوها بعد ثلاث وکلوا واستمتعوا بها فی اسفارکم" (۲)

(۵) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ موت کی خبر دینے سے منع فرماتے تھے تاکہ کہیں حضور اکرم ﷺ کی بیان کردہ ممانعت میں شامل نہ ہوجائے حالانکہ ممانعت کا مطلب زمانہ جاہلیت والی خبر تھی کہ جس میں چیخ وپکار ہوتی تھی اور خاص طریقہ پر اعلان کیا جاتا تھا ورنہ موت کی خبر دینے میں کوئی حرج نہیں آپ ﷺ نے بھی نجاشی کے انتقال کے

---

(۱) بخاری شریف۲/ ۸۳۷۔

(۲) ابوداؤد شریف۲/ ۵۰۲۔

وقت اور حضرت جعفرؓ، زید بن حارثہؓ اور عبداللہ بن رواحہؓ کی شہادت [illegible] خبر دی لیکن حضرت حذیفہ احتیاط پر عمل کرتے تھے۔

ابن ماجہ شریف میں ہے:

عن بلال بن یحییٰ قال کان حذیفة اذا مات له المیت قال لا تؤذنوا به احدا انی اخاف ان یکون نعیا انی سمعت رسول الله ﷺ بأذنی هاتین ینهی عن النعی" (۱)

(۶) عید کے دن لڑکیاں دف بجاتی رہیں آنحضور ﷺ نے منع نہیں فرمایا بلکہ اجازت دی اور ابوبکر صدیقؓ نے منع فرمایا کیونکہ ابوبکرؓ کے نزدیک اس کا قلیل عمل زیادہ غنا کا سبب بنے گا جس میں دوسرے آلات شامل ہوسکتے ہیں۔ اس لئے سد باب کے لئے منع فرمایا۔

بخاری شریف میں ہے:

عن عائشةؓ قال دخل علی النبی ﷺ وعندی جاریتان تغنیان بغناء بعاث فاضطجع علی الفراش وحول وجهه ودخل ابو بکر فانتهرنی وقال مزمارة الشیطان عند النبی ﷺ فأقبل علیه رسول الله ﷺ فقال دعهما فلما غفل غمزتهما خرجتا وکان یوم العید. (۲)

(۷) حضرت عبداللہ بن عباسؓ قاتل عمد کو دائمی جہنمی کہتے ہیں یہ سد باب کے لئے تھا، ورنہ ایمان والا اپنے ایمان کی بدولت جنت میں ضرور جائیگا اگرچہ سزا بھگت کر ہی ہو۔

روح المعانی میں ہے:

وشاع القول بنفی التوبة عن ابن عباسؓ وأخرجه غیر واحد عنه

---

(۱) ابن ماجہ شریف، ص۱۰۶۔

(۲) رواہ البخاری ۱/ ۱۳۰، فی باب الحراب والدرق یوم العید۔

وهو محمول على ما ذكرنا، ويؤيد ذلك ما أخرجه ابن حميد و النحاس عن سعيد بن عبيدة ان ابن عباسؓ كان يقول : لمن قتل مؤمنا توبة فجاء ه رجل فسأله ألمن قتل مؤمنا توبة ؟ قال : لا إلا النار فلما قام الرجل قال له جلساؤه : ما كنت هكذا تفتينا كنت تفتينا أن لمن قتل مؤمنا توبة مقبولة فما شأن هذا اليوم ؟ قال : إني أظنه رجلا مغضبا يريد أن يقتل مؤمنا فبعثوا في أثره فوجدوه كذلك، وكان هذا أيضا شأن غيره من الأكابر فقد قال سفيان : كان أهل العلم إذا سئلوا قالوا: لا توبة له فاذا ابتلى رجل قالوا له : تب ".(۱)

(۸) حضرت عمرؓ نے مسجد میں اشعار پڑھنے سے منع فرمایا تاکہ لوگ ہر طرح کے اشعار اور شور شغب اور مقابلہ اور مفاخرہ مسجد میں نہ کیا کریں۔ ورنہ اچھے اشعار جو حمد و ثنا اور حضور ﷺ کی تعریف پر مشتمل ہوں اس کا پڑھنا جائز ہے خود آپ ﷺ نے حضرت حسان بن ثابتؓ کو مسجد میں اشعار پڑھنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔

بخاری شریف میں ہے:

عن سعيد بن المسيب قال مر عمر في المسجد وحسان ينشد فقال كنت انشد فيه وفيه من هو خير منك ثم التفت إلى ابي هريرة فقال انشدك بالله اسمعت رسول الله يقول اجب عني اللهم ايده بروح القدس قال نعم ".(۲)

(۹) حضرت عمرؓ تبرکات کا انکار کرتے تھے جب ایک شخص نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ والی جگہ میں نماز پڑھتا ہوں تو انھوں نے کہا یہود و نصاریٰ اس عمل کی وجہ سے ہلاک ہو گئے تھے۔

---

(۱) روح المعانی ۱۱۶/۵۔

(۲) رواہ البخاری، کتاب بدء الخلق ۴۵۶/۱۔

ملاحظہ ہو:

مصنف عبد الرزاق میں ہے:

عن المعرور بن سويد قال: كنت مع عمر بين مكة والمدينة فصلى بنا الفجر فقرأ الم تر كيف فعل ربك ولئيلاف قريش ثم رأى اقواما ينزلون فيصلون في مسجد فسأل عنهم فقالوا : مسجد صلى فيه النبي ﷺ فقال: انما هلك من كان قبلكم انهم اتخذوا آثار انبياء هم بيعا". الخ .(۱)

اور شجرہ رضوان جہاں لوگ نماز پڑھتے تھے اس کو کٹوا دیا تھا۔ یا اس لئے کہ وہ معلوم نہیں تھا لوگوں نے ایک درخت کو شجرہ رضوان سمجھا تھا یا فتنہ کے خوف سے۔

ملاحظہ ہو:

فتح الباری میں ہے:

ثم وجدت عند ابن سعد باسناد صحيح عن نافع ان عمر بلغه ان قوما ياتون الشجرة فيصلون عندها فتوعدهم، ثم امر بقطعها فقطعت".(۲)

حضرت عمرؓ خوف شرک و فتنہ کی وجہ سے اس کا سد باب چاہتے تھے، لیکن صحابہ کرام تبرکات کے قائل تھے اور تبرکات ثابت ہیں۔ چند مثالیں حسب ذیل درج ہیں:

(۱) بخاری شریف میں ہے: حضرت زبیرؓ نے نیزے سے ایک کافر کو قتل کیا تھا تو حضور ﷺ نے اس کو طلب کیا پھر آپ کے بعد دوبارہ حضرت زبیرؓ کے پاس آیا اس کے بعد حضرت ابو بکر صدیقؓ نے طلب کیا پھر حضرت عمرؓ کے پاس رہا اس کے بعد

---

(۱) مصنف عبد الرزاق ۱۱۹/۲) وکذا فی کنز العمال ۱۷۳/۱۴۔ مشکل الآثار للطحاوی ۴۱۴/۱۲۔

(۲) فتح الباری ۴۴۸/۷۔ طبقات ابن سعد ۷۶/۲۔ المنتظم ۲۷۲/۳)

حضرت عثمانؓ کے پاس رہا، اسی طرح چلتا رہا۔ معلوم ہوا کہ صحابہ نے تبرک حاصل کیا۔

ملاحظہ ہو:

هشام بن عروة عن ابيه قال قال الزبير لقيت يوم بدر عبيدة بن سعيد بن العاص وهو مدجج لا يدرى منه الا عيناه وهو يكنى ابو ذات الكرش فقال انا ابو ذات الكرش فحملت عليه بالعنزة فطعنته فى عينه فمات ...قال عروة فسأله اياها رسول الله ﷺ فاعطاه فلما قبض رسول الله ﷺ اخذها ثم طلبها ابو بكر فاعطاه فلما قبض أبو بكر سألها اياه عمر فأعطاه اياها فلما قبض عمر اخذها ثم طلبها عثمان منه فاعطاه اياها . الحديث .(۱)

(۲) عبدالرحمٰن بن رزین اوران کے ساتھیوں نے حضرت سلمہ بن اکوعؓ سے تبرک حاصل کیا:

ملاحظہ ہو:

الادب المفرد میں ہے:

عن عبد الرحمن بن رزين قال مررنا بالربذة فقيل لنا هاهنا سلمة بن الأكوع فاتيته فسلمنا عليه فأخرج يديه فقال : بايعت بهاتين النبى ﷺ فأخرج كفاله ضخمة كانها كف بعير فقمنا اليها فقبلناها ".(۲)

(۳) حضرت ثابتؓ نے حضرت انسؓ سے تبرک حاصل کیا۔ ملاحظہ ہو:

عن ابن جدعان قال ثابت لانس امسست النبى ﷺ بيدك ؟ قال : نعم، فقبلها ".(۳)

---

(۱) رواه البخاری ۲/۵۷۰۔

(۲) حسن الاسناد، رواه البخاری فی الادب المفرد، ص ۲۶۴، رقم ۱۰۰۲۔

(۳) ضعیف الإسناد۔ فیه جدعان واسمه علی بن زید وهو ضعیف۔ رواه البخاری فی الأدب المفرد، ص ۲۶۴، رقم ۱۰۰۳۔

(۴) صحابہ کرام نے تبرک حاصل کیا حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کے پانی پینے کی جگہ سے۔

بخاری شریف میں ہے:

عن نافع ان عبد الله بن عمرؓ اخبره ان الناس نزلوا مع رسول الله ﷺ أرض ثمود الحجر فاستقوا من بئرها واعتجنوا به فأمرهم رسول الله ﷺ ان يهريقوا ما استقوا من بئرها وان يعلفوا الابل العجين وامرهم ان يستقوا من البئر التى كانت تردها الناقة ".(۱)

(۵) ابومحذورہؓ کی پیشانی کے بالوں پر نبی پاک ﷺ کا دست مبارک لگا تھا تو برکت کے لئے پوری زندگی بال نہیں کٹوائے۔

ملاحظہ ہو:

ابو محذورة الجمحى موذن رسول الله ﷺ ، نزل بالشام ، كانت له قصة فى مقدم راسه يرسلها فتبلغ الأرض اذا جلس فقلنا له : لاتحلقها ؟ فقال : ان رسول الله مسح عليها بيده فلست احلقها حتى اموت ، فما حلقها حتى مات .(۲)

(۶) حضرت عتبان بن مالکؓ نے حصول برکت کے لئے نبی پاک ﷺ کو اپنے گھر نماز پڑھنے کی دعوت پیش کی تا کہ پھر اس جگہ کو خاص نماز کے لئے متعین کرلیں، تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے اور دو رکعت نماز ادا فرمائی۔

بخاری شریف میں ہے:

ان عتبان بن مالک وهو من اصحاب رسول الله ممن شهد بدرا من الانصار انه اتى رسول الله ﷺ فقال يا رسول الله قد انكرت

---

(۱) رواه البخاری ۱/۴۷۸۔

(۲) معرفة الصحابة ۲/۵۱۹) فی ترجمة سمرة بن معير رقم ۱۳۱۶۔

بصری وانا اصلی لقومی ... وَوَدِدتُّ یا رسول الله انک تأتینی فتصلی فی بیتی فاتخذه مصلی قال : فقال له رسول الله ﷺ :سأفعل ان شاء الله تعالی قال عتبان : فغدا علیّ رسول الله ﷺ وأبو بکر حین ارتفع النهار فاستاذن رسول الله ﷺ فاذنت له فلم یجلس حین دخل البیت ثم قال :این تحب ان اصلی من بیتک قال فاشرت له الی ناحیة من البیت فقام رسول الله ﷺ فکبر فقمنا فصففنا فصلی رکعتین ثم سلم". الحدیث .(۱)

(۷) حجۃ الوداع کے موقع پر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حلق فرمایا اور حضرت ابوطلحہ انصاریؓ نے حصول برکت کے لئے صحابہ کے درمیان بال مبارک تقسیم فرمائے۔ مسلم شریف میں ہے:

عن أنس بن مالکؓ قال لما رمی رسول الله ﷺ الجمرة ونحر نسکه وحلق ناول الحالق شقه الأیمن فحلقه ثم دعا ابا طلحة الانصاری فاعطاه ایاه ثم ناوله الشق الایسر فقال احلق فحلقه فاعطاه ابا طلحة فقال اقسمه بین الناس ".(۲)

(۸) قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے تابوت کا ذکر فرمایا ہے اس میں کچھ تبرکات تھے حضرت موسیٰ علیہ السلام وغیرہ انبیاء کے، بنی اسرائیل اس صندوق کو لڑائی میں آگے رکھتے ،اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے فتح دیتا۔(۳)

روح المعانی میں ہے:

وعن ابی جعفرؓ انه قال : التابوت الذی انزل علی ام موسی

(۱) رواه البخاری ۱/ ۶۰، باب المساجد فی البیوت ۔

(۲) رواه مسلم ۱/ ۴۲۱) ، باب بیان السنة یوم النحر ۔

(۳) معارف القرآن ۱/ ۶۰۶۔

فوضعته فیه والقته فی البحر وکان عند بنی اسرائیل یتبرکون به ...

یعنی بنی اسرائیل اس تابوت سے تبرک حاصل کرتے تھے۔ اور اس میں ... انبیاء کے تبرکات تھے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وبقیة مما ترک آل موسی وآل هرون﴾.(۲)

(۳) حضرت عبداللہ بن مسعود کی روایت پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ منع کرنا ذکر جہری سے منع کرنا نہ تھا۔ ذکر جہری کا کسی روایت میں ذکر نہیں۔ ہاں دارمی کی روایت میں یکبر فیکبرون کا لفظ آتا ہے لیکن اس سے جہر مستفاد نہیں ہوتا بلکہ تلقین کے بعد جب لوگ کچھ پڑھنے لگے تو راوی سمجھے کہ تکبیر ہی ہے جیسے اذا قال الامام سمع الله لمن حمده فقولوا ربنا ولک الحمد جب امام سمع الله پڑھے تو مقتدی ربنا لک الحمد پڑھتا ہے اگرچہ جہر نہیں لہٰذا اس اثر پر اگر عمل کرنا ہو تو چاروں سلسلوں کے جو بھی اعمال مسجد میں ہونگے وہ اس روایت کے تحت بدعت ہونگے اور درست نہیں ہونگے حالانکہ اس کا کوئی قائل نہیں چاروں سلسلوں والے برابر اپنے اعمال مسجد میں کرتے ہیں تو پھر ایک خاص جماعت کو روکنا کیسے صحیح ہوگا ؟ حضرت ابن مسعودؓ کی اس روایت میں جہر بالذکر کا کوئی تذکرہ ہی نہیں مسجد میں پڑھنے والوں سے جہر ثابت نہیں جو ایک آدمی کہتا تھا اتنی مرتبہ سبحانہ اللہ پڑھو وہ تلقین وتذکیر کے لئے تھا ۔آخر حرم محترم میں بھی عید کے دن صلوٰۃ فجر سے اشراق تک موذن الله اکبر کبیرا سبحان الله بکرة واصیلا بلند آواز سے پڑھتا ہے اور سب لوگ ان کے ساتھ پڑھتے ہیں اور اس پر علماء نکیر نہیں فرماتے ، ورنہ یہ عمل تو ابن مسعود کی روایت کی روشنی میں سب سے بہتر مسجد میں بدعت کا عمل ہوجائیگا۔

(۱) روح المعانی ۲/ ۱۹۸۔

(۲) سورة البقرة ،الآیة : ۲۴۸۔

(۴) بعض مسائل عبد اللہ بن مسعود کی خاص آراء میں شامل ہیں لہٰذا عبد اللہ بن مسعود کے ہر بیان کردہ مسئلہ کو قانون سمجھنا درست نہیں۔

(۱) وہ رکوع میں تشبیک کیا کرتے تھے ۔(۲) دو مقتدیوں کے درمیان میں کھڑے رہتے تھے۔

شرح معانی الآثار میں ہے:

عن ابراهيم عن علقمة والاسود انهما دخلا على عبد الله فقال اصلى هؤلاء خلفكم فقالا نعم فقام بينهما وجعل احدهما عن يمينه والآخر عن شماله ثم ركعنا فوضعنا أيدينا على ركبتنا فضرب أيدينا فطبق ثم طبق بيديه نجعلهما بين فخذيه فلما صلى قال هكذا فعل النبي ﷺ.(۱) حالانکہ تشبیک منسوخ ہے اور امام کو دو مقتدیوں کے آگے ہونا چاہیئے۔

تشبیک کے منسوخ ہونے کے دلائل:

شرح معانی الآثار میں ہے:

عن ابی یعفور قال سمعت مصیب بن سعد يقول صليت الى جنب ابى فجعلت يدى بين ركبتى فضربيدى فقال يا بنى انا كنا نفعل هذا فأمرنا ان نضرب الاكف على الركب .

عن مصعب بن سعد قال صليت مع سعد فلما أردت الركوع طبقت فنهانى عنه وقال كنا نفعل حتى نهينا عنه".

قال الامام طحاوی رحمه الله تعالى فقد ثبت بما ذكر نا نسخ التطبيق وانه كان متقدما لما فعله رسول الله ﷺ من وضع اليدين على الركبتين.(۲)

(۱) شرح معانی الآثار ۱/۱۶۵۔
(۲) شرح معانی الآثار ۱/۱۶۶۔

امام کے آگے ہونے کی دلیل:

بخاری شریف میں ہے:

عن أنس بن مالك ان جدته مليكة دعت رسول الله ﷺ لطعام صنعته له فأكل منه ثم قال قوموا فلا صلى لكم قال انس فقمت الى حصير لنا قد اسود من طول ما لبس فنضحته بماء فقام رسول الله ﷺ وصففت واليتيم ورواءه والعجوز من ورائنا فصلى رسول الله ﷺ ركعتين ثم انصرف"(۱)

(۳) نیز والذکر والانثی کی قرات پڑھتے تھے۔

بخاری شریف میں ہے:

عن ابراهيم قال قدم اصحاب عبد الله على ابى الدرداء فطلبهم فوجدهم فقال ايكم يقرأ على قرائة عبد الله قال كلنا قال فايكم احفظ فاشاروا الى علقمة قال كيف سمعته يقرأ والليل اذا يغشى قال علقمة والذكر والانثى "الحدیث حالانکہ وما خلق الذکر والانثی ہے۔(۲)

(۴) جنبی کے لئے تیمم کے قائل نہیں تھے حالانکہ وہ تیمم کرے گا۔

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے:

عن شقيق قال كنت جالسا مع عبد الله وابى موسى فقال ابو موسى يا أبا عبد الرحمن ارايت لو ان رجلا اجنب فلم يجد الماء شهرا كيف يصنع بالصلوٰة فقال عبد الله لا يتيمم وان لم يجد الماء شهرا " الحديث. (۳)

(۱) بخاری شریف ۱/۵۵، باب الصلاة علی الحصیر۔
(۲) بخاری شریف ۲/۷۳۷۔
(۳) مصنف ابن ابی شیبة ۱/۱۵۷۔

حضرت ابن مسعودؓ کا یہ منع کرنا ایسا تھا جیسے حضرت ابو ذرؓ مال جمع کرنے سے منع فرماتے تھے جو ان کا خاص مزاج تھا اس لئے لوگ کسی کے پاس مال دیکھتے تھے تو حضرت ابو ذرؓ کو متوجہ کراتے تھے اور وہ پھر خوب ان کی خبر لیتے تھے۔

بخاری شریف میں: ان الاحنف بن قيس حدثهم قال جلست الى ملاء من قريش فجاء رجل خشن الشعر والثياب والهيأة حتى قام عليهم فسلم ثم قال بشر الكانزين برضف يحمى عليه فى نار جهنم ثم يوضع على حلمة ثدى احدهم حتى يخرج من نفض كتفه ويوضع على نفض كتفه حتى يخرج من حلمة ثديه يتزلزل ثم ولى فجلس الى سارية وتبعته وجلست اليه وانا لا ادرى من هو فقلت له لا ارى القوم الا قد كرهوا الذى قلت. قال: انهم لا يعقلون شيئا، قال لى خليلى: قال: قلت: ومن خليلك تعني، قال النبى ﷺ: يا ابا ذر اتبصر أحدا قال فنظرت الى الشمس ما بقى من النهار وانا ارى ان رسول الله ﷺ يرسلنى فى حاجة له قلت نعم قال ما احب ان لى مثل احد ذهبا انفقه كله الا ثلثة دنانير وان هولاء لا يعقلون انما يجمعون الدنيا ولا والله لا اسألهم دنيا ولا استفتيهم عن دين حتى القى الله ".(١)

اسی طرح ابن مسعودؓ کا مزاج بنا تھا کہ مسجد میں ایسا اجتماعی عمل نہ کیا جائے جس کو بعد والے سنت کا درجہ دیں اس لئے دارمی اور طبرانی وغیرہ کے آثار میں مختلف واقعات میں اس عمل کو روکنے کے لئے ابن مسعودؓ کو بلایا گیا۔

پانچواں اعتراض:

ملا علی قاری نے مرقات شرح مشکوۃ میں فرمایا: وقد نص بعض علمائنا بان

(١) رواه البخاري ١/١٨٩، باب ما ادى زكاته فليس بكنز۔

رفع الصوت فى المسجد ولو بالذكر حرام ".(١)

بعض علماء نے فرمایا کہ مسجد میں بلند آواز سے ذکر کرنا حرام ہے۔

جواب (١): خود ملا علی قاری کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ مسجد میں ذکر کرنا بلند آواز سے مستحب ہے مرقات میں دوسری جگہ نقل فرمایا ہے۔ ملاحظہ ہو:

قال القارى عند شرح هذا الحديث ناقلا عن المظهر هذا يدل على جواز الذكر برفع الصوت بل على الاستحباب اذا اجتنب الرياء اظهارا للدين وتعليما للسامعين وايقاظالهم من الغفلة وايصالا لبركة الذكر الى مقدار ما يبلغ الصوت اليه من الحيوان والشجر والمدر وطلبا لاقتداء الغير بالخير وليشهد له كل رطب ويابس وبعض المشائخ يختارون اخفاء الذكر لانه ابعد من الرياء وهذا متعلق بالنية انتهى " (٢)

احسن الفتاوی میں ہے:

ولا يخفى ان سكوت على القارى عن الرد على المظهر وتقريره عليه مع كون دأبه فى جميع تصانيفه الرد على خلافه يدل على انه أيضا من مجوزيه واليه يميل بعض عبارته فى شرح الحصن الحصين وان كان بعض عبارته فى مواضع آخر من ذلك يأبى عنه " (٣)

خلاصہ: ملا علی قاری نے مظہر سے نقل فرمایا ہے کہ بلند آواز سے ذکر کرنا جائز بلکہ

(١) مرقات شرح مشکوۃ ١٠/١٧١۔

(٢) مرقات شرح مشکوۃ ٣/١٧٢، فوائد الذکر بالجہر۔

(٣) احسن الفتاوی ج٩/٢١٠،

مستحب ہے جب کہ ریاء سے بچے کیونکہ ذکر جہری میں بہت سارے **فوائد** ہیں:

(۱) دین کا اظہار ہے۔

(۲) سننے والوں کو تعلیم ہے۔

(۳) سننے والوں کو غفلت سے بیدار کرنا ہے۔

(۴) جانور اور درخت وغیرہ جہاں تک اس کی آواز پہنچے وہاں تک ذکر کی برکت پہنچتی ہے۔

(۵) دوسرے کو خیر کی دعوت دینے کے لئے۔

(۶) تاکہ ہر تر وخشک چیز اس کی گواہی دے۔

مرقات میں دوسری جگہ مذکور ہے:

(قالوا وما رياض الجنة ؟ قال حلق الذكر)

قيل هذا الحديث مطلق في المكان والذكر فيحمل على المقيد المذكور في باب المساجد والذكر هو سبحان الله والحمد لله الخ". (۱)

مطلب یہ ہے کہ یہ حدیث جگہ میں مطلق ہے کہ ذکر کے حلقے کہاں لگنے چاہئے تو مطلق کو مقید پر یعنی مساجد میں ذکر کے حلقے جس میں اللہ تعالی کی پاکی بیان کی جائے اور اللہ تعالی کی حمد وثنا بیان کی جائے اس پر محمول ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ ملا علی قاری کا خود اپنا رجحان بھی ذکر کی مجالس کے استحباب پر ہے نیز بلند آواز سے ذکر کے جواز پر بلکہ استحباب پر ہے اور وہاں صرف بعض علماء کا قول بیان کرنا مقصود تھا کہ بعض حرام کہتے ہیں ورنہ اکثریت تو استحباب پر ہے۔ **والله تعالى أعلم بالصواب.**

(۱) مرقات شرح مشکوۃ ۵/۶۴۔

ذکر مفرد پر اعتراضات اور اس کے جوابات

پہلا اعتراض:

صرف إلا الله کے ذکر پر بعض کا اعتراض ہے کہ مستثنی بدون مستثنی منہ اور عامل کے عبارت بے معنی ہے۔ ایسا ذکر بے معنی نہ معتد بہ ہے نہ موجب اجر۔ پس عبث ہوا۔ پھر کیوں اختیار کیا گیا؟

جواب اول: حضور اقدس ﷺ کا فتح مکہ کے موقع پر خطبہ میں یہ ارشاد فرمانا کہ اس کی گھاس نہ کاٹی جائے اس پر حضرت عباس کا یہ عرض کرنا کہ **يا رسول الله إلا الإذخر** اس پر حضور اقدس ﷺ کا ارشاد فرمانا **إلا الاذخر** (۱) اس سے جواز حذف عامل ومستثنی منہ کا وقت قیام قرینہ کے معلوم ہوتا ہے۔ پس **الا الله** میں بھی اس قرینہ سے کہ اس سے قبل **لا اله الا الله** کا ذکر ہو چکا ہے۔ یا بقرینہ عقیدہ ذاکر کے مستثنی منہ عامل محذوف کر دیا تو کیا حرج ہے؟

جواب دوم: اس سے قبل جو **لا اله الا الله** کہا گیا اس میں صرف **الا الله** کو مکرر لایا گیا اس کا عامل اور مستثنی منہ ہر بار مراد ہوگا اور تاکید کے لئے جو تکرار کیا جاتا ہے کوئی دلیل اس کی تحدید پر قائم نہیں جس قدر اہتمام ہوگا اتنا تکرار مستحسن ہوگا چنانچہ بعض روایات میں بعض مضامین کی نسبت ہے **ما زال يكررها حتى قلنا ليته سكت** (۲) **أو نحو** (یعنی حضور اقدس ﷺ بار بار کہتے رہے یہاں تک کہ ہمارا جی چاہتا حضور خاموش رہتے۔ احادیث میں کثرت سے اس کی نظائر موجود ہیں

(۱) متفق علیہ، مشکوۃ ۱/ ۲۳۸۔

(۲) متفق علیہ، ریاض الصالحین، ص ۲۷۶

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے ایک آدمی کے قتل کرنے کے قصہ میں جس کو انھوں نے منافق سمجھ کر قتل کر دیا تھا حضور اقدس ﷺ کا بار بار فرمانا کہ قیامت میں جب وہ **لا الہ الا اللہ** لائیگا تو اس کا کیا جواب دو گے بار باراس کو فرمایا (۱)

دونوں جوابوں میں فرق یہ ہے کہ پہلے جواب میں مستثنیٰ منہ یعنی **لا الہ** بار بار مقدر ہوگا اور دوسرے جواب میں ایک مرتبہ مستثنیٰ منہ مقدر اور بعد میں **الا اللہ** جو مستثنیٰ ہے اس کی تکرار اہتمام اور مقصود ہونے کی وجہ سے ہوگی۔

مشکوۃ میں ہے:

حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ ایک اور بات بھی ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے سو درجے بلند فرمادیگا اور ہر دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہوگا جتنا کہ آسمان اور زمین کے درمیان ہے، صحابی نے عرض کیا کہ وہ کیا ہے اے اللہ کے رسول؟ تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: **الجہاد فی سبیل اللہ الجہاد فی سبیل اللہ الجہاد فی سبیل اللہ** (۲) سینکڑوں حدیثیں کتب حدیث میں موجود ہیں جو حدیث پڑھنے پڑھانے والوں پر مخفی نہیں ہیں جن میں ایک ہی لفظ کا تکرار کیا گیا ہے۔(۳)

دوسرا اعتراض:

لفظ اللہ اللہ پر بعض لوگوں کو اعتراض ہے کہ صرف اللہ اللہ کہنا لفظ مفرد ہے اس لئے نہ کسی معنی خبری کو مفید ہے نہ معنی انشائی کو پھر اس ذکر بے معنی سے کیا فائدہ؟

جواب اول: حدیث شریف میں خود اسی افراد کے ساتھ اس نام پاک کو معقول بتایا گیا ہے جیسا کہ مسلم شریف کی روایت میں ہے قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ ایسی حالت ہو جائے گی کہ دنیا میں اللہ اللہ نہ کہا جائے۔

---

(۱) رواہ مسلم، مشکوۃ، ص ۲۹۹۔

(۱) رواہ مسلم، مشکوۃ ۲/۳۳٤، کتاب الجہاد۔

(۲) مجالس ذکر، ص ۱۰٦-۱۰۷، بحوالہ التکشف، ص ۷۰۲۔

عن أنس ان رسول اللہ ﷺ قال: لا تقوم الساعة حتى يقال في الأرض الله الله .(۱)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ محض اس کا تکرار بھی مشروع ہے اور معنی کچھ خبر اور انشاء میں منحصر نہیں ہے اگر اس سے تبرک و استحضار محض مقصود ہو تو بے معنی اور غیر مفید کیوں ہوگا؟(۲)

دوسرا جواب: **عن أبي هريرة قال قال رسول اللہ ﷺ سبق المفردون قالوا يا رسول الله وما المفردون؟ قال المستهترون في ذكر الله يضع الذكر عنه اثقالهم فيأتون يوم القيامة خفافا** ".(۳)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: آگے بڑھ گئے مفرد لوگ صحابہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول مفرد لوگ کون ہیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو اللہ کے ذکر کی محبت میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ یہ یاد اور ذکر ان کا بوجھ اتار دیگا اور وہ قیامت کے دن ہلکے پھلکے ہو کر آئیں گے۔

فیض القدیر میں ہے:

المستهتر الذي لا يشبه كلامه بكلام العقلاء وقال الحكيم الترمذي الذي نطق عن ربه يشبه كلامه كلام من لم يستعمل عقله". (٤)

ترجمہ: المستہتر وہ شخص ہے کہ جس کا کلام عقلمندوں کے کلام کے مشابہ نہ ہو اور حکیم ترمذیؒ نے فرمایا وہ شخص ہے جو اپنے پروردگار کی جانب سے بات کرے اس کی بات

---

(۱) رواہ مسلم ۱/۸٤، والبیهقی فی شعب الایمان ۲/۴۲۰۔

(۲) مجالس ذکر، ص ۱۰۸، بحوالہ التکشف ص ۷۰۲۔

بوادر النوادر، ص ٦۹۔

(۳) اسنادہ حسن، رواہ الترمذی ۲/۲۰۰، قال هذا حديث حسن غريب، والبیهقی فی شعب الایمان ۲/۴۰۳۔

(٤) فیض القدیر ٤/۹۳۔

اس شخص کی بات کے مشابہ ہے جو اپنی عقل استعمال نہ کرے۔

وقیل المفرد المولع . (۱)

ترجمہ: جو ذکر و تسبیح میں بہت گرویدہ، فریفتہ اور حریص ہو۔

وقیل الذاکرین الله کثیرا والذاکرات. (۲) وقیل الذین اهتروا بذکر الله (۳)

مفرد کے لغوی معنی صرف اور صرف اللہ کا نام لینا ہے جو معانی بیان کئے گئے وہ ذکر مفرد کے ساتھ عادۃً لازم ہے یعنی جس کا کلام عقلاء کی طرح نہیں ہے یا جو بے عقلوں کی طرح اللہ اللہ کی رٹ لگاتا ہے یا جو حریص اور بکثرت ذکر کرتا ہے ظاہر ہے کہ ذکر مفرد مرکب کے مقابلے میں زیادہ کیا جاتا ہے۔

تیسرا جواب: معارف القرآن میں ہے:

واذکر اسم ربک : اس آیت کریمہ میں ذکر اللہ کے حکم کو لفظ اسم کے ساتھ مقید کر کے واذکر اسم ربک فرمایا ہے واذکر ربک نہیں فرمایا اس میں اشارہ اس طرف نکلتا ہے کہ اسم رب یعنی اللہ اللہ کا تکرار بھی مطلوب و مامور بہ ہے۔ (مظہری) بعض علماء نے جو صرف اسم ذات اللہ اللہ کے تکرار کو بدعت کہہ دیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ اس کو بدعت کہنا صحیح نہیں۔ (٤)

چوتھا جواب: یہ بھی توجیہ ہو سکتی ہے کہ حرف ندا محذوف ہو اور حذف ندا شائع اور مشہور ہے یہ ندا شوق اور نام کے ساتھ تلذذ کی وجہ سے ہوئی۔ (٥)

---

(۱) لسان العرب ۲۵/۱٥۔

(۲) صحیح . رواہ مسلم فی الصحیح عن امیة ابن بسطام ۲/٤۱/۳، والبیهقی فی شعب الایمان ۲/۲/٤۰، وکذا احمد فی مسندہ ۲/۱۱/٤، والبغوی فی شرح السنة ٥/۱۸۔

(۳) اخرجه البیهقی فی شعب الایمان ۲/٤/٤۰۔

(٤) معارف القرآن ۸/٥۹٤۔

(٥) مجالس ذکر ،ص ۱۰۸، بحواله التکشف ،ص ۷۰۲۔

حذف ندا کی مثالیں: (۱) یوسف أعرض عن هذا . (۱) (۲) سنفرغ لکم ایها الثقلان " (۲) (۳) ان ادوا الی عباد الله " (۳) (۴) ربنا (٤)

پانچواں جواب: حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمہ اللہ کا جواب:

دین سیکھنا سکھانا ضروری ہے اور اس کا نہایت تاکیدی حکم ہے نیز زمانہ نبوی میں صرف صحبت کافی تھی کوئی مستقل انتظام نہیں تھا نہ مدرسے تھے نہ کتابیں تھیں لیکن بعد میں حالات ایسے ہوگئے کہ صحبت اس مقصد کے لئے کافی نہیں رہی بلکہ کتابوں کی اور پھر مدرسوں کی ضرورت پڑ گئی اب اس کا انتظام ہوگیا تو اس کو دین میں اضافہ اور بدعت نہیں کہا جائیگا۔ اسی طرح سلوک کے جن اعمال واشغال پر بدعت کا شبہ ہوتا ہے ان سب کی نوعیت بھی یہی ہے ان میں کوئی چیز بھی مقصد سمجھ کر نہیں کی جاتی بلکہ یہ سب نفس کے تزکیہ اور تخلیہ کے لئے کرایا جاتا ہے جو دین میں مقصد اور مامور بہ ہے۔

اسی طرح ذکر کی تاثیر بڑھانے کے لئے اور طبیعت میں رقت اور یکسوئی پیدا کرنے کے لئے ضرب کا طریقہ نکالا گیا ہے تو اس میں کسی چیز کو بھی مقصد اور مامور بہ نہیں سمجھا جاتا بلکہ یہ سب کچھ علاج اور تدبیر کے طور پر کیا جاتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ ائمہ طریق اپنے اپنے زمانہ کے حالات اور اپنے تجربوں کے مطابق ان چیزوں میں ردوبدل اور کمی بیشی بھی کرتے رہے ہیں اور اب بھی کرتے ہیں۔ (٥)

تیسرا اعتراض:

ذکر کے وقت بعض لوگوں پر وجد تاری ہو جاتا ہے اور بے اختیار ان کی چیخ نکلتی ہے

---

(۱) سورہ یوسف ، الآیة: ۲۹، مثال مأخوذ از هدایة النحو ،ص ۳۸، کافیة ،ص ۳٤، اوضح المسالك الی الفیة ابن مالك ،ص ٥٤٦۔

(۲) سورة الرحمن ، الآیة: ۳۱، مثال مأخوذ از اوضح المسالك الی الفیة ابن مالك ،ص ٥٤٦۔

(۳) سورة الدخان الآیة ۱۸، مثال مأخوذ از اوضح المسالك الی الفیة ابن مالك ،ص ٥٤٦۔

(٤) مثال مأخوذ از حاشیة الکافیة ،ص ۳٤۔

(٥) مجالس ذکر ، ص ۱۱٦-۱۱۸۔

اس کو سلفی حضرات بہت معیوب سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ایسے شخص کو دیوار پر بٹھا کر دیکھ لیں کہ اس پر وجد آتا ہے یا نہیں؟ علامہ ابن جوزی نے تلبیس ابلیس میں وجد کو رد فرمایا ہے لیکن ان کے کلام کا رخ اس وجد کی طرف ہے جس میں کپڑے پھاڑنا اور تالیاں بجانا شور مچانا شامل ہے۔ (۱)

نیز علامہ قرطبی نے بھی تفسیر میں اسی وجد کو رد فرمایا چنانچہ سورہ زمر کی تفسیر میں تحریر فرمایا:

عن أسماء بنت أبي بكر الصديق رضي الله عنهما قالت كان أصحاب النبي ﷺ اذا قرىء عليهم القرآن خر أحدهم مغشيا عليه فقالت : أعوذ بالله من الشيطان الرجيم ، وقال سعيد بن عبد الرحمن العجمي : مر ابن عمر برجل من أهل القرآن ساقط فقال: ما بال هذا ؟ قالوا إنه إذا قرىء عليه القرآن وسمع ذكر الله سقط . فقال ابن عمر : إنا لنخشى الله وما نسقط، ثم قال إن الشيطان يدخل في جوف أحدهم، ماكان هذا صنيع أصحاب محمد ﷺ ، وقال عمر بن عبد العزيز : ذكر عند ابن سيرين الذين يصرعون إذا قرىء عليهم القرآن ، فقال: بيننا وبينهم أن يقعد أحدهم على ظهر بيت باسطا رجليه ، ثم يقرأ عليه القرآن من أوله إلى آخره فان رمى بنفسه فهو صادق وقال ابوعمران الجوني : وعظ موسى عليه السلام بني اسرائيل ذات يوم فشق رجل قميصه ، فأوحى الله إلي موسى : قل لصاحب القميص لا يشق قميصه فإني لا أحب المبذرين ، يشرح لي عن قلبه .(۲)

جواب اول: بلا اختیار وجد کا طاری ہونا کوئی معیوب نہیں ہے سلف صالحین وصحابہ میں

(۱) تلبیس ابلیس ،ص ۳۴۴-۴۴۷۔

(۲) تفسیر قرطبی ۱۵/۱۶۲۔

واقعات پیش آئے ہیں اور اس کا کوئی انکار نہیں کر سکتا مثلاً حضرت زرارہ بن ابی اوفی نے جب یہ آیت کریمہ پڑھی **فاذا نقر فی الناقور** تو ایسا رعب طاری ہوا کہ وفات پا گئے۔

ترمذی شریف میں ہے:

عن بهز بن حكيم قال كان زرارة بن أبي أوفى قاضي البصرة فكان يؤم بني قشير فقرأ يوما في صلاة الصبح فاذا نقر في الناقور فذلك يومئذ يوم عسير خر ميتا وكنت في من احتمله الى داره " (۱)

(۲) "خر موسى صعقا " (۲) جب رب کی تجلی ہوئی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو کر گر گئے۔

(۳) حضرت ابو ہریرہؓ بے ہوش ہو گئے جب یہ حدیث سنی کہ سب سے پہلے عالم، سخی اور مجاہد کو جہنم میں ڈالا جائیگا۔

ترمذی شریف میں ہے:

ان شفيا الاصبحي حدثه انه دخل المدينة فاذا هو برجل قد اجتمع عليه الناس فقال من هذا فقالوا ابو هريرة فدنوت منه حتى قعدت بين يديه وهو يحدث الناس فلما سكت وخلا قلت له اسألك بحق وبحق لما حدثتني حديثا سمعته من رسول الله ﷺ عقلته وعلمته فقال أبوهريرة افعل لاحدثنك حديثا حدثنيه رسول الله ﷺ عقلته وعلمته ثم نشغ أبو هريرة نشغة فمكث قليلا ثم افاق قال لاحدثنك حديثا حدثنيه رسول الله ﷺ في هذا البيت ما معنا احد غيري وغيره ثم نشغ أبو هريرة نشغة شديدة ثم افاق ومسح وجهه وقال افعل لأحدثنك

(۱) رواہ الترمذی ۱/۱۰۰۔

(۲) سورۃ الاعراف ،الآیۃ : ۱۴۳۔

حدیثا حدثنیه رسول الله ﷺ انا وهو فی هذا البیت ما معنا احد غیری وغیره ثم نشغ أبو هریرة نشغة شدیدة ثم مال خارا علی وجهه فاسندته طویلا ثم افاق فقال حدثنی رسول الله ﷺ ان الله تعالی إذا کان یوم القیامة ینزل الی العباد لیقضی بینهم " الحدیث. (١)

ترجمہ: حضرت شفی اصحی بیان کرتے ہیں کہ وہ مدینہ منورہ آئے تو انھوں نے دیکھا کہ ایک شخص کے پاس لوگ جمع ہیں پوچھا کہ یہ کون شخص ہے لوگوں نے بتایا یہ تو صحابی رسول حضرت ابو ہریرہؓ ہیں پس میں ان کے قریب گیا اور ان کے پاس بیٹھ گیا وہ لوگوں کو حدیث بیان کرتے تھے جب وہ خاموش ہوئے اور تنہا ہوئے تو میں نے ان سے عرض کیا میں آپ سے حق کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں البتہ آپ مجھے حدیث بیان کریں جو حدیث آپ نے حضور اکرم ﷺ سے سنی ہو آپ نے اس کو سمجھا ہو اور جانا ہو حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا میں ضرور حدیث بیان کروں گا جو حدیث آپ ﷺ نے مجھ سے بیان کی تھی اور میں نے اس کو سمجھا اور جانا ہے پھر حضرت ابو ہریرہؓ نے ایک چیخ ماری اور بے ہوش ہو گئے۔ پھر تھوڑی دیر بعد افاقہ ہوا تو فرمایا کہ میں ضرور حدیث بیان کروں گا جو حدیث مجھے رسول اللہؐ نے بیان کی تھی اس گھر میں، ہمارے ساتھ میرے اور ان کے علاوہ کوئی دوسرا موجود نہ تھا۔ پھر حضرت ابو ہریرہؓ نے سخت چیخ ماری اور بے ہوش ہو گئے پھر افاقہ ہوا اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا میں ضرور آپ کو حدیث بیان کروں گا جو حدیث مجھے آپ ﷺ نے بیان کی تھی اور ہم اس گھر میں تھے ہمارے ساتھ میرے اور حضور اکرم ﷺ کے علاوہ اور کوئی نہ تھا پھر حضرت ابو ہریرہؓ نے چیخ ماری اور بے ہوش ہو گئے پھر چہرے کی طرف مائل ہو کر گر گئے تو میں نے کافی دیر تک ان کو سہارا دیا پھر افاقہ ہوا تو فرمایا مجھے رسول اللہ ﷺ نے حدیث بیان کی تھی کہ بے شک اللہ تعالی قیامت

---

(١) رواه الترمذی ٢/٦٣، باب ماجاء فی الریاء والسمعة وقال الترمذی : هذا حدیث حسن غریب۔

کے دن بندوں کی طرف نزول فرمائیں گے تاکہ ان کے درمیان فیصلہ کر دے۔ الخ

باقی یہ بات کہ اگر ان کو دیوار پر بٹھا دیں تو کیوں وجد نہیں آتا تو یہ بات حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت موسی علیہ السلام کے بارے میں بھی کہی جا سکتی ہے کہ نازک جگہ پر بیٹھ کر کیوں حالت متغیر نہیں ہوتی؟

تحقیقی جواب یہ ہے کہ ولی کو وجد تب آتا ہے جب اللہ کا خوف اور عظمت غالب ہو جائے اور کامل توجہ ہو جب کسی نازک شاخ پر بیٹھا ہو تو اس وقت کامل توجہ کہاں ہو گی اس وقت تو بشریت کے تقاضا کی وجہ سے دنیوی مصیبت سے نجات کی فکر ہوتی ہے لہذا وجد نہیں آتا حضرت موسی علیہ السلام کو بھی اللہ تعالی کی تجلی کے وقت بے ہوشی طاری ہوئی لیکن جب پہلی مرتبہ لاٹھی سانپ بن گئی تو بے ہوشی طاری نہیں ہوئی بلکہ خوف زدہ ہو گئے۔

حاصل یہ کہ خوف مع العظمت ہو جس کو خشیت کہتے ہیں تو وجد آ سکتا ہے صرف خوف کے وقت وجد نہیں آتا۔

چشتیہ حضرات ضرب لگاتے ہیں اس کی حقیقت

(١) ضرب لگانا بذات خود مقصود نہیں بلکہ دل و دماغ میں ذکر کا اثر اور رقت پیدا کرنے کا ایک ذریعہ ہے اور مختلف روایات سے اثر پیدا کرنے کے طریقوں کا ذکر احادیث میں ملتا ہے اس سلسلہ میں چند احادیث پیش خدمت ہیں:

(١) بخاری شریف میں ہے

عن البراء قال كان النبي ﷺ ينقل التراب يوم خندق حتى اغمر أو اغبر بطنه يقول :

والله لو لا الله ماهتدينا ولا تصدقنا و لا صلينا
فانزلن سكينة علينا وثبت الاقدام ان لاقينا
ان الاولى قد بغوا علينا اذا ارادو فتنة أبينا

ورفع بها صوته أبينا أبينا، وبطريق آخر قال ثم يمد صوته باخرها (أى أبينا) ".(١)

حاصل ترجمہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ غزوہ خندق میں یہ چھوٹا سا شعر پڑھ رہے تھے والله لو لا الله ماهتدينا الخ اور اس کے ختم پر أبينا کے کلمہ کو مکرر اور آواز کو دراز اور بلند کر کے پڑھتے تھے۔ اس حدیث کی دلالت ضرب کی مشروعیت پر اس طرح ہے کہ ضرب سے مقصود خاص اثر پیدا کرنا ہے۔ اور یہی اثر پیدا ہو گیا حضور پر نور ﷺ کے

(١) متفق عليه، رواه البخاري ج٢/٥٨٩، ومسلم ٢/١١٢، وابن حبان في صحيحه ١٠/٣٩، ذكر ما يستحب للإمام، والنسائي في سننه الكبرى ٥/٢٦٥، والبيهقي في سننه الكبرى ٤/١٦، والدارمي في سننه ٢/٢٩١، باب حفر الخندق ۔

کلمہ أبينا کے تکرار اور بلند آواز سے پڑھنے میں اور یہی کام صوفیہ حضرات ضرب سے لیتے ہیں اور اثر کے وسائل کی تبدیلی معیوب نہیں ہے جیسے آنحضور ﷺ کے زمانے میں آلات جہاد اور تھے اور اس زمانے میں اور ہیں۔

(٢) جو تاثیر رسول اللہ ﷺ نے أبينا کی تطویل سے پیدا کی وہی تاثیر صوفیہ ذکر کو دل پر لگانے سے پیدا کرتے ہیں۔ اس کی نظیر حدیث شریف میں موجود ہے۔

مسلم شریف میں ہے:

(١) عن جابر بن عبد الله رضي الله عنه قال كان رسول الله ﷺ إذا خطب احمرت عيناه وعلا صوته و اشتد غضبه حتى كانه منذر جيش " الحديث (١)

حاصل ترجمہ یہ ہے کہ نبی پاک ﷺ جب خطبہ دیتے تھے تو آپ ﷺ کی آنکھیں سرخ ہو جاتی تھیں اور آواز میں ایک قسم کی بلندی ہوتی اور سخت غضبناک حالت ہو جاتی گویا کہ کسی لشکر سے ڈرا رہے ہیں۔

فائدہ: اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ خطبہ کے دوران نبی پاک ﷺ کے چہرہ انور پر ایک خاص قسم کا اثر پیدا ہوا یہی اثر صوفیہ کرام ضرب سے لیتے ہیں۔

(٢) بخاری شریف میں ہے:

عن عبد الله بن المغفل المزني قال رأيت رسول الله ﷺ يوم الفتح على ناقة له يقرأ سورة الفتح أو من سورة الفتح قال فرجع فيها

(١) صحيح ۔ رواه مسلم ١/٢٨٤، فصل في خطبة الجمعة ۔ والحاكم ٤/٥٢٣، كتاب الفتن والملاحم، وابن الجارود في المنتقى ١/١٤٧، باب الجمعة، وابن حبان ١/١٧٠، والنسائي ٣/١٨٨، وابن خزيمة ٢/٨٦٥، باب صفة خطبة النبي ﷺ، وابن ماجة ١/٦، باب اجتناب البدع، واحمد ٣/٣٣٧، والبيهقي ٣/٢٠٦، والبغوي في شرح السنة ١٥/٩٨، وابن رجب في جامع العلوم والحكم، ص٤٩٨۔

قال ثم قرأ معاوية يحكى قراءة ابن مغفل قال لولا ان يجتمع الناس عليكم لرجعت كما رجع ابن مغفل يحكى عن النبى ﷺ فقلت لمعاوية كيف كان ترجيعه قال ءآ ءآ ءآ ثلث مرات" (۱)

حاصل ترجمہ یہ ہے کہ نبی پاک ﷺ فتح مکہ کے دن اونٹنی پر سوار تھے اور آپ سورہ فتح تلاوت فرمارہے تھے اور تلاوت کے دوران آپ نے آواز کو حلق میں گھمایا اور اس ترجیع کو حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے پڑھ کر سنایا کہ آپ ﷺ کی ترجیع آ آ آ تھی تین مرتبہ۔

زادالمعاد میں ہے:

علمت أن هذا الترجيع منه ﷺ كان اختيارا لا اضطرارا لهز ناقة له، فإن هذا لو كان لأجل هز الناقة لما كان داخلا تحت الإختيار، فلم يكن عبد الله بن مغفل يحكيه ويفعله اختيارا ليؤتسى به وهو يرى هز الراحلة له حتى ينقطع صوته، ثم يقول: كان يرجع فى قراءته، فنسب الترجيع إلى فعله. ولو كان من هز الراحلة لم يكن منه فعل يسمى ترجيعا. (۲)

خلاصہ یہ ہے کہ ابن قیم رحمہ اللہ نے فرمایا کہ حضور ﷺ کی ترجیع اپنے اختیار سے تھی اونٹنی کی حرکت اور ہلنے کی وجہ سے نہیں تھی اگر یہ اونٹنی کے ہلنے کی وجہ سے ہوتی تو یہ ترجیع اختیاری نہ ہوتی پھر عبداللہ بن مغفل اس کی نقل نہ اتارتے اور اس کو قابل اقتدا سمجھ کر اپنے اختیار سے ترجیع نہ فرماتے، جبکہ وہ اونٹنی کی حرکت کو دیکھ رہے تھے یہاں

---

(۱) صحيح ـ رواه البخارى فى فضائل القرآن، باب الترجيع ۲/۷۵۵، وباب القراءة على الدابة ۲/۷۵۳، وفى المغازى، باب أين ركز النبى ﷺ يوم الفتح ۲/۶۱۴، وفى تفسير سورة الفتح، باب إنا فتحنا لك فتحا مبينا ۲/۷۱۶۔

(۲) زاد المعاد ۱/۴۸۳۔ بواد رالنوادر، ص ۴۴۷۔

تک ان کی آواز ختم ہوئی پھر فرماتے ہیں آنحضور ﷺ قراءت میں ترجیع کرتے رہے، تو ترجیع کو آنحضور ﷺ کی طرف منسوب فرمایا اگر یہ فعل غیر اختیاری ہوتا، تو اس کا نام ترجیع نہ رکھتے۔

فائدہ: اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے قراءت میں آواز کو حلق میں گھمایا، اس میں ایک خاص قسم کا اثر پیدا ہوا، اور یہی تاثیر چشتیہ حضرات ضرب سے پیدا کرتے ہیں۔

(۳) ضرب کے وقت سر ہلا کر ضرب لگانے کے بارے میں طریقہ محمدیہ میں لکھا ہے کہ جیسے تشہد کے اشارہ میں انگلی اٹھانے میں نفی اور رکھنے (یا جھکانے) میں اثبات کی طرف اشارہ ہے اسی طرح سر اوپر کرنے میں نفی اور سر جھکا کر ضرب لگانے میں اثبات کی طرف اشارہ ہے، ہاں اس کو مقصود اور شریعت کا حکم نہیں سمجھنا چاہیئے، بلکہ اصلاح قلب اور جوش وسرور پیدا کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔

بریقہ محمودیہ میں ہے:

وأما تحريك الرأس فقط يمنة ويسرة تحقيقا لمعنى النفى والإثبات فى لا إله إلا الله فالظن الغالب جوازه بل استحبابه إذا كان مع النية الخالصة الصالحة فيخرج عن حد العبث واللعب)؛ لأن العبث مالا فائدة فيه والتحقيق المذكور من أعظم فوائد (فيكون) ذلك التحريك (فعلا دالا) دلالة عقلية (على التوحيد مقارنا للقول) وهو قول لا إله إلا الله (الدال عليه) دلالة وضعية فيجمع بين التوحيد الفعلى والقولى (فتكون) الكلمة الطيبة (كلمة ككلمتين) فالقول بلاحركة مرتين كالقول بالحركة مرة واحدة (وأصله) المقيس عليه (رفع المسبحة فى التشهد فى الصلاة عند أشهد أن لا إله إلا الله، وقد روى عن النبى ﷺ فى الأحاديث الصحاح مع أن الصلاة موضع سكون ووقار حتى كره فيها الالتفات يمنة ويسرة. قال المولى المحشى يعنى ليس فى حق التحريك المذكور رواية لا من صاحب الشرع ولا من الصحابة ولا من التابعين ولكن المظنون قياسا على رفع

المسبحة فی الصلاۃ فی التشهد عن کلمة التوحید المروی عن صاحب الشرع فی الصحاح الجواز بل الاستحباب مع نیة التحقیق المذکور بجامع التحقیق لأن علة الرفع هی التحقیق ؛ وهو متحقق هاهنا فالظن جواز التحریک مع نیة التحقیق کالرفع ".(۱)

(۴) شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ نے فرمایا:

ذکر کی تاثیر بڑھانے کے لئے اور طبیعت میں رقت اور یکسوئی پیدا کرنے کے لئے ضرب کا طریقہ نکالا گیا ہے، تو ان میں سے کسی چیز کو بھی مقصود اور مامور بہ نہیں سمجھا جاتا بلکہ یہ سب کچھ علاج اور تدبیر کے طور پر کیا جاتا ہے اور اسی لئے مقصد حاصل ہو جانے کے بعد یہ سب چیزیں چھڑا دی جاتی ہیں اور یہی وجہ ہے کہ ائمہ طریق اپنے اپنے زمانہ کے حالات اور اپنے تجربوں کے مطابق ان چیزوں میں ردوبدل اور کمی بیشی بھی کرتے رہے ہیں، اور اب بھی کرتے رہتے ہیں، بلکہ ایک ہی شیخ کبھی کبھی مختلف طالبوں کے لئے ان کے خاص حالات اور ان کی استعداد کے مطابق الگ اعمال واشغال تجویز کردیتا ہے اور بعضے ایسی اعلی استعداد والے بھی ہوتے ہیں جنھیں اس طرح کا کوئی ذکر شغل کرانے کی ضرورت ہی نہیں ہوتی، اور اللہ تعالی ان کو یونہی نصیب فرمادیتا ہے، اس سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ ان سب چیزوں کو صرف علاج اور تدبیر کے طور پر ضرورۃً کیا کرایا جاتا ہے۔(۲)

---

(۱) بریقة محمودیة فی شرح طریقة محمدیة ۴/۱۳۹-۱۴۰۔

(۲) مجالس ذکر، ص ۱۱۷

بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضرت مولانا محمد سرفراز خان صاحب ذکر جہری کے منکر ہیں۔ ہم ان کی کتاب ''اخفاء الذکر'' صفحہ ۶۹ سے ان کی عبارت کی فوٹو کاپی پیش کرتے ہیں تاکہ منکرین کے لئے سرمۂ بصیرت ہو۔

فوٹو کاپی کتاب ''اخفاء الذکر''

مؤلفہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر صاحب

۶۹

کا ترک کرنا وغیرہا (فتاوی عبدالحی ج ۲ ص ۳۰) مولوی عبدالحی ذکر بالسر کے حامی ہیں اور اسی کو افضل قرار دیتے ہیں لیکن ان کو بھی تسلیم کرنا پڑا ہے کہ جس جہر پر نیند اور نماز میں خلل کے مفاسد مترتب ہوتے ہیں وہ جہر مفرط ہے اور جہر متوسط کے جواز میں کوئی کلام نہیں ہے (بلفظہٖ ذکر بالجہر ص ۸۸)

الجواب: ہم نے حکم الذکر بالجہر میں تصریح کی ہے کہ اپنے مقام پر ذکر بالجہر جائز ہے اس کا کوئی منکر نہیں وہ یہ کہ کسی کی نماز، نیند، مطالعہ اور آرام وغیرہ میں خلل نہ پڑتا ہو اور یہی کچھ بقول مؤلف مذکور حضرت مولانا عبدالحیؒ فرماتے ہیں لیکن سوال یہ ہے کہ اہل بدعت حضرات رل مل کر ذکر میں جو جلیاں ڈالتے ہیں اور گلے پھاڑ پھاڑ کر لاؤڈ اسپیکر پر جو راگیں نکالتے ہیں کہ نہ کوئی نماز پڑھ سکے نہ تلاوت کر سکے نہ مطالعہ کر سکے نہ سو سکے اس کا ان کے نزدیک کیا نام ہے؟ اور ان کی مساجد میں جب امام سلام پھیرتا ہے تو یہ لوگ نہ صرف یہ کہ جہر مفرط کا ارتکاب کرتے ہیں بلکہ مسجد کو سر پر اٹھا لیتے ہیں حالانکہ کئی نمازی جو بعد میں آکر ملتے ہیں وہ ابھی نمازیں پڑھ رہے ہوتے ہیں کیا اس چلّانے سے ان کی نمازوں میں خلل نہیں پڑتا؟ یا اس کا وہ کیا نام رکھتے ہیں ؎

کس طرح فریاد کرتے ہیں بتادو قاعدہ
اے اسیران ہوس تم تو گرفتاروں میں ہو

مآخذ ومراجع

نمبر شمار	اسماء کتب	اسماء مصنفین ومؤلفین	مطبع
۱	قرآن مجید		
۲	تفسیر ابن کثیر	الحافظ ا بن کثیر الدمشقی	مکتبه دار السلام
۳	تفسیر قرطبی	محمد بن احمد القرطبی	دار الکتب العلمیة
۴	مدارک التنزیل	عبدالله بن احمد النسفی	دار الفکر
۵	تفسیر ابو السعود	ابو السعود محمد الحنفی	دار الکتب العلمیة
۶	فتوحات الٰهیه	سلیمان بن عمرو الشافعی(الجمل)	دار احیاء التراث
۷	تفسیر روح المعانی	السید محمود الآلوسی الحنفی	مکتبة دار التراث
۸	تفسیر مظهری	القاضی محمد ثناء الله المظهری	بلوچستان بکڈپو
۹	الدر المنثور	جلال الدین سیوطی	دار احیاء العلوم
۱۰	تفسیر بدیع	الشیخ محمد شریف الله	جامعة شمس العلوم
۱۱	بیان القرآن	حکیم الامت مولانااشرف علی	سعید کمپنی
۱۲	معارف القرآن	مفتی محمد شفیع العثمانی	ادارة المعارف
۱۳	معارف القرآن	مولانا محمد ادریس الکاندهلوی	مکتبة المعارف
۱۴	الاتقان	الحافظ جلال الدین السیوطی	دار احیاء العلوم
۱۵	کشف الرحمن	مولانا احمد سعید صاحب	مکتبه رشیدیه
۱۶	صحیح بخاری	محمد بن اسماعیل البخاری	فیصل ببلیکیشنز
۱۷	صحیح مسلم	مسلم بن حجاج النیسابوری	فیصل ببلیکیشنز
۱۸	سنن نسائی	احمد بن شعیب النسائی	قدیمی کتب خانه
۱۹	سنن ابو داود	سلیمان بن اشعث السجستانی	فیصل ببلیکیشنز
۲۰	جامع ترمذی	محمد بن عیسی الترمذی	فیصل ببلیکیشنز
۲۱	سنن ابن ماجه	محمد بن یزید القزوینی	قدیمی کتب خانه
۲۲	موطا امام مالک	مالک بن أنس الاصبحی	قدیمی کتب خانه
۲۳	طحاوی	احمد بن محمد الطحاوی	سعید کمپنی
۲۴	مشکوة المصابیح	محمد بن عبد الله التبریزی	قدیمی کتب خانه
۲۵	مسند احمد	احمد بن محمد بن حنبل	دار الفکر بیروت
۲۶	مسند ابو یعلی	أبو یعلی أحمد بن علی الموصلی	علوم القرآن
۲۷	مسند طیالسی	سلیمان بن داود بن الجارود	مکتبه حسینیه
۲۸	مسند بزار	احمدبن عمرو البزار البصری	دار الفکر بیروت
۲۹	مسند شامیین	سلیمان بن احمد الطبرانی	موسسة الرسالة
۳۰	مسند ابو عوانة	أبو عوانة یعقوب بن إسحاق	دار المعرفة
۳۱	المستدرک	محمد بن عبد الله النیسابوری	دار الباز بمکة
۳۲	صحیح ابن حبان	محمد بن حبان البستی	المکتبة الاثریة
۳۳	سنن کبری بیهقی	أبو بکر احمد بن حسین البیهقی	دار المعرفة
۳۴	سنن کبری نسائی	احمد بن شعیب النسائی	دار الکتب العلمیة
۳۵	سنن دارمی	عبد الله بن عبد الرحمن الدارمی	قدیمی کتب خانه
۳۶	سنن ابن منصور	سعید بن منصور بن شعبة المکی	دار الکتب العلمیة
۳۷	السنن الواردة فی الفتن	ابوعمرو عثمان بن سعید الدانی	دار العاصمة
۳۸	شرح السنة	محی السنة ابو محمد البغوی	الکتب الاسلامی
۳۹	مصنف ابن ابی شیبة	عبد الله بن محمد بن أبی شیبة	ادارة القرآن
۴۰	مصنف عبد الرزاق	عبد الرزاق بن همام الصنعانی	ادارة القرآن
۴۱	ریاض الصالحین	ابو زکریا محی الدین النووی	مناهل العرفان
۴۲	صحیح ابن خزیمة	محمد بن اسحاق بن خزیمة	الکتب الاسلامی
۴۳	المعجم الکبیر	سلیمان بن احمد الطبرانی	دار الحرمین

۴۴	المعجم الاوسط	سليمان بن احمد الطبرانى	احياء التراث
۴۵	المنتقى	عبد الله بن على الجارود	دار الكتب العلمية
۴۶	كنز العمال	علاء الدين المتقى الهندى	موسسة الرسالة
۴۷	مشكل الآثار	علامه طحاوى	دائرة المعارف
۴۸	الادب المفرد	محمد بن اسماعيل البخارى	مكتبه رحمانيه
۴۹	الترغيب والترهيب	زكى الدين عبدالعظيم المنذرى	احيار التراث
۵۰	حلية الأولياء	أبو نعيم أحمد بن عبد الله	دار الفكر بيروت
۵۱	مجمع الزوائد	على بن أبى بكر الهيثمى	دار الكتب العلمية
۵۲	جمع الفوائد	محمد بن سليمان المغربى	مكتبة ابن كثير
۵۳	مصباح الزجاجة	احمد بن أبى بكر البوصيرى	دار السلام
۵۴	موارد الظمآن	على بن أبى بكر الهيثمى	دار الكتب العملية
۵۵	عمل اليوم والليلة	أحمد بن محمد الدينورى	حيدر آباد دكن
۵۶	تحفة المحتاج	عمر بن على الأندلسى	دار الحراء
۵۷	الزهد لابن مبارك	عبد الله بن المبارك المروزى	دار الكتب العلمية
۵۸	الزهد لابن حنبل	احمد بن محمد بن حنبل	دار الريان القاهرة
۵۹	نيل الاوطار	محمد بن على الشوكانى	ادارة القرآن
۶۰	شعب الايمان	ابو بكر احمد بن حسين البيهقى	دار الريان للتراث
۶۱	زاد المعاد	محمد بن ابى بكر ابن قيم الجوزية	موسسة الرسالة
۶۲	جامع المسانيد والسنن	عماد الدين ابن كثير	دار الفكر
۶۳	تحقيق المقال	المحدث لطيف الرحمن القاسمى	مكتبة الحرمين
۶۴	الفردوس بماثور الخطاب	أبو شجاع شيرويه بن شهر داد	دار الكتب العلمية
۶۵	تحفة الاشراف	يوسف بن الزكى المزى	دار الكتب العلمية

۶۶	تخريج الأحاديث والآثار	جمال الدين عبد الله بن يوسف الزيلعى	دار ابن خزيمة
۶۷	الاتحاف السنية بالأحاديث القدسية	عبدالرؤف المناوى	موسسة الرسالة
۶۸	تغليق التعليق	حافظ ابن حجر المكى	المكتب الاسلامى
۶۹	المنتظم	ابن الجوزى	مكتبة دار صادر
۷۰	الوابل الصيب	ابن قيم الجوزية	دار الكتاب العربى
۷۱	فضائل اعمال	شيخ الحديث مولانا محمد زكريا	زمزم ببلشرز
۷۲	تاريخ مدينة دمشق	ابن هبة الله الشافعى	دار الكتب العلمية
۷۳	صفة الصفوة	عبد الرحمن بن على الجوزى	دار المعرفة
۷۴	طبقات الكبرى	محمد ابن سعد الهاشمى	دار الكتب العلمية
۷۵	معرفة الصحابة	ابو نعيم الاصبهانى	دار الكتب العلمية
۷۶	عمدة القارى	علامه بدر الدين العينى	دار الحديث ملتان
۷۷	فتح البارى	حافظ ابن حجر العسقلانى	الكتب الاسلامى
۷۸	فتح الملهم	مولانا شبير احمد العثمانى	دار العلوم كراتشى
۷۹	جامع العلوم والحكم	عبد الرحمن ابن رجب الحنبلى	دار ابن جوزى
۸۰	فيض القدير	عبد الرؤف المناوى	دار الفكر
۸۱	المحلى	على بن أحمد بن حزم الظاهرى	دار الآفاق
۸۲	التمهيد	أبو عمر ابن عبد البر الاندلسى	علوم الآفاق
۸۳	الاستذكار	أبو عمر ابن عبد البر الاندلسى	دار الكتب العلمية
۸۴	سيرة البخارى	محمد عبد السلام المباركفورى	فاروقى كتب خانه
۸۵	ارشاد القارى	مفتى رشيد احمد	سعيد كمبنى
۸۶	ارشاد السارى	شيخ الحديث مولانا عبد الجبار	مكتبه نعمانيه
۸۷	تهذيب الكمال	جمال الدين ابو الحجاج المزى	موسسة الرسالة

٨٨	تهذيب التهذيب	حافظ ابن حجر العسقلاني	دار الكتب العلمية
٨٩	تقريب التهذيب	حافظ ابن حجر العسقلاني	الكتب الاسلامية
٩٠	لسان الميزان	حافظ ابن حجر العسقلاني	المطبوعات الاسلامية
٩١	ميزان الاعتدال	محمد بن احمد عثمان الذهبي	دار الفكر
٩٢	الكاشف	محمد بن احمد عثمان الذهبي	دار الكتب العلمية
٩٣	المغنى	محمد بن احمد عثمان الذهبي	احياء التراث
٩٤	الجامع فى الجرح والتعديل	ابو المعاطى النورى مع إخوانه	عالم الكتاب
٩٥	الكامل	ابو احمد ابن عدى الجرجانى	دار الفكر
٩٦	كتاب الضعفاء والمتروكين	علامه ابن جوزى	دار الكتب العلمية
٩٧	التاريخ الكبير	محمد بن اسماعيل البخارى	دارالباز بمكة
٩٨	كتاب الجرح والتعديل	حافظ عبد الرحمن الرازى	دار الكتب العلمية
٩٩	المعجم الوسيط	ابراهيم مصطفى مع إخوانه	كتب خانه حسينيه
١٠٠	مصباح اللغات	مولانا عبد الحفيظ بلياوى	قديمى كتب خانه
١٠١	القاموس الوحيد	مولانا وحيد الزمان كيرانوى	كتب خانه حسينيه
١٠٢	لسان العرب	علامه ابن منظور	دار الباز بمكة
١٠٣	هدايه	على بن أبى بكر المرغينانى	شركة علمية
١٠٤	حاشية الطحطاوى	سيداحمد الطحطاوى	ميرمحمد كتبخانه
١٠٥	البحر الرائق	علامه ابن نجيم المصرى	المكتبة الماجدية
١٠٦	رد المحتار	محمد أمين ابن عابدين الشامى	سعيد كمپنى
١٠٧	شرح عقود رسم المفتى	محمد أمين ابن عابدين الشامى	مكتبه اسعدى

١٠٨	فتاوى هندية	جماعة من العلماء الهند	بلوچستان
١٠٩	فتاوى قاضى خان	حسن بن مصور الاوزجندى	بلوچستان
١١٠	فتاوى بزازيه	محمد بن محمد شهاب الدين	بلوچستان
١١١	نور الايضاح	حسن بن على الشرنبلالى	كتبخانه امداديه
١١٢	الاعتصام	ابو اسحاق الشاطبى	دار الكتب العلمية
١١٣	الفتاوى الخيرية	الشيخ خير الدين الرملى	آرام باغ كراچى
١١٤	خير الفتاوى	مولانا محمد جالندهرى	مكتبة الخير ملتان
١١٥	فتاوى محموديه	مفتى محمود حسن گنگوهى	كتبخانه مظهرى
١١٦	امداد الفتاوى	حكيم الامت مولانا اشرف على	دار العلوم كراچى
١١٧	امداد الاحكام	مولانا ظفر احمد عثمانى	دار العلوم كراتشى
١١٨	تاليفات رشيديه	مولانا رشيد احمد گنگوهى	اداره اسلاميات
١١٩	كفاية المفتى	مفتى محمد كفاية الله	دار الاشاعت
١٢٠	فتاوى دار العلوم	مفتى محمد شفيع العثمانى	دار الاشاعت
١٢١	فتاوى خليلية	مولانا خليل احمد سهارنفورى	مكتبة الشيخ
١٢٢	فتاوى عثمانى	مفتى محمد تقى عثمانى	مكتبة معارف القرآن
١٢٣	احسن الفتاوى	مفتى رشيد احمد لدهيانوى	سعيد كمپنى
١٢٤	عمدة الفقه	مولانا سيد زوار حسين شاه	اداره مجدديه
١٢٥	الحاوى للفتاوى	جلال الدين السيوطى	فاروقى كتبخانه
١٢٦	تلبيس ابليس	علامه ابن الجوزى	كتبخانه مجيديه
١٢٧	رساله حسن التفهم والدرك	عبد الله بن محمد الغمارى	مكتبة القاهرة
١٢٨	سباحة الفكر فى الجهر بالذكر	محمد عبد الحي اللكنوى	المطبوعات الاسلامية
١٢٩	التكشف	حكيم الامت مولانا اشرف على	كتبخانه مظهرى

١٣٠ بوادر النوادر	حکیم الامت مولانا اشرف علی	اداره اسلامیات
١٣١ سیرة النعمان	مولانا شبلی نعمانی	دار الاشاعت
١٣٢ رساله ذکر الله	ڈاکٹر محمد ظفیر احمد	آئی سپیشلٹ
١٣٣ مجالس ذکر جهری کا استحباب	مولانا عبد الحفیظ مکی	اسلامک فاؤنڈیشن
١٣۴ اخفاء الذکر	مولانا سرفراز صفدر	مکتبه صفدریة
١٣۵ هدایة النحو	سراج الدین عثمان چشتی نظامی	قدیمی کتبخانه
١٣٦ اوضح المسالک الی الفیة ابن مالک	جمال الدین بن یوسف الانصاری	داراحیاء العلوم
١٣٧ کافیة	جمال الدین ابن حاجب	مکتبة خیر کثیر
١٣٨ رساله مجالس ذکر	محمد اقبال (مدینه منوره)	اداره تصنیفات
١٣٩ القول الجمیل مع شرح شفاء العلیل	حضرت شاه ولی الله محدث دهلویؒ	منصور بکڈپو
١۴٠ شرح سنن ابن ماجة	الحافظ علاء الدین مغلطائی	مصطفی الباز
١۴١ بریقة محمودیة فی شرح طریقة محمدیة	محمد بن محمد مصطفی الخادمی	دار احیاء کتب عربیة
١۴٢ فتاوی عزیزی	شاه عبد العزیز محدث دهلویؒ	سعید کمپنی
١۴٣ عمل الیوم واللیلة	احمد بن شعیب النسائی	مؤسسة الرسالة

توحیدِ ربِّ ذو الجلال،
مدحِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم، مناقبِ اکابرین دیوبند،
مراثیٔ بزرگانِ امت و دیگر مختلف مضامین کا اردو عربی

مجموعۂ کلام

قرارِ دل

حضرت مولانا مفتی رضاء الحق صاحب دامت برکاتہم
استاذ الحدیث ومفتی دار العلوم زکریا جنوبی افریقہ

ترتیب و تعلیق
مولانا عبد الباری ابن حضرت شفیق الامت مولانا محمد فاروق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

زمزم پبلشرز